

علم تصوف پر ایک آسان اور نایاب تحفہ

جمالِ تصوف

تعارف و تدوین:

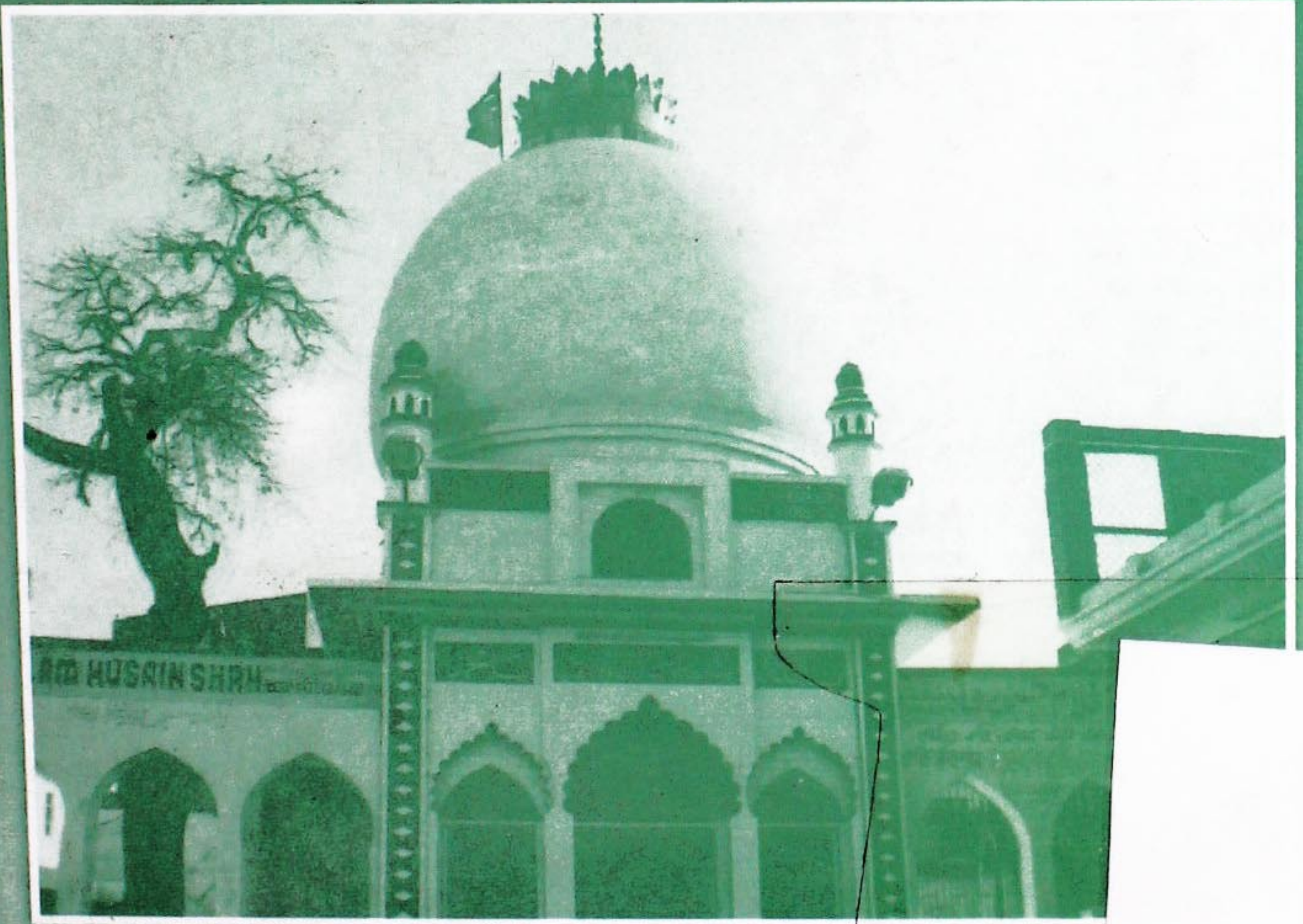
ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ (صابری)

سجادہ نشین درگاہ بغیہ شریف نواب پورہ، مراد آباد (یوپی۔ انڈیا)

مصنف

شیخ طریقت

قاری شاہ محمد انور علی سہیل فریدی



افغان ریسرچ سنٹر، لاہور

DATA ENTERED

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَالصَّلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

جَمَانِ مَصْرُوفٍ

تَصْنِيفُ لَطِيفٍ

شَيْخُ مَطْرِيْقَتِهِ شَاهُ مُحَمَّدُ الْوَرَعِيُّ السُّهَيْلِيُّ فَرِيدِي

سَجَّادُهُ نَشِينُ خَانِقَاهُ أَبَادَانِيهِ فَرِيدِيهِ مَحَلَّةُ كَمَّانِ كَرَانِ بَدَايُونِ شَرِيفِ (يُوهِي)

2012ء جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

پاکستان میں جملہ حقوق بحق ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ لاہور پاکستان محفوظ ہیں۔ اس کتاب کا کوئی حصہ کسی بھی شکل میں شائع نہیں کیا جاسکتا علاوہ اس کے کہ تحقیق کی غرض سے مصنف اور کتاب کا حوالہ ساتھ دیا گیا ہو۔ کاپی رائٹ کی خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

نام کتاب: جہان تصوف

نام مصنف: محمد انور علی سہیل فریدی

کاپی رائٹ ہولڈر (پاکستان): ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ

سن اشاعت: 2012

قیمت: 400/- روپے

ناشر: مسعود پبلشرز لاہور۔

ملنے کا پتہ: ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ

مکان نمبر B-69 صابری اسٹریٹ

نمبر 12، صداقت پارک ساندہ خورد،

لاہور۔ پاکستان۔

موبائل: 0092-300-4573727

0092-346-4058805

فہرست

۱۴	حدیث شریف	
۱۵	انتساب	
۱۶	قطعه تاریخ طباعت — ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی	
۱۷	عرض مصنف	
۲۱	پیش لفظ — پروفیسر نثار احمد فاروقی	
۲۷	پیش لفظ — ڈاکٹر غلام محیٰ انجم مصباحی	
۳۰	قول مستحسن — خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ	
۳۱	صوفی	۱
۳۱	۱ — صوفی لفظ کی تحقیق	
۳۲	۲ — تصوف اور صوفی	
۳۸	۳ — صحابہ کرام اہل طریقت کے پیشوا	
۳۹	۴ — علم تصوف	
۴۰	۵ — تصوف کی تعریف	
۴۲	۶ — ابن تیمیہ تصوف کے قائل تھے	
۴۲	۷ — شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور شیخ ابوالقاسم قشیری کی رائے	

۴۳	۸ — اس اعتراض کا جواب کہ عہد رسالت میں صوفی لفظ زیادہ رائج نہ تھا — تصوف کے فقیہ شیخ ابونصر سراج طوسی کا فتویٰ
۴۴	۹ — حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فتویٰ
۴۵	۱۰ — حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی کی سنہری تحریر
۴۷	۱۱ — تصوف کی ضرورت اور اہمیت
۴۸	۱۲ — حضرت امام بخاری محدث بھی صوفی تھے
۴۹	۱۳ — تصوف کے دو نظریے — وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود
۵۰	۱۴ — صوفیوں کا لباس
۵۲	۱۵ — لباس میں رنگوں کی مصلحت
۵۳	۱۶ — اقسام صوفیہ
۵۴	۱۷ — اصحاب صفہ
۵۶	۲ — منازل تصوف
۵۶	۱ — فنا فی الشیخ
۵۷	۲ — فنا فی الرسول
۵۸	۳ — فنا فی اللہ
۶۰	۴ — بقا باللہ
۶۱	۵ — فنا فی الغوث

۶۳	ارکان تصوف	۳
۶۳	۱— شریعت	
۶۳	۲— طریقت	
۶۳	۳— حقیقت	
۶۳	۴— معرفت	
۶۳	۵— قبض و بسط	
۶۵	۶— سالک و مجذوب	
۶۸	بیعت	۴
۶۹	۱— بیعت سنت ہے	
۷۲	۲— فوائد بیعت	
۷۳	۳— شرائط بیعت	
۷۵	۴— ضروری ہدایات	
۷۸	۵— اقسام بیعت	
۷۹	۶— حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی کا تصوف پر مناظرہ	
۸۱	۷— بیعت اصفیاء	
۸۲	۸— بیعت ثانی	
۸۲	۹— تکرار بیعت	

۸۳	۱۰—بیعت اطفال	
۸۴	۱۱—بیعت مزار	
۸۵	۱۲—بیعت کا طریقہ	
۸۹	۱۳—بیعت کا آسان طریقہ	
۹۱	شیخ اور شرائط شیخ	۵
۹۱	۱—علم	
۹۷	۲—ترک دنیا	
۹۹	۳—اکل حلال، صدق مقال	
۱۰۲	۴—پابندی اوقات	
۱۰۲	۵—کرامت سے پرہیز	
۱۰۲	۶—خوش اخلاق	
۱۰۳	۷—اجازت و خلافت	
۱۰۳	۸—اثر	
۱۰۳	۹—حق گو	
۱۰۴	خرقہ خلافت	۶
۱۰۴	۱—خلافت	
۱۰۵	۲—خلافت کی قسمیں	

۱۰۵	۳— خرقہ	
۱۰۸	۴— خرقہ اجازت	
۱۰۸	۵— خرقہ ارادت	
۱۰۹	۶— خرقہ تبرک	
۱۱۰	خانقاہ	۷
۱۱۱	۱— پہلی خانقاہ	
۱۱۳	۲— مشہور سلاسل کی خانقاہیں	
۱۱۸	۳— چشت میں پہلی خانقاہ	
۱۲۲	۴— دہلی میں چشتی سلسلے کی مثالی خانقاہ	
۱۲۵	۵— قواعد خانقاہ	
۱۲۵	۶— اصحاب صفہ کی تقلید	
۱۲۶	۷— حفظ اوقات، ضبط انفاس اور حواس کی نگہداشت	
۱۲۷	۸— تفرقے اور نفس کا مقابلہ	
۱۲۷	۹— لنگر	
۱۲۹	سماع اصفیاء	۸
۱۲۹	۱— رسالہ اصول السماع	
۱۳۳	۲— حقیقت سماع	

۱۳۴	۳— اچھی آواز سننے کے متعلق
۱۳۶	۴— مزامیر یعنی ساز کے متعلق
۱۳۸	۵— شرائط سماع
۱۳۹	۶— وجد کی حقیقت
۱۴۳	۷— خاتمہ
۱۴۴	۸— تشریح
۱۴۵	۹— امام احمد غزالی کا رسالہ بوارق الالماع من محرم السماع کا اردو ترجمہ جواز سماع کا حوالہ
۱۴۶	۱۰— زمان
۱۴۷	۱۱— مکان
۱۴۷	۱۲— اخوان
۱۴۸	۱۳— اخوان الصفا
۱۴۹	۱۴— جواز سماع
۱۵۲	۱۵— رقص کے بارے میں سلطان المشائخ کا ارشاد (سیر الاولیاء کی روشنی میں)
۱۵۳	۱۶— حضرت سلطان المشائخ کی مجلس سماع
۱۵۴	۱۷— حضرت بابا فرید گنج شکر کا سماع سے عشق

۱۵۵	۱۸ — حضرت بابا صاحب کا سماع کے بارے میں فتویٰ
۱۵۵	۱۹ — حضرت محبوب الہی کی آرزو
۱۵۷	۲۰ — حضرت محبوب الہی کی مجلس سماع پر حملہ
۱۵۸	۲۱ — قاضی صاحب کی بیماری
۱۵۹	۲۲ — بادشاہ کا حکم اور آپ کا جواب
۱۵۹	۲۳ — مناظرہ سماع
۱۶۲	۲۴ — ہنوز دلی دور است
۱۶۳	۲۵ — قاضی حمید الدین ناگوری کا مباح لاهلہ کا بصیرت افروز واقعہ
۱۶۸	۲۶ — شیخ بہار الدین زکریا ملتانی اور سماع
۱۶۹	۲۷ — شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی اور سماع
۱۷۰	۲۸ — شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور سماع
۱۷۳	۲۹ — حوالہ رسالہ غنار و سماع اصفیاء
۱۷۵	۳۰ — امام شعیبی کی سماع کے بارے میں رائے
۱۷۶	۳۱ — علامہ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف زہری اور سماع
۱۷۷	۳۲ — امام شافعی نے سماع سنا ہے
۱۷۹	۳۳ — مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا طرز عمل

۱۸۰	۳۴ — شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی کی تحریر	
۱۸۱	سلاسلِ طریقت	۹
۱۸۱	۱ — چار پیر — چودہ خانوادے	
۱۸۵	۲ — حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تین مشہور سلسلے جاری ہوئے	
۱۸۵	۳ — اویسیہ سلسلہ	
۱۸۶	۴ — شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی کی آنحضرت ﷺ سے بیعت	
۱۸۷	فروعی خانوادے	۱۰
۱۸۷	۱ — ۴۳ فروعی خانوادوں کا ذکر	
۱۹۱	۲ — سلسلہ زاہدیہ	
۱۹۴	شجراتِ طریقت	۱۱
۱۹۶	چشتیہ سلسلہ	۱۲
۱۹۸	۱ — سلسلہ عالیہ چشتیہ	
۲۰۰	۲ — سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ آبادانیہ	
۲۰۱	۳ — سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قطب مداریہ	
۲۰۳	۴ — سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حافظیہ	
۲۰۵	۵ — سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ امدادیہ	
۲۰۷	۶ — سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ	

۲۰۷	۷ — سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ	
۲۰۸	۸ — سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ مینائیہ	
۲۰۹	۹ — سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ نیازیہ	
۲۱۰	۱۰ — سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ برکاتیہ رضویہ	
۲۱۲	۱۱ — سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ مجیبیہ	
۲۱۳	۱۲ — سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ بندہ نوازیہ قدوسیہ آبادانیہ	
۲۱۴	۱۳ — سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اویسیہ	
۲۱۵	۱۴ — سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ نصیریہ	
۲۱۷	شجرہ عالیہ قادریہ	۱۳
۲۱۷	۱ — سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ	
۲۱۷	۲ — پہلا طریقہ	
۲۱۸	۳ — دوسرا طریقہ	
۲۱۹	۴ — تیسرا طریقہ	
۲۲۳	۵ — سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ	
۲۲۵	شجرہ عالیہ نقشبندیہ	۱۴
۲۲۵	۱ — سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ آبادانیہ	
۲۲۵	۲ — پہلا طریقہ	

۲۲۶	۳ — دوسرا طریقہ
۲۲۷	۴ — تیسرا طریقہ
۲۲۹	۵ — چوتھا طریقہ
۲۳۱	۱۵ — شجرہ عالیہ سہروردیہ
۲۳۲	۱۶ — سلسلہ عالیہ کبرویہ
۲۳۷	۱۷ — سلسلہ عالیہ مداریہ
۲۳۹	۱۸ — سلسلہ عالیہ قلندریہ
۲۴۱	۱۹ — سلسلہ عالیہ شاذلیہ
۲۴۲	۲۰ — سلسلہ عالیہ احمدیہ رفاعیہ
۲۴۶	۲۱ — شجرات منظوم
۲۴۶	۱ — شجرہ منظوم سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ مجددیہ آبادانیہ
۲۴۹	۲ — شجرہ منظوم سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ
۲۵۱	۳ — شجرہ منظوم سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ
۲۵۳	۴ — شجرہ منظوم سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ آبادانیہ
۲۵۵	۵ — شجرہ منظوم سلسلہ عالیہ سہروردیہ مجددیہ آبادانیہ
۲۵۷	۲۲ — دُعا، وسیلہ اور مناجات
۲۵۸	۱ — سات مبارک دُعائیں

۲۶۰	۲ — وسیلہ
۲۶۳	۳ — جوازِ وسیلہ
۲۶۶	۴ — منظوم دُعائے وسیلہ
۲۶۸	۵ — مناجات
۲۶۸	۶ — مناجات حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
۲۷۰	۷ — مناجات شیخ فرید الدین عطار
۲۷۱	۸ — مناجات شیخ سعدی شیرازی
۲۷۱	۹ — مناجات مولانا ابوالحسن زید فاروقی
۲۷۲	۱۰ — مناجات مولانا معین الدین قادری
۲۷۴	۲۳ — مشائخِ چشت کا پیغامِ محبت
۲۸۳	۲۴ — اُمید کی کرن
۲۸۷	۲۵ — درود شریف
۲۸۹	۱ — درودِ ابراہیمی
۲۸۹	۲ — درودِ نجینا
۲۹۲	مآخذ

انتساب

جد محترم شیخ عابد العصر غریق رحمت

شبیبہ مخدوم جہاں، قطب سہر ساعارف باللہ

حضرت مولانا شاہ جعفر علی فریدی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ

مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشان کبھی

امیدوار کرم

محمد انور علی سہیل فریدی غفرلہ

قطعہ تاریخ جہان تصوف

مؤلفہ پیر طریقت مولانا محمد انور علی سہیل فریدی مدظلہ

از مولانا ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی

سابق ریڈرا جمل خاں طبیہ کالج، قرول باغ، نئی دہلی

تصوف کی جاں ہے جہان تصوف

عبارت ہے شایان شان تصوف

پس غیب سے ارمغان تصوف

یہی تو ہے روح و روان تصوف

یہ کہتے ہیں صاحب دلائل تصوف

ادیم زمیں خود ہے خوان تصوف

ہوس چھوڑیں بازی گران تصوف

زمیں بن گئی آسمان تصوف

یہ کہتے ہیں اسرار دان تصوف

زے سنبل ارمغان تصوف

بڑا دل نشیں ہے بیان تصوف

قصص مستند ہیں بیاں معتبر ہے

یہ لاریب اہل نظر کے لئے ہے

معلم ہے یہ درس وحدانیت کا

جو سچ پوچھے تو غذا روح کی ہے

نگاہ حقیقت نگر سے جو دیکھو

اسے پڑھ کے سیدھا کریں اپنا قبلہ

سہیل فریدی کی تابانیوں سے

طریقت کا مجموعہ جاں فزا ہے

سن طبع نکلا سن عیسوی میں

۲۰۱۰ء

بہ تائید ”پ“ سال ہجری میں نکلا

فریدی یہ ہے بوستان تصوف

۱۳

۲۹

۱۳۲۹+۲=۱۳۳۱

قاری محمد انور علی سہیل فریدی

سجادہ نشین خانقاہ آبادانیہ فریدیہ محلہ کامنگراں، بدایوں شریف

کاپی رائٹ لیٹر

میں قاری انور علی سہیل فریدی مصنف کتاب ”جہان تصوف“
(اردو۔ مطبوعہ) ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ ساکن 69-B/12 صداقت
پارک ساندہ خورد لاہور کو اپنی کتاب مذکورہ ”جہان تصوف“ کی پاکستان میں
اشاعت کے جملہ حقوق دیتا ہوں کہ وہ پاکستان میں کتاب کی اشاعت کریں
اور جملہ قوانین کاپی رائٹ (پاکستان) کے حوالے سے ہر قسم کی کارروائی
کریں۔ اگر کوئی شخص یا ادارہ پاکستان میں اس کتاب کے حوالے سے کاپی
رائٹ کی خلاف ورزی کرتا ہے تو ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ کو مکمل اختیار
ہے کہ وہ اس کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائیں۔

انور علی

(قاری محمد انور علی سہیل فریدی)

دہلی

مورخہ 21-03-2012

عرضِ مصنف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِهِ الدِّیْنِ اصْطَفٰی

نہ تخت و تاج میں، نہ لشکر و سپاہ میں ہے جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے۔
ہندوستان صوفی سنتوں درویشوں اور بھگتوں کا دیش ہے۔ اس ملک سے آنحضرت
ﷺ کو اللہ والوں کی خوشبو آئی۔ یہ ملک شروع سے ہی اپنی افادیت اور اہمیت میں عالمی
برادری میں مشہور ہے۔ اس ملک کو جنت نشان کہا جاتا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام
بجلم خدا قال اھبطوا بعضکم لبعض عدوٰج و لکم فی الارض مستقرّ و متاع
الٰیٰ حین (سورہ اعراف ۲۴ پارہ ۸)

جنت کی دنیا سے اتارے گئے تو آپ کا نزول سرانديپ یعنی سری لنکا کے پہاڑ پر
ہوا۔ آج تک آپ کے قدم کے نشان پہاڑ کی چٹان پر موجود ہیں۔ عقیدت مند دور دراز
علاقوں سے اس کی زیارت کو آتے ہیں۔ جس زمانہ میں حضرت آدم علیہ السلام کا سرانديپ
کی پہاڑی چٹان پر نزول ہوا اس وقت وہ ہندوستان کا اٹوٹ حصہ تھا۔ ایک زبردست زلزلہ
اور طوفان کے بعد یہ حصہ ہندوستان سے الگ ہوا اور اس نے جزیرے کی شکل اختیار کی۔
اس بات کا ثبوت ہمیں مولانا سید سلیمان ندوی کی تحریروں سے ملتا ہے۔ مولانا سید سلیمان
ندوی عرب و ہند کے تعلقات میں لکھتے ہیں:

”حدیثوں اور تفسیروں میں جہاں حضرت آدم کا قصہ ہے وہاں متعدد روایتوں
سے یہ بیان آتا ہے کہ حضرت آدم آسمان کی جنت سے نکالے گئے تو وہ اس
زمین کی جنت میں جس کا نام ہندوستان جنت نشان ہے اتارے گئے۔“

(عرب و ہند کے تعلقات ص ۱)

حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں نور محمدی ﷺ جلوہ گر تھا۔ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام توبہ استغفار کرتے ہوئے ادھر ادھر گھوم رہے تھے، پیشانی مبارک سے نور محمدی کی کرنیں اطراف کو منور کر رہی تھیں، گویا یہی وہ زمین ہے جہاں نور محمدی کی سب سے پہلے کرنیں پڑیں۔ اس نور کی برکت اور فیض سے یہاں اللہ والے جن کو ہم درویش، مشائخ، صوفی، سنت اور بھگت کہتے ہیں پیدا ہوئے۔ علامہ غلام علی آزاد بلگرامی نے کیا اچھی بات کہی ہے۔ علامہ آزاد بلگرامی لکھتے ہیں:

”جب آدم سب سے پہلے ہندوستان میں اترے اور یہاں اُن پر وحی نازل ہوئی تو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہی وہ ملک ہے جہاں خدا کی پہلی وحی نازل ہوئی اور چونکہ نور محمدی ﷺ حضرت آدم کی پیشانی میں امانت تھا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی ظہور اسی سر زمین میں ہوا۔ اس لئے آپ نے فرمایا ”مجھے ہندوستان کی طرف سے ربانی خوشبو آتی ہے۔“

(مولانا سید سلیمان ندوی کی تصانیف ص ۲۹۲ از سید صباح الدین عبدالرحمن)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک عرب سیاح سے ہندوستان کی بابت دریافت کیا، اس نے ہندوستان کی تعریف کرتے ہوئے کہا بَحْرُ هَادِرٌ وَجَبَلُهَا يَأْقُوتٌ وَشَجَرُهَا عِطْلٌ (عرب و ہند کے تعلقات ص ۵ مولانا سید سلیمان ندوی) ہندوستان کے دریا موتیوں سے بھرے ہیں، اس کے پہاڑ یا قوت کے خزانہ ہیں اور اس کے درخت خوشبودار ہیں۔ اس زمانہ میں ہندوستان سونے کی چڑیا اور لٹکا سونے کی کہلاتی تھی۔ آنحضرت ﷺ کی توجہات ہندوستان پر شروع سے رہیں، ان توجہات اور لطف و کرم کی بنا پر عرب و عجم کے مختلف اولیاء اللہ کو آپ نے اشارہ فرمایا کہ ہندوستان جاؤ اور وہاں ہدایت خلق اللہ کی خدمت انجام دو اور اللہ کا پیغام پہنچاؤ۔ ان اولیاء اللہ میں ایک مبارک ذات خواجہ خواجگان ہندالوی حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی خواجہ غریب نواز کی ہے۔ آپ بحکم سرکارِ دو عالم ﷺ ہندوستان آئے اور اجمیر کو مرکز ہدایت بنایا۔ آپ کے قیام سے یہ شہر دارالخیر نام سے مشہور ہوا۔

ہندوستان گنگا جمنی تہذیب کا سنگم ہے۔ یہاں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں۔ جن اولیاء اللہ نے ہندوستان میں شجر اسلام کی آبیاری کی ان میں مشائخ چشت کو اولیت حاصل ہے۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح سب پر ظاہر ہے کہ اسلام سلامتی کا علم بردار ہے، وہ امن، شانتی، اخوت، محبت اور اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی تعلیم دیتا ہے۔ بھائی کو بھائی سے ملاتا ہے اور دلوں سے نفرت دور کرتا ہے۔ مشائخ چشت اسلام کا یہ پیغام لے کر ہندوستان آئے، ان کے پاس تلوار تھی، نہ لاٹھی۔ ان کے گفتار و کردار میں خلوص تھا، پیار تھا، شیرینی تھی۔ اس پیغام کو ہندوستان میں عام کرنے والی ذات گرامی حضرت خواجہ غریب نواز کی ہے۔ آپ ساری زندگی اطاعت الہی اور انسانی خدمت میں مشغول رہے۔ نہ کسی کو تکلیف پہنچائی، نہ کسی کے دل کو دکھایا۔ آپ سب کے مونس و غم خوار رہے۔ رحمت عالم ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ ساری مخلوق عیال اللہ ہے۔ اللہ سب سے زیادہ محبت اس سے کرتا ہے جو اللہ کی مخلوق کو سب سے زیادہ چاہتا ہے۔ (بیہقی کتاب الایمان)

اس حدیث مبارک کا ظہور آپ پر اس طرح ہوا کہ آپ کے وصال کے بعد آپ کی پیشانی پر نورانی خط میں ہذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ (یہ اللہ کا حبیب ہے اور اللہ کی یاد میں مرا) لکھا تھا۔

حضرت خواجہ غریب نواز (متوفی رجب ۶۳۲ھ) کی آمد سے ہندوستان میں چشتی فیض کا دریا جاری ہوا آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفا نے اس سنہرے مشن میں چار چاند لگائے۔

احقر کا نسبی تعلق شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر چشتی سے ہے۔ حضرت بابا صاحب کو شیخین (حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت خواجہ قطب صاحب) سے خلافت و اجازت حاصل ہے۔ آپ بیک وقت دونوں کے خلیفہ و مجاز ہیں۔ مشائخ چشت نے ہندوستان میں تصوف کے پیغام کو عام کیا۔ انہوں نے اصلاح معاشرہ اور شانتی کے لئے تصوف کو اپنا نامفید سمجھا۔ آج دنیا میں بد امنی اور بے چینی پھیلی ہوئی ہے، لوگ سکون کی تلاش میں ادھر ادھر گھوم رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ خانقاہ کا رخ کریں اور اہل تصوف

کی صحبت اختیار کریں، انہیں احساس ہوگا یہی وہ جگہ ہے جہاں سکون نصیب ہوتا ہے اور بے چین دل کو قرار آتا ہے۔ یہ اللہ کے نیک بندے بھائی چارگی، اخوت محبت اور انسانیت کا درس دیتے ہیں، دلوں سے نفرت دور کرتے ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کی نورانی صورت دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج تصوف کی جتنی ضرورت ہے اتنی شاید پچھلے زمانے میں نہ تھی۔ اگر انسان تصوف کی راہ پر چلنے لگے تو سماج برائیوں سے پاک ہو جائے، نہ کہیں خوف ہو، نہ کہیں خطرہ، ہر طرف امن ہی امن ہو۔

تصوف پر دانشوروں نے خوب لکھا ہے، یہ ایسا وسیع موضوع ہے جس پر جتنا لکھا جائے کم ہے۔ حقیر نے بھی تصوف اور اس سے متعلق ابواب پر خامہ رسائی کی ہے۔ غلطی اور بھول انسانی فطرت میں شامل ہے، مجھے کم علمی اور نااہلی کا احساس ہے۔ جہاں غلطی اور کمی محسوس کریں عفو سے کام لیں۔

العذر عند کرام الناس مقبول

یہ کتاب ”جہان تصوف“ 13 سال پیشتر ۱۹۹۹ء میں لکھی تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر کام کا ایک وقت مقرر کیا ہے وما تو فیقی الا بالہ ۲۰۱۰ء میں یہ اللہ کی توفیق سے کچھ اضافہ کے بعد شائع کی گئی ہے۔ ہل جزاء الا حسان الا لا حسان۔ محبت محترم جناب پروفیسر ثار احمد فاروقی فریدی، ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم، ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ مصروفیات کے باوجود پیش لفظ اور قطعہ تاریخ طباعت تحریر فرمایا۔ ناسپاسی ہوگی اگر میں شاہ محمد عمر فریدی، عزیزہ رفعت پروین چشتی، برادر اکبر مولوی عبدالجبار فریدی، ہمیشہ عزیزہ فاطمہ فریدی اور برادر عزیز حاجی عقیل بخش، برادر طریقت مولانا غلام حسین قادری کا شکر ادا نہ کروں۔ اگر ان کی دعائیں اور تعاون شامل حال نہ ہوتا تو یہ کتاب پایہ تکمیل کو نہ پہنچ پاتی۔ رب قدر جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ میں برادر ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے پاکستان میں اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام کیا اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے آمین۔

خاکپائے اہل اللہ

31 جنوری ۲۰۱۲ء

محمد انور علی سہیل فریدی غفرلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

پیش لفظ

پروفیسر نثار احمد فاروقی

دہلی یونیورسٹی، دہلی

تصوف کی اصطلاح چاہے صدر اول میں نہ ملتی ہو، یا اسے کوئی اور نام دیا گیا ہو، مگر حقیقت یہ ہے کہ تصوف کوئی مذہب نہیں، صوفیہ کوئی علیحدہ فرقہ نہیں، ان کے معمولات و مراسم اسلام کے اصول و شعائر سے معارض نہیں، تصوف صرف ایک رویہ ہے جو خاص طور پر عہد نبی امیہ اور عہد عباسی کی مترفانہ و مسرفانہ عیش کوشی کے خلاف زہد و ورع کی ترغیب و تلقین کے لیے کھل کر سامنے آگیا اور ایک مقبول رویہ بن گیا۔ اس پر اعتراض ہر زمانے میں ہوتے رہے اور صوفیہ نے وضاحت کے لیے نظری مباحث پر کتابیں بھی لکھیں جو آج بھی تصوف کو جاننے سمجھنے کے لیے بنیادی ماخذ ہیں۔

اس صدی میں خاص طور پر مستشرقین کا رجحان تصوف کے مطالعے کی جانب ہوا اور بعض اہم کتابوں کے تراجم بھی مغربی زبانوں میں کئے گئے۔ لیکن تصوف سے شناسائی صرف عملی سطح پر یا کسی صاحب دل کی صحبت میں رہ کر ہی

ممکن ہے۔ اسے ایک علمی موضوع قرار دے کر بحث کرنے والے ضروری نہیں کہ اس کا صحیح تجزیہ کر سکیں۔

مطالعہ تصوف کے بہت سے پہلو ہیں: ایک شاخ تذکرہ اولیاء ہے جس میں کبار اولیاء اللہ کے حالات اور واقعات ملتے ہیں، ان میں تاریخی اعتبار سے مستند کتابیں کم ہی ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ بیشتر کتابیں مریدوں اور عقیدت مندوں نے لکھی ہیں اور انہوں نے تاریخی استناد سے زیادہ کرامات و خوارق پر زور دیا ہے، اس ذخیرے سے صحیح تاریخی مواد برآمد کرنے کے لیے غیر جذباتی اور مثبت زاویہ نظر کی ضرورت ہوتی ہے۔

دوسری شاخ میں صوفیہ کے اعمال و اشغال، اولاد و وظائف، ریاضات و مجاہدات کا بیان ملتا ہے، اس میں بڑا حصہ مسنون دعاؤں اور قرآنی آیات کے خواص پر مشتمل ہے، لیکن کچھ حصہ وہ بھی ہے جس کی ظاہری صورت کتاب و سنت سے نہیں ملتی۔ اس کو پرکھتے ہوئے یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ صوفیہ کے مختلف سلاسل ہیں اور ہر خاندان کے کچھ اپنے معمولات و مجربات ہوتے ہیں جنہیں بعض اوقات کسی اصول سے ثابت نہیں کیا جاسکتا ان کی تاثیر سے انکار کرنا ممکن ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اسلامی لشکر کسی مقام پر گیا ہوا تھا وہاں بچھو کثیر تعداد میں تھے اور بعض فوجیوں کو انہوں نے آزار پہنچایا، مقامی لوگ یہودی تھے اور وہ کسی منتر سے بچھو کے زہر کا اثر زائل کرتے تھے۔ سالار لشکر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات لکھی تو انہوں نے اس منتر کو پڑھوانے کی اجازت دے دی۔ اسے دوسری مثال میں یوں سمجھ سکتے ہیں کہ حیدرآباد میں کوئی صاحب ہیں جو ہر سال کچھ مخصوص تاریخوں میں دمہ اور سانس کے مریضوں کو اپنی بنائی ہوئی کوئی دوا چھوٹی سی مچھلی کے منہ میں رکھ کر مریض کے حلق میں ٹھونس دیتے ہیں۔ سب ڈاکٹر یہ کہتے ہیں کہ یہ

عمل کسی طبی اصول سے مطابقت نہیں رکھتا، مگر ہزاروں لوگ وہ بھی ہیں جو اقرار کرتے ہیں کہ انہیں اس سے فائدہ ہوا۔ اگر صوفیہ کے اعمال و اوراد میں ایسے عناصر ہوں جو صریحاً اسلامی تعلیم اور نظریہ توحید کے خلاف ہیں تو ان پر گرفت کی جاسکتی ہے، دوسری صورت میں یہ کہا جائے گا کہ یہ کسی سلسلے کے خاندانی مجربات ہیں۔

تصوف کا تیسرا شعبہ ملفوظات کے مجموعے ہیں۔ ان میں بھی سب ایک پائے کے نہیں۔ بعض نہایت مستند اور مفید ہیں جیسے فوائد الفواد، خیر المجالس وغیرہ، بعض مشکوک بھی ہیں ان کی صحت ثابت نہیں۔ یہ کچھ ایسی انہونی بات نہیں۔ بعض مشہور و مقبول مصنفوں سے کتابیں ان کے مرنے کے بعد ہی نہیں ان کی زندگی میں بھی منسوب کی جاتی رہی ہیں۔ یہ عمل آج بھی ہو رہا ہے۔ بعض کتابوں میں تحریف و تصحیف اور اضافے بھی اپنے دینوی مفاد کی خاطر کر دیئے گئے ہیں۔ ایسی کتابوں کو پڑھنے اور ان سے صحیح نتائج اخذ کرنے کے لیے بھی دقیقہ شناس نظر کی ضرورت ہوتی ہے۔ ملفوظات کے جو مجموعے احتیاط کے ساتھ مرتب ہوئے ہیں ان کی سب سے بڑی قدر و قیمت یہ ہے کہ ان کے بین السطور میں خود اس درویش کی شخصیت، اس کے عقائد اور معمولات کا براہ راست علم حاصل ہوتا ہے اور انفرادی و معاشرتی اصلاح کے نفوذ کا بھی سراغ ملتا ہے۔ ان ملفوظات میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی جسے کتاب و سنت کی صریح خلاف ورزی کہا جاسکے۔

اسی ملفوظات کی شاخ کے ضمن میں مکتوبات بھی آجاتے ہیں۔ یہ مکتوبات عموماً مریدوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے یا ان کے سوالوں کا جواب دینے کے لیے لکھے گئے تھے، مگر انہوں نے بعض خاص حالات میں وہ کام بھی کیا جو آج اخبار و جرائد کرتے ہیں۔ اس کی مثال میں حضرت شیخ احمد سہروردی مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ مشیربی کے مکتوبات کا نام لیا جاسکتا ہے۔

فن تصوف ہی کا ایک حصہ وہ کتابیں ہیں جن کا موضوع مریدوں کی تعلیم و تربیت کے اصول بیان کرنا ہے۔ اس فن میں سب سے قدیم اور مقبول مشائخ کتاب آداب المریدین ہے جس کے مصنف حضرت شیخ نجیب الدین سہروردی ہیں، اس انداز کی اور کتابیں بھی ہر زمانے میں لکھی گئیں مگر ان کا رواج ایک محدود حلقے تک رہا۔

صرف مریدوں کو ہی آداب سکھانے کی ضرورت نہیں، خود شیخ کے لیے بھی کوئی ضابطہ ہونا چاہئے۔ اس بارے میں سب سے اہم کتاب شیخ عبدالرحمن السلمی کی آداب الصوفیہ ہے، یہ عربی میں ہے اور اس کا اردو ترجمہ آج تک نہیں ہوا۔ آداب الصوفیہ ہی عوارف المعارف کا موضوع بھی ہے اور یہ خانقاہ کے نصاب میں ابتدا سے شامل رہی ہے۔

ہمارے زمانے کی دشواری یہ ہے کہ تصوف اسلامی کی بیشتر کتابیں عربی میں ہیں یا پھر فارسی میں۔ بعض کتابوں کے اردو تراجم ہو گئے ہیں۔ مشائخ کی خانقاہ میں سب سے پہلے اصلاح عقائد کے لیے ضروری نصاب پڑھایا جاتا تھا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے اپنے جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کو عوارف المعارف کے کچھ حصے کا درس دیا تھا مگر ابو شکور سالمی کی کتاب التمہید پوری پڑھائی تھی اور اس کی سند بھی لکھ کر دی تھی جس میں یہ تاکید ہے کہ وہ بھی اپنے مریدوں کو اس کتاب کا درس دیں اور یہ خیال رکھیں کہ اس کے متن میں کوئی تصحیف و تحریف راہ نہ پائے۔ اس تاکید سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت بابا فرید کے عقائد وہ تھے جو التمہید میں بیان ہوئے ہیں اور التمہید کے مطالعے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں نہایت سختی کے ساتھ کتاب و سنت کے اتباع کی تاکید کی گئی ہے اور بعد میں چشتی سلسلے کے بعض خانوادے اس راہ سے نہ صرف بھٹک گئے ہیں بلکہ اپنے مزعومہ عقیدوں پر اصرار کرتے ہیں۔ ایک بزرگ سے شتی کی تعریف

پوچھی گئی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ شقی وہ ہے جو کتاب و سنت کے خلاف عمل کرے اور پھر بھی امید رکھے کہ بخشا جائے گا۔ یہاں تو بخشے جانے سے بھی زیادہ بخشوانے کی دعویٰ داری ہے۔

جن مشائخ کا حال ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں ان جیسا کوئی شیخ ملنا تو دشوار ہے مگر کچھ خانوادے اب بھی ایسے ہیں جو اپنے بزرگوں کی صالح روایت کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور مقدور بھر ان کی اشاعت و ترویج میں بھی کوشاں رہتے ہیں۔ ایسے ہی ایک جوان صالح جناب محمد انور علی سہیل فریدی بدایونی سلمہ اللہ ہیں، وہ حضرت بابا فرید کی اولاد ہیں اور ایک قدیم سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے ابھی دو سال قبل حضرت شاہ آبادانی سیالکوٹی کے حالات نہایت تحقیق اور تفصیل کے ساتھ تذکرہ آبادانیہ کے نام سے لکھ کر شائع کرائے تھے جس کے مطالعے سے نہ صرف مجھے حظ حاصل ہوا بلکہ بعض باتیں پہلی بار اسی کتاب سے معلوم بھی ہوئیں۔ اب انہوں نے یہ دوسری کتاب — ”جہانِ تصوف“ — لکھی ہے جو اس زمانے کی بڑی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا اب مریدوں میں کیا مشائخ میں بھی عربی فارسی کا علم محدود ہو گیا ہے اس لیے متقدمین کی کتابوں سے استفادہ دشوار ہو گیا۔ سلاسل تصوف میں بیعت و ارشاد کی روایت تو جاری ہے اس لیے مرشد اور مسترشد، مرید و مراد دونوں کو بعض بنیادی باتوں کا علم ہونا ضروری ہے۔

سہیل فریدی صاحب نے بتایا کہ صوفی اور تصوف کیا ہے؟ یہ تو خیر پرانی بحث ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر یہ کہ خود بیعت اور اس کے آداب و شرائط کیا ہیں؟ شیخ کے لیے کیا لازم ہے، خانقاہ کیسی ہوتی ہے اور ہونی چاہئے۔ وغیرہ اس کتاب میں اگرچہ سب ضروری مباحث کا احاطہ نہیں ہو سکا، لیکن اگر یہ کتاب مقبول ہوئی، اور مجھے یقین ہے کہ مختلف سلاسل کے موجودہ خانوادوں میں

مقبول ہوگی، تو سہیل صاحب کے صالح علمی ذوق سے بجا طور پر یہ بھی توقع ہے کہ وہ بقیہ دوسرے مسائل کو اپنی آنے والی تالیف کا موضوع بنائیں گے۔

(پروفیسر) نثار احمد فاروقی

دہلی یونیورسٹی، دہلی ۱۱۰۰۰۷

۲۔ رجب ۱۴۲۰ھ

۱۲۔ اکتوبر ۱۹۹۹م

پیش لفظ

جہانِ تصوف

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم

صدر شعبہ علوم اسلامیہ ہمدرد یونیورسٹی، نئی دہلی۔ ۶۲

ہندوستان کیا پورے عالم اسلام میں اشاعت دین حق کے تعلق سے صوفیائے کرام اور علمائے ربانین کی شبانہ روز مساعی کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ان حاملان نفوس قدسیہ نے جس طرح اسلام کی نشر و اشاعت فرمائی اس کا معترف آج ہر وہ شخص ہے جس کے دل میں اسلام کی عظمت اور ناشران اسلام کی محبت ہے حضرات انبیاء و مرسلین اور صحابہ و تابعین کے بعد انہیں حضرات نے پیغمبرانہ سنت کو صحیح معنوں میں برقرار رکھا اور دنیاوی مشکلات سے نبرد آزما ہو کر پورے اخلاص دل کے ساتھ اشاعت دین حق کا اہم فریضہ انتہائی گرم جوشی کے ساتھ انجام دیا۔ تمام سلاسل کے صوفیائے کرام اور مشائخ عظام نے ایک جٹ ہو کر خدائے تعالیٰ کا آفاقی پیغام بندگان حق تک صرف پہنچایا ہی نہیں بلکہ رہنمایان ملت اور علمائے امت کے دلوں میں احیائے دین کے لیے تبلیغ و اشاعت کی ضرورتوں کا فطری احساس پیدا کرایا اور خانقاہی نظام کو فروغ دے کر بندگان الہی کے دلوں میں اسلام کی محبت کا چراغ ہی صرف روشن نہیں کیا بلکہ وہ اصول و ضابطے بھی بتلائے جس پر عمل پیرا ہو کر ایک بہتر انسان بننے کی راہ ہموار ہوئی۔

صوفیائے اور مشائخ عظام نے ان خانقاہوں میں بیٹھ کر بلا تفریق مذہب

و ملت ایک بہتر انسان بن کر سماج کے لیے نفع بخش ہونے کی جو تعلیم دی اس کی نظیر دنیا کی کسی اور سوسائٹی میں نہیں ملتی۔ یہ انہیں خانقاہوں کا فیضان ہے کہ جتنے لوگ والہانہ محبت اور عقیدت کے ساتھ ان سے وابستہ ہوئے وہ بہتر انسان بنے اور ان کی زندگی پوری دنیا کے اقوام و ملل کے لیے نمونہ بنی۔

آج جب کہ مادیت پرستی کا دور دورہ ہے ہوس زر نے انسانوں کو اندھا بنا دیا ہے اور وہ بہت ساری روشن حقیقتیں جو اس کی سمجھ سے بالاتر ہیں ان کی تردید کرنے لگا ہے۔ بزرگان دین اور ان کے روشن کارناموں پر بھی پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ مگر جن صوفیائے کرام نے پورے اخلاص دل کے ساتھ اپنی شبانہ روز مساعی اور ریاضت و مجاہدہ کے ذریعہ بندگان خدا کو قصر دولت سے نکال کر ایمان و یقین کے اجالے میں لاکھڑا کیا اور ان کے ذہن و فکر اور قلب و نظر کی تطہیر فرمائی ان کے اس مومنانہ کردار عمل کو غفلت و نسیان کی دبیز چادر سے ڈھانپ کر عام بندگان الہی کو ان سے بے پرواہ کر دینا آسان کام نہیں بلاشبہ ان حضرات القدس کا ہر کردار و عمل عامۃ الناس کے لیے ہر دور میں مشعل راہ رہا ہے اور رہے گا۔ البتہ اس دور کے بعض نام نہاد صوفیاء جو اپنی مرضی کے مطابق اسلام کی تعبیر اور توضیح و تشریح کرتے ہیں اور عظمت اسلام کی پیمائش اپنے ہی قد سے کرتے ہیں ان کے اس کردار سے نہ صرف اسلام کو نقصان پہنچا ہے بلکہ مسلمانوں کا بھی کردار و عمل مجروح ہوا ہے۔ آج جب کہ بے ڈھنگے لمبے بال رکھ کر اور لال پیلے کپڑے پہن کر جس طرح بندگان خدا کو گمراہ کر کے اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے وہ آج ہماری نگاہوں کے سامنے ہے، ایسا وہی لوگ کرتے ہیں جنہیں اسرار تصوف کیا، اس کے بنیادی شرائط سے بھی آگاہی نہیں ہوتی اس لیے ضرورت اس بات کی تھی کہ بندگان الہی کو ایسے لوگوں کا حقیقی چہرہ دکھادیا جائے اور کتاب و سنت کی روشنی میں یہ بتادیا جائے کہ صوفی کسے کہتے ہیں اور ان کا

کردار عمل کیا ہوتا ہے مجھے خوشی ہے کہ حضرت مولانا محمد انور علی سہیل فریدی نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور تصوف و صوفی ہی نہیں بلکہ شیخ، شرائط شیخ، خانقاہ و سماع اصفیاء، بیعت و اقسام بیعت کے علاوہ سلاسل طریقت اور شجرہائے طریقت جیسی ذیلی سرخیوں کے تحت وہ تمام گنج ہائے گراں مایہ جمع کر دیئے ہیں جس کی عہد حاضر میں اشد ضرورت ہے، مادیت پرستی کے اس دور میں اگر ایسی کتابیں لکھی جائیں جس سے اسلام کے حقائق اجاگر ہوں تو اس سے بندگانِ الہی بہت ساری برائیوں اور گمراہیوں سے محفوظ رہ کر اپنے دین و ایمان کو جلا بخش سکتے ہیں۔ مجھے بھرپور امید ہے کہ سہیل فریدی صاحب کی اس تصنیف سے وہ کمی ضرور پوری ہوگی۔

وعلیہ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق و باطل میں تمیز پیدا کرنے کی صلاحیت اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ وَ اَصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم

صدر شعبہ علوم اسلامیہ
ہمدرد یونیورسٹی، ہمدرد نگر

نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۶۲

مقدمہ

صوفیاء نے اسلامی تاریخ میں ہمیشہ ایک اہم اور مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ ان کا کردار علمائے کرام سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے بلکہ بعض جہتوں میں علماء بھی زیادہ ہے۔ مثلاً تبلیغ دین میں صوفیاء کرام ہمیشہ مولویوں سے آگے رہے ہیں۔ علماء کرام صرف شریعت ظاہری کے قائل ہیں۔ صوفیاء کرام شریعت ظاہری کے ساتھ ساتھ شریعت باطنی یعنی طریقت کے بھی قائل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کی نسبت صوفیاء کا عوام کے ساتھ تعلق زیادہ سہل اور وسیع رہا ہے۔ خصوصاً ہندوستان میں صوفیاء کرام نے دین کو سمجھنے اور غیر مسلموں کو اسلام کی جانب راغب کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ مقامی ذاتوں کے لوگ صوفیاء کرام کی کوششوں سے ہی مسلمان ہوئے اور ایک وقت ایسا آیا کہ بہت سے علمائے کرام بھی صوفیانہ سلسلوں سے وابستہ ہو گئے۔ جن میں حضرت مجدد الف ثانی مہر اور حضرت شاہ ولی اللہ قابل ذکر ہیں۔ آج کے دور میں صوفیاء کی تعلیمات کو فلسفوں سے کسی طور پر کم نہیں مانا جاتا۔

صوفیانہ تعلیمات یا تصوف کیا ہے؟ اس کو سمجھنا ایک عام آدمی کیلئے اتنا آسان نہیں جتنا کہ دکھائی دیتا ہے۔ تصوف کی بہت سی اصطلاحات ہیں باریکیاں ہیں، تشبیہات ہیں، مسائل ہیں اور ان مسائل کے مختلف حل ہیں۔ تصوف کی اپنی ایک زبان ہے۔ جو لوگ تصوف میں داخل ہیں وہ تو ان باتوں کو جانتے ہیں۔ مگر ایک عام آدمی جو تصوف کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اگر وہ تصوف کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے ہو یہ ایک کوہِ گراں کی طرح نظر آتا ہے۔ تصوف کے حوالے سے جو کتب آج کے دور میں لکھی گئی ہیں وہ اتنی پیچیدہ ہیں کہ قاری ابتدائی صفحات پڑھ کر ہی کتاب کو ناقابل فہم سمجھ کر بند کر دیتا

ہے۔ اس صورت حال میں محترمی انور علی سہیل فریدی صاحب کی یہ کتاب کسی نعمت سے کم نہیں ہے۔ جس میں تصوف کے حوالے سے عام فہم زبان استعمال کی گئی ہے۔ مختلف موضوعات اور اصطلاحات کو چند سطروں میں بیان کر کے قاری کو سمجھا دیا گیا ہے۔ فریدی صاحب کی یہ خدمت طالبان تصوف پر بہت بڑا احسان ہے کہ اردو زبان میں انہوں نے طلباء کیلئے ایک آسان اور معیاری کتاب تیار کر دی ہے۔ جو تحقیق کے تمام تقاضے پورے کرتی ہے۔ اس کے بعد یہ کتاب ایک تعارف ہونے کے ساتھ ساتھ عالمانہ تحقیق بھی ہے جس سے علماء اور محققین بھی پوری طرح استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس تصنیف کا صلہ کوئی شخص ان کو نہیں دے سکتا۔ اس کا صلہ صرف خدائے برتر کے پاس ہے۔ ہم فریدی صاحب کی صحت کاملہ اور درازی عمر کی دعا کرتے ہیں۔

مودخہ: 12-2-2012

ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ

ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

مکان نمبر B-69 صابری اسٹریٹ نمبر 12

صداقت پارک ساندہ خورد لاہور پاکستان

0300-4573727

0346-4048805

email: saudulhassankhan@yahoo.co.in

صوفی

حضرت مخدوم شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں۔
 صوفی لفظ کی تحقیق کے بارے میں لوگوں نے بہت کچھ کہا اور لکھا ہے۔ بعض
 لوگ کہتے ہیں صوفی کو صوفی اس لیے کہتے ہیں کہ وہ صوف (اونی کپڑا) پہنتا ہے۔ ایک
 جماعت کا خیال ہے کہ اصحاب صفہ سے نسبت رکھنے والے لوگ صوفی کہلائے۔ ایک
 گروہ کہتا ہے صوفی صف سے مشتق ہے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی تحقیق کے مطابق بہت
 سے لطائف بیان کئے ہیں۔ عربی لغت کی رو سے صفا سے جو لفظ بنے گا وہ صوفی ہو گا نہ
 کہ صوفی، صفہ سے صفی بنے گا نہ کہ صوفی۔ اسی طرح صف سے صفی بن سکتا ہے صوفی
 نہیں اگر صوفی کی نسبت صوفانہ کی طرف ہوتی یہ لفظ صوفاتی ہوتا نہ کہ صوفی۔ (۱)
 تمام صوفیہ کا خیال ہے کہ لفظ صوفی صوف سے مشتق ہے۔ شیخ ابو نصر سراج
 کتاب اللمع میں تحریر کرتے ہیں کہ صوفیا اپنے ظاہری لباس کی وجہ سے صوفی کہلائے
 یہ اس لیے کہ بھیڑوں کے اون کے کپڑے پہنا انبیاء، اولیاء اور برگزیدہ ہستیوں کا نشان
 خاص ہے (۲)۔ مولانا جامی کی تحقیق کے مطابق سب سے پہلے بزرگ جو صوفی کے
 نام سے مشہور ہوئے ابو ہاشم کوفی (متوفی ۱۵۰ھ) تھے۔ (۳)
 لفظ صوفی حضرت خواجہ حسن بھری کے زمانہ میں رائج تھا۔ حضرت خواجہ

(۱) تاریخ مشائخ چشت

(۲) کتاب اللمع ص ۲۲

(۳) نفحات الانس

حسن بصری مشہور تابعی، محدث اور فقیہ تھے۔ شیخ ابو نصر سراج لکھتے ہیں۔
 یہ لفظ یعنی صوفی، خواجہ حسن بصری کے زمانہ میں رائج تھا۔ آپ سے مروی ہے
 کہ میں نے ایک صوفی کو طواف کرتے دیکھا۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ اگر ابو ہاشم نہ
 ہوتے تو میں ریاء خفی کو نہ سمجھ پاتا۔ کتاب تاریخ مکہ میں محمد بن اسحاق وغیرہ سے
 مروی ہے کہ اسلام سے قبل ایک بار مکہ خالی ہو گیا اس وقت بیت اللہ کا طواف کرنے
 کے لیے کوئی تنفس باقی نہ رہا۔ البتہ کسی دور دراز علاقے سے ایک مرد صوفی آتا اور
 طواف کر کے واپس چلا جاتا تھا اگر یہ روایت پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو ثابت ہو گا کہ
 اسلام سے پیشتر بھی یہ لفظ مستعمل تھا اور ارباب فضل و صلاح کے لیے بولا جاتا تھا۔ (۱)
 صوفی کا لفظ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک شعر میں بھی
 استعمال کیا ہے یہ شعر انہوں نے گورنر مدینہ ابن ام الحکم کو ایک خط میں تحریر کیا
 تھا۔ (۲) شعر یہ ہے:

قَدْ كُنْتَ تَشْبَهُ صُوفِيًّا لَهُ كُتُبٌ

مِنَ الْفَرَائِضِ وَ آيَاتِ فُرْقَانِ

تو ایسے صوفی سے مشابہ تھا جس کے پاس کتابیں ہوں جن میں فرائض اور
 قرآنی آیات درج ہوں۔

اس روایت کے مطابق صوفی کا لفظ پہلی صدی ہجری میں صحابہ کے زمانہ میں
 بھی رائج تھا۔ یہ شعر علامہ ابو محمد جعفر بن حسین السراج بغدادی (م ۵۰۰ھ) نے
 بطور ثبوت کے پیش کیا ہے۔ (۳)

علامہ سید محمود شکر آلوسی (۴) کی تحقیق کے مطابق صوفی کا لفظ اسلام سے

(۱) کتاب اللمع (۲) تاریخ مشائخ چشت (۳) نجات الانس (۴) سعودی عرب کے مشہور عالم اور
 تاریخ داں ۱۹۲۳ء میں انتقال ہوا، حضور غوث پاک کی اولاد پاک نہاد سے تھے۔ محمد ابن عبد الوہاب
 نجدی کے عقیدے سے متاثر تھے۔ شاہ سعود سے قریب تھے۔ ہندوستان کے (باقی حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

قبل بھی رائج تھا۔ پہلا آدمی جسے صوفی کہا گیا وہ صوف کا لباس پہننے کی وجہ سے نہیں بلکہ عبادتوں، ریاضتوں اور انسانوں کی خدمت کی وجہ سے خود صوف کی طرح سوکھ جانے کی بنا پر صوفی مشہور ہوا۔ علامہ آلوسی بلوغ الارب میں لکھتے ہیں:

صوفہ لقب غوث بن مر بن اد بن طانجہ بن الہاس بن مضر کا ہے۔ اسے اور اس کی اولاد کو صوفہ اس لیے کہا گیا کہ اس کی والدہ کے یہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس نے منت مانی کہ اگر لڑکا پیدا ہو گا تو اسے کعبہ کی نذر کر دوں گی تاکہ وہ کعبہ کی خدمت کرے۔ چنانچہ غوث پیدا ہوا شروع میں وہ اپنے ماموں کے ساتھ کعبے کی خدمت کرتا رہا پھر کعبے کی خدمت کی وجہ سے اسے جو احترام حاصل ہوا تو یہ لوگوں کو عرفہ سے گزارنے کی خدمت بھی انجام دینے لگا۔ صوفہ نام کی وجہ یہ ہے کہ ابھی یہ بچہ ہی تھا اور کعبے کی خدمت کیا کرتا تھا کہ ایک روز گرمی کی شدت کی وجہ سے گر پڑا اس کی والدہ نے اسے گرا ہوا اور دبلادیکھا تو کہا میرا بیٹا سوکھ کر صوفہ (پشم) بن گیا ہے۔ لہذا اس کا نام صوفہ پڑا۔

علامہ شکر الی آلوسی نے تاریخ عرب میں یہ بھی لکھا ہے کہ صوفہ جرہم کا ایک قبیلہ ہے جو مکہ میں رہا کرتا تھا عرفہ سے لوگوں کو گزارنے کا اختیار اسی کے پاس تھا۔ انہوں نے اسلام سے قبل کے کسی شاعر کا ایک شعر بھی اس قبیلے کے بارے میں لکھا ہے۔

وَلَا يَدْرِيْمُونَ فِي التَّعْرِيفِ مَوْقِفِهِمْ

حَتَّى يُقَالَ أَجِيْرُوْا آلِ صُوفَانَا

عرفات میں قیام کے وقت یہ اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹتے جب تک

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ کا)

مشہور عالم نواب صدیق حسن خاں والی ریاست بھوپال سے کافی مر اسم تھے۔ بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ حضرت بھولے میاں نبیرہ جانشین حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی نے حضرت مولانا صاحب کے حالات میں تحریر کیا ہے کہ آخر وقت میں نواب صدیق حسن خاں مولانا صاحب سے مرید ہو گئے تھے۔

یہ نہ کہا جائے کہ اے آل صوفان لوگوں کو گزارو (۱) آج تک یہ رسم قائم ہے کہ حج کے دوران حجاج کرام اس وقت تک عرفات کے میدان سے رخصت نہیں ہوتے جب تک انہیں خاص اشارے سے روانہ ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ اس طرح یہ اہم خدمت عرصہ تک صوفی کہلانے والوں کے پاس رہی۔ (۲)

تصوف اور صوفی

تصوف اور صوفی کے بارے میں مشہور بزرگ حضرت شیخ شرف الدین بن احمد یحییٰ منیری ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔ (۳)

(۱) بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب ص ۵۳۰، اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن

(۲) تصوف رسم اور حقیقت

(۳) آپ ہندوستان کے مشہور شاہ ولایت بزرگ ہیں منیر علامہ بہار شریف میں ۲۹ شعبان ۶۶۱ھ میں پیدا ہوئے شرف آگئیں (۶۶۱ھ) مادہ تاریخ پیدائش ہے۔ والد کا نام شیخ احمد یحییٰ منیری ہے حضرت شیخ احمد یحییٰ منیری اپنے زمانے کے اولیائے کاملین سے تھے۔ قہر منیر میں آپ کا مزار شریف زیارت گاہ ہے۔

مخدوم الملک شیخ شرف الدین بن احمد یحییٰ منیری فردوسی سلسلہ کے عظیم المرتبت بزرگ ہیں آپ مخدوم شیخ نجیب الدین فردوسی دہلوی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ علم ظاہر حاصل کرنے کے بعد پیر کی تلاش میں دہلی آئے۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت محبوب الہی نے آپ کو تنبول یعنی پان پیش کیا اور آپ کو رخصت کیا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ شہباز ہے لیکن ہمارے جال میں پھنسا اس کے مقدر میں نہیں (مرآة الاسرار ص ۹۲۹)۔ قدیم بزرگوں کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص سرید ہونے کے لیے آتا اور اس کا حصہ ان کے یہاں نہ ہوتا تو اس کی خاطر پان سے کرتے۔ آنے والا سمجھ جاتا کہ میرا یہاں حصہ نہیں ہے یہ مجھے کسی اور بزرگ کی خدمت میں جانے کا اشارہ ہے۔ مخدوم الملک دہلی سے پانی پت گئے کچھ دن حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر کی خدمت میں (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

تصوف کا ضابطہ اور قانون دیرینہ ہے یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اس پر پیغمبروں اور صدیقیوں کا عمل رہا ہے۔ بری عادتیں اور زمانے میں جو خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں ان کی وجہ سے زمانہ والوں کی آنکھوں میں صوفیوں کا حال براد کھائی دیتا ہے ان کی پاک دامنی پر دھبے لگانے کا خاص سبب یہی ہے کہ خود صوفیوں نے اپنی روش بدل دی ہے۔ اور خلاف اصول عادتوں میں مبتلا ہو کر تصوف کو بدنام کر دیا ہے ورنہ تصوف تو

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ کا)

رہے یہاں بھی مقصد حاصل نہیں ہوا۔ آپ کے بڑے بھائی نے شیخ نجیب الدین فردوسی کا ذکر کیا اور مشورہ دیا کہ آپ دوبارہ دہلی جائیں اور حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ انشاء اللہ وہاں مقصد میں کامیابی ہوگی۔ آپ دہلی آئے اور حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنے کا مقصد بیان کیا۔ پانی پت سے رخصت کے وقت حضرت بوعلی شاہ قلندر نے آپ سے فرمایا تھا محمد ﷺ کو کوہ حرا (غار حرا) میں فتح یابی ہوئی تھی اور تمہاری فتح یابی کوہ راج گیر میں ہوگی۔ (مرآة الاسرار ص ۹۲۹)

شیخ نجیب الدین فردوسی نے آپ کو مرید کیا اور اجازت دی، خلافت عطا کی اور تمام تبرکات عطا فرمائے۔ آپ نے کہا یہ بڑا کام ہے اور مجھ بیچارے سے کس طرح انجام پائے گا۔ شیخ نے فرمایا یہ اجازت نامہ میں نے حضرت رسالت پناہ ﷺ کے حکم سے لکھا ہے۔ مرتبہ نبوت تمہاری تربیت کرے گا میرے مشائخ کی ولایت بھی تمہارے کام میں لگی ہوئی ہے۔ اس بات کی فکر مت کرو۔ اس کے بعد رخصت کیا اور فرمایا اگر راستے میں کوئی خبر معلوم ہو تو واپس نہ آنا۔

(مرآة الاسرار ص ۹۲۹-۹۳۰)

حضرت مخدوم الملک راستہ میں ہی تھے کہ شیخ کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی ارادہ کیا کہ دہلی واپس جائیں لیکن شیخ کی وصیت یاد آئی۔ آپ نے اپنا سفر جاری رکھا جب بنارس سے آگے کا سفر شروع کیا سارے تبرکات اپنے بھائی کے حوالے کئے اور خود جنگل کی راہ لی اور یاد حق میں مشغول ہو گئے۔ بھائی نے گھر پہنچ کر سارے تبرکات والدہ کے حوالے کئے۔ آپ نے مختلف مقامات پر چلے گئے۔ راج گیر کی چلہ گاہ کافی مشہور ہے جہاں آپ بارہ برس کے طویل عرصہ تک

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

دین و ایمان کی جان ہے۔ اگر تصوف کی ابتداء پر غور کرو گے اس کو آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی پاؤ گے اس عالم میں پہلے صوفی حضرت آدم علیہ السلام ہیں ان کو حق تعالیٰ نے خاک سے پیدا کیا ہے پھر اجتباء اور اصطفاء کے مقام پر پہنچایا۔ خلافت عطا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ کا)

یاد الہی میں مشغول رہے اس دوران آپ پر سبزہ آگ آیا۔ علاقے کے گوالے اپنے جانوروں کو راج گیر کے جنگل میں گھاس کھلا رہے تھے اتفاقاً ایک گائے نے سبزہ سمجھ کر آپ کے جسم پر منہ مارا آپکی آنکھ کھل گئی اور آپ بیدار ہوئے دیکھا کہ پورے جسم پر سبزہ آگ آیا ہے اور آپ کو اس کی خبر نہیں اس وقت آپ کو بھوک کا احساس ہوا۔ آپ نے گوالہ سے دودھ مانگا گوالہ نے کہا گائے کے دودھ نہیں ہے آپ نے فرمایا دو ہو۔ خدا کے حکم سے وہ گائے دودھ دینے لگی۔ آپ نے دودھ پیا اور اسے دعاؤں سے نوازا۔ آپ کی ایک چلہ گاہ قصبہ بلیا لکھمدیا اسٹیشن (ضلع بیگوسرائے) کے قریب مسجد کے عقب میں اہلی کے درخت کے نیچے ہے۔ یہاں بہت سی قبریں ہیں چلہ گاہ کے چاروں طرف پرانی اینٹ کی چہار دیواری ہے۔ چلہ گاہ بہت نورانی ہے۔ احقر غفرلہ جب لکھمدیاں جاتا ہے حاضر ہوتا ہے۔

شیخ شرف الدین منیری بہت بڑے عالم اور بزرگ تھے بہار کی ولایت آپ کے سپرد ہے۔ مخدوم بہاری آپ کا لقب ہے اسی لقب سے آپ زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کا دوسرا لقب مخدوم الملک ہے۔ آپ کی تصنیفات مشہور ہیں وحدۃ الوجود پر آپ نے ایک رسالہ ارشاد السالکین تحریر فرمایا۔ شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبدالقادر سہروردی کی ادب المریدین کی شرح شرح آداب المریدین کے نام سے لکھی۔ آپ نے مریدین کی تعلیم تربیت کے واسطے سینکڑوں مکتوب مریدین کو لکھے مریدین نے ان کو جمع کر کے مکتوبات صدی و مکتوبات دو صدی کے نام سے شائع کیے۔ ان مکتوبات میں بیشتر مکتوبات خواجہ مظفر بلخی حاکم چوسہ کے نام ہیں یہ مکتوبات کیا ہیں شریعت و طریقت کا خزانہ ہیں۔ آپ نے طویل عمر پائی۔ ۶ شوال ۷۸۲ھ بروز پنج شنبہ (جمعرات) بعہد سلطان فیروز شاہ تغلق آپ کا وصال ہوا۔ وفات پر شرف (۷۸۲ھ) مادہ تاریخ وصال ہے۔ آپ کے جنازے کی نماز حسب وصیت حضرت مخدوم حافظ محمد اشرف سمنانی ثم کچھو چھوی نے پڑھائی۔ حضرت مخدوم الملک نے وصال کے وقت فرمایا تھا۔ حافظ محمد اشرف سمنان سے آرہے ہیں لیکن ان کے

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

فرمائی پھر صوفی بنایا۔ تصوف کی دولت ایک نبی سے دوسرے نبی کو منتقل ہوتی رہی صوفیوں کا یہ بھی معمول ہے کہ کسی خاص جگہ بیٹھ کر آپس میں مل جل کر راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ صوفی صافی اول حضرت آدم علیہ السلام کی اس خلوت در انجمن کے لئے خانہ کعبہ کی بنیاد پڑی یعنی دنیا میں پہلی خانقاہ کعبہ مکرم ہے۔ پھر جب دور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ کا)

یہاں پہنچنے سے قبل میرا انتقال ہو جائے گا ان سے کہنا کہ وہ پنڈوہ شیخ علاء الحق پنڈوی کے پاس جائیں ان کا حصہ شیخ علاء الحق پنڈوی کے یہاں ہے۔ ہماری تسبیح مصلیٰ انہیں دے دینا ان سے کہنا کہ ہمارے جنازے کی نماز پڑھائیں جب جنازہ تیار کر کے رکھا لوگوں نے دیکھا کہ حضرت مخدوم محمد اشرف سمنان سے تشریف لارہے ہیں۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھائی تبرکات لیے اور پنڈوہ چلے گئے۔ آپ کا مزار پر انوار بہار شریف ضلع ہزاری باغ (بہار) میں مرجع خلاق ہے۔ مزار شریف اور خانقاہ کی وسیع عمارت بنی ہوئی ہے۔ آپ سے سلسلہ فردوسیہ کا خوب فروغ ہوا

”سلسلہ فردوسیہ سہروردیہ سلسلہ کی شاخ ہے فردوس حلب کے پاس ایک گاؤں ہے۔ قطب سہر سا حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

”فردوس حلب کے پاس ایک گاؤں ہے جہاں حضرت مولانا نجم الدین کبریٰ قیام فرماتے۔ حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی نے بوقت عطائے خلافت مولانا نجم الدین کبریٰ سے فرمایا شما مشائخ فردوسیانید (آپ فردوس والوں کے پیر ہیں) اس ارشاد پر خانوادہ فردوسیہ وجود میں آیا اور مولانا نجم الدین کبریٰ سے جو سلسلہ سہروردیہ پھیلا وہ فردوسیہ کہلایا۔ اس خانوادہ فردوسیہ کے ماہ تاباں مخدوم الملک حضرت شاہ شرف الدین بن حضرت احمد یحییٰ منیری مد فون بہار شریف ضلع پٹنہ (اب یہ ضلع ہزاری باغ میں ہے) متوفی ۷۸۲ھ ہیں جن کا مزار پر انوار رحمت الہی کا خزانہ اور راج گیر کا چلہ فیضان فردوسیہ کا چشمہ ہے۔ حضرت مخدوم الملک کا ایک چلہ گاہ قصبہ بلیا سٹیشن لکھنویاں ضلع مونگیر (اب ضلع بیگوسرائے میں ہے) میں بھی ہے جو مسجد کے عقب میں ہے۔ مخدوم الملک کے پیر و مرشد کا اسم شریف شیخ نجیب الدین ہے جن کا مزار دہلی حوض شمسی پر ہے۔ حضرت شیخ نجیب الدین کے پیر شیخ رکن الدین فردوسی ہیں۔

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

مبارک حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا آپہنچا تو آنحضرت نے اس طرح کعبہ کا قصد کیا۔ علاوہ اس کے خود مسجد نبوی میں ایک گوشہ معین کر دیا۔ اصحاب میں وہ گروہ جو سالکان راہ طریقت بعنوان خاص تھا۔ ان میں بعض بوڑھے تھے، بعض جوان جیسے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت معاذ، حضرت بلال، حضرت ابوذر، حضرت عمار رضی اللہ عنہم۔ ان حضرات کو خاص خاص اوقات میں آپ وہاں بٹھاتے۔ اس خاص جماعت صوفیہ کے لوگ قریب قریب ستر اشخاص تھے۔ حضرت محمد ﷺ کا یہ بھی معمول تھا کہ جب کسی صحابی کی عزت و تکریم فرماتے تو ان کو ردائے مبارک یا اپنا پیرا، من شریف عنایت فرماتے۔ صحابہ میں وہ شخص صوفی سمجھا جاتا۔ اب تم جان سکتے ہو کہ تصوف اور طریقت کی اول اول ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔

(مکتوبات صدی)

حضرت مخدوم شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”کشف المحجوب“ میں ایک باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے ”صحابہ کرام اہل طریقت کے پیشوا“ اس باب میں صوفیا صحابہ کرام کے بارے میں لکھتے ہیں:

صحابہ کرام میں پیشوائے اعظم امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، آپ اسلام کے گل سرسبد، اہل تجرید کے امام اور اہل تفرید کے بادشاہ ہیں۔ مشائخ رحمہم اللہ نے آپ کو صاحبان مشاہدہ میں مقدم رکھا ہے۔ حضرت عمر فاروق گدڑی پہنتے اور دین پر سختی سے عمل کرتے تھے۔ آپ صوفیا کے مقتدا ہیں۔ دینی فراست باریک بینی اور خدا کی محبت میں استغراق آپ کے ساتھ مخصوص ہے۔ آپ کے بارے میں آں حضرت کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ کا)

حضرت فردوسی مرید و خلیفہ حضرت شیخ بدرالدین سمرقندی کے اور یہ مولانا نجم الدین کبریٰ کے۔ حضرت مولانا نجم الدین کبریٰ حضرت شیخ ضیاء الدین ابونجیب عبدالقادر سہروردی کے۔ حضرت شیخ ابونجیب حضرت شیخ وجیہ الدین ابو حفص کے رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ (مکتوبات عالیہ) تفصیل کیلئے احقر کا مضمون مخدوم الملک شیخ شرف الدین بن احمد مکی منیری ملاحظہ کریں۔

فرمان ہے کہ عمر کی زبان سے حق بات نکلتی ہے۔ اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو عمر ہیں۔ حضرت عثمان بن عفان شرم و حیا، تسلیم و رضا میں صوفیا کے امام ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ کی راہ طریقت میں بڑی شان ہے اور ان کا مرتبہ بلند تر ہے۔ علم و فہم دین میں آپ کا مرتبہ مسلم ہے۔ اصول حقیقت کے بیان اور وضاحت میں آپ بے نظیر ہیں۔ آپ کے لئے حضور ﷺ نے فرمایا اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ۔ (کشف المحجوب باب صحابہ کرام اہل طریقت کے پیشوا)

علم تصوف

قرآن حکیم نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ (آل عمران آیت ۱۶۴ پارہ ۴) بیشک اللہ نے مومنین پر احسان فرمایا کہ ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اسکی آیات کی تلاوت فرماتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تحقیق کہ اس سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔

اس آیت میں تین کارِ نبوت کا ذکر کیا گیا ہے:

(۱) تلاوت آیات (۲) تزکیہ نفس (۳) تعلیم و حکمت

تلاوت آیات سے مراد آیات و احکام الہیہ کی بندوں تک تبلیغ و ترسیل ہے۔ یہ کارِ نبوت کے ساتھ خاص ہے۔ تزکیہ نفس اور تعلیم کتاب و حکمت کا فریضہ علمائے امت کو میراثِ نبوی میں ملا جس کی ادائیگی کے لئے انہوں نے مختلف علوم و فنون کی تدوین کی۔ تصوف بھی انہیں میں سے ایک ہے جس نے تزکیہ نفس کے فریضہ کو اپنے ذمہ لیا۔ نفس کے تزکیہ و اصلاح پر ہی انسان کی صلاح و فلاح کا دار و مدار ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا۔ (الشمس آیت ۹/۱۰ پارہ ۳۰) بیشک کامیاب

وہ ہوا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور ناکام وہ ہوا جس نے اسے آلودہ کیا۔

تصوف کی اصل تزکیہ و احسان ہے جیسا کہ قرآن حکیم اور سنت سے ثابت ہے۔

قرآن حکیم میں جس چیز کو تزکیہ کہا گیا ہے اور حدیث میں جس کی تعبیر احسان (۱) اور اخلاص سے کی گئی ہے وہی تصوف ہے۔ علم تصوف میں قرآن حکیم، احادیث نبوی اور مشائخ کے اقوال زریں کی روشنی میں ان احوال و کوائف کو بیان کیا جاتا ہے جن سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے اور روح میں پاکیزگی آتی ہے۔

انسان دو چیزوں کا مرکب ہے:

(۱) جسم (۲) روح

اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کی غذا کا نظم کیا ہے مثلاً جسم کے لئے کھانے پینے اور روح کے لئے عبادت۔ اسلام بھی انسان کی ان دونوں چیزوں کی بحث کرتا ہے۔ جسم کے لئے فقہ اور روح کے لئے تصوف کی راہ اختیار کرتا ہے۔ شیخ ابن قیم مشائخ صوفیاء کا اجماع نقل کرتے ہیں کہ تصوف کتاب و سنت سے الگ کوئی چیز نہیں۔ (۲)

شیخ احمد زروق متوفی ۸۹۹ھ علم تصوف کے بارے میں لکھتے ہیں:

”تصوف وہ علم ہے جس کا مقصود دلوں کو ماسویٰ اللہ سے پھیر کر صرف اللہ کے لئے

خاص کر دینا ہو اور فقہ عمل کی اصلاح و نظم و نسق کی حفاظت اور احکام کے ذریعے حکمت کے ظہور کے لئے ہے۔ علم کلام کا مقصود دلائل کے ذریعے ایمانی مقدمات کو ثابت کرنا اور ایمان کو یقین سے مزین کرنا ہے۔

جیسے علم طب بدن کی اصلاح اور نخوزبان کی اصلاح کے لئے ہے اور اسی طرح دوسرے علوم (۳)۔ تصوف کی تعریف علمائے کرام اور مشائخ عظام نے اپنے اپنے نظریے

(۱) اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَانَّهُ يَدَاكَ (حدیث احسان) اللہ کی عبادت تم اس طرح کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم اس طرح کرو جیسے تمہیں اللہ دیکھ رہا ہے۔

(۲) نفس مرجع

(۳) قواعد تصوف قاعدہ ۱۳ ص ۶ مطبوعہ مصر

سے کی ہے ان نظریات کی تعداد ہزار سے زیادہ ہے مقصد سب کا ایک ہے اور وہ ہے کتاب و سنت پر عمل کر کے قلب کی صفائی ستھرائی کرنا۔

چند اقوال لکھے جا رہے ہیں:

(۱) تصوف ایک علم ہے جس سے نفوس کی پاکی اخلاق کی صفائی اور ظاہر اور باطن کی آبادی و آراستگی ہوتی ہے۔ اس کا مقصد ابدی سعادت کا حصول ہے۔ (قاضی زکریا انصاری متوفی ۹۲۹ھ)

(۲) تصوف یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اس کام میں مشغول ہو جو اللہ کے نزدیک اس وقت کے لئے بہترین اور مناسب ہو۔

(۳) تصوف یہ کہ آدمی حقائق کو اختیار کرے اور مخلوق کے پاس جو کچھ ہے اس سے مایوس ہو جائے۔

(۴) تصوف اجتماع کے ساتھ ذکر اجتماع کے ساتھ وجد اور اتباع کے ساتھ عمل کا نام ہے۔

(۵) تصوف اپنی پسند کو ترک کرنے کا نام ہے۔

(۶) تمام اچھے اخلاق کو اختیار کرنا اور برے اخلاق کو ترک کرنا تصوف ہے۔ (شیخ جنید بغدادی)

(۷) نفس کو عبادت کی مشق کرانا اور اسے احکام الہی کی طرف پھیرنا تصوف ہے۔ (شیخ ابوالحسن شاذلی)

(۸) حقوق اللہ اور حقوق العباد پر عمل کرنا، اکل حلال، صدق مقال کی راہ پر چلنا اور اللہ کی عبادت اس طرح کرنا گویا اسے دیکھ رہے ہو تصوف ہے۔ (سہیل فریدی)

شیخ ابونصر سراج طوسی نے کتاب اللمع میں ایک باب قائم کیا ہے جس کا عنوان ہے ما ذکر عن المشائخ فی اتباعہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تغصیصہم فی ذلك (مشائخ صوفیاء سے ان کے اتباع رسول اللہ ﷺ اور اس اتباع

جہان تصوف
پہلی

میں ان کی خصوصیت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے اس باب میں بغدادی کا قول نقل کرتے ہیں علمنا ہذا مشتک بحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

مخدوم سید محمد اشرف سمنانی متوفی ۸۰۸ھ فرماتے ہیں:

ملفوظات مشائخ کو میں نے ایک ایک لفظ پڑھا اور تمام اولیائے زمانہ کی خدمت میں پہنچا لیکن صوفیا کی تحریر و تقریر سے یہ بات معلوم نہ ہو سکی کہ تصوف میں کوئی منزل ایسی بھی ہے جہاں پہنچ کر عبادت معاف ہو جاتی ہے۔ (۱)

علامہ ابن تیمیہ جیسی شخصیت بھی تصوف کی قائل تھی۔ وہ مشائخ کے معتقد بھی تھے۔ ابن تیمیہ ”الفرقان بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطن“ میں حضرت معروف کرخی، حضرت ابراہیم بن ادہم، حضرت فضیل بن عیاض سے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یہ کتاب و سنت کے مشائخ ہیں (۲) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔“

صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ سے براہ راست مستفید ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ کی صحبت ان کے دلوں کا تزکیہ کرنے اور ان میں احسان کی جوت جگانے کے لئے کافی تھی۔ اس کے بعد جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا اس نسبت مبارکہ سے دوری بڑھ گئی۔ ہر زمانہ میں اللہ کے برگزیدہ بندوں نے تزکیہ و احسان کی شمع روشن رکھی لیکن جماعت کی شکل میں صوفیاء کرام کا ظہور تابعین کے دور میں ہوا۔ شیخ شہاب الدین سہروردی ”عوارف المعارف“ میں لکھتے ہیں:

عہد رسالت کو ایک عرصہ گزرنے کے بعد لوگ مختلف الآرا ہو گئے اور ان کے راستے الگ الگ ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نفسانی خواہشات نے علمی اور اخلاقی فضا کو پراگندہ کیا۔ لوگ بد اعمالیوں اور دینا کی محبت میں گرفتار ہو گئے۔ ایسے غیر صالح ماحول میں کچھ

(۱) محبوب یزدانی سید نعیم اشرف جیلانی ص ۸۳ بار سوم

(۲) تصوف کیا ہے؟ محمد منظور نعمانی ص ۳

جہاں تہ
شخرات نے گوشہ نشینی کو غنیمت جانا اور خانقاہوں اور مساجد میں جا کر بیٹھ گئے۔ مال
واسباب کو انہوں نے چھوڑ دیا اور پورے طور پر اللہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ان ہی لوگوں کو
صوفی کہا گیا۔ (۱)

لفظ صوفی تابعین کے عہد میں خوب رائج تھا۔ زیادہ اور عباد کے لئے لوگ اسے
بلا تکلف استعمال کرتے تھے۔ شیخ ابوالقاسم قشیری نیشاپوری متوفی ۳۶۵ھ لکھتے ہیں:

جان لو! اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مسلمانوں کے اکابرین
نے صحبت رسول کے علاوہ اور کسی نسبت سے اپنی شناخت نہیں کرائی۔ اس لئے کہ صحبت
رسول سے بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں، چنانچہ انہیں صحابی کہا گیا۔ جب دوسرا دور آیا تو صحابہ کی
صحبت پانے والوں کو تابعین کہا گیا اور انہیں یہی سب سے شرف والی شناخت لگی اور تابعین
کے بعد والوں کو تابع تابعین کہا گیا۔

پھر لوگ مختلف درجوں کے ہو گئے اور ان کے مراتب میں فرق پیدا ہو گیا تو دینی امور
میں زیادہ دلچسپی رکھنے والوں کو زیادہ اور عباد کہا گیا۔ پھر بدعتوں کا ظہور ہوا اور فرقوں میں
اختلاف پیدا ہوا اور ہر فرقے نے اپنے یہاں زاہدوں اور عابدوں کے ہونے کا دعویٰ کیا تو
خواص اہل سنت جو اللہ کے ساتھ اپنے انفاس کا پاس رکھنے والے تھے اور اسباب غفلت
سے اپنے دلوں کی حفاظت کرنے والے تھے تصوف کے نام سے علیحدہ ہو گئے۔ دوسری
صدی ہجری سے قبل ہی ان بزرگوں کے لئے یہ نام مشہور ہو گیا۔ (۲)

اس اعتراض کا جواب عہد رسالت میں لفظ صوفی زیادہ رائج نہ تھا

یہ صحیح ہے کہ عہد رسالت مآب ﷺ میں آج کی طرح صوفی لفظ رائج نہ تھا۔ اس
اعتراض کے جواب میں ہم تصوف کے مفتی کی فقہی تحریر پیش کرتے ہیں:

شیخ ابونصر سراج طوسی متوفی ۳۷۸ھ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ لفظ صوفی عہد

(۱) عوارف المعارف

(۲) رسالہ قشیریہ

رسالت میں رائج نہ تھا، اس کی کیا وجہ تھی۔ تصوف کے فقیہہ شیخ ابونصر سراج طوسی نے فرمایا اصحاب رسول ﷺ کے لئے دوسرا تعظیمی لفظ مستعمل ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ یہ اس لئے کہ ان کے جتنے بھی فضائل تھے سب سے اشرف و اعظم ان کی فضیلت صحابیت تھی کیونکہ صحبت رسول تمام بزرگیوں اور فضیلتوں سے بڑھ کر ہے۔ ان کا زہد فقر، توکل عبادات صبر و رضا غرض جو کچھ بھی ہو ان کے فضائل تھے۔ ان سب پر ان کا شرف صحابیت غالب تھا۔ پس جب کسی کو لفظ صحابی سے ملقب کر دیا گیا تو اس کے فضائل کی انتہا ہو گئی اور کوئی محل ہی باقی نہیں رہا کہ اسے صوفی یا کسی دوسرے تعظیمی لفظ سے یاد کیا جائے۔ (۱)

رہا یہ اعتراض کہ یہ اصطلاح اہل بغداد کی رائج کی ہوئی متاخرین کی اختراع ہے تو شیخ کے نزدیک یہ بھی غلط ہے کیونکہ لان فی وقت الحسن بصری رحمة اللہ علیہ کان يعرف هذا الاسم و كان الحسن قد ارك جماعة من اصحابہ (۲) رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ لفظ (صوفی) حضرت حسن بصری رحمة اللہ علیہ کے زمانہ میں رائج تھا اور ان کا زمانہ صحابیوں سے معاشرت کا زمانہ تھا۔

دنیا میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو تصوف کا قائل نہیں ہے، وہ تصوف کو غیر اسلامی بتاتا ہے۔ ایسے گروہ سے وابستہ لوگوں کے لئے ہندوستان کے عظیم صوفی اور عالم اسلام کے مشہور محدث فقیہ و مفسر عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ارشاد گرامی تحریر کیا جاتا ہے۔ یہ ارشاد گرامی شاہ صاحب کی مشہور تصنیف التفہیمات الالہیہ سے نقل کیا جاتا ہے۔

ولیس منالہم یتدبر فی کتاب اللہ ولم یتفہم حدیث نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم و لیس منالہم ترک ملازمة العلماء أ عنی الصوفیہ الذین لہم حظ من الکتاب و السنہ أو الراسخین فی العلم الذین لہم حظ من الصوفیہ أو المحدثین الذین لہم حظ من الفقہ، أو الفقہاء الذین لہم حظ من

(۱) تصوف اسلام ص ۳۳ بحوالہ کتاب اللمع ص ۲۲

(۲) تصوف اسلام ص ۳۳ بحوالہ کتاب اللمع ص ۲۲

الجدیث. واما الجهال من الصوفیہ والجاحدون للتصوف فاولئك قطاع الطرق ولصوص الذین فایا ک وایا ہم (۱)

وہ ہم میں سے نہیں جس نے اللہ کی کتاب میں غور و فکر نہیں کیا اور نبی کریم ﷺ کے فرمان میں فہم و بصیرت حاصل نہیں کی۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے جس نے ایسے علماء کی صحبت و رفاقت ترک کر دی ہو جو صوفیا ہیں اور جنہیں کتاب و سنت میں مہارت حاصل ہے۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے جو ایسے علماء راہنہ سے کنارہ کش ہو گیا جو تصوف آگاہ ہیں، وہ ہم میں سے نہیں ہے جس نے ایسے محدثین کی ہم نشینی چھوڑ دی جنہیں فقہ سے وافر حصہ ملا ہے اور ایسے فقہاء کی رفاقت ترک کر دی جن کی حدیث پر نظر ہے۔ باقی رہے جاہل صوفیا اور منکرین تصوف تو وہ دونوں چور اور دین کے رہزن ہیں ان سے بچ کر رہو۔

- مخدوم شیخ ہجویری کشف المحجوب میں لکھتے ہیں:

مَنْ سَمِعَ صَوْتَ أَهْلِ التَّصَوُّفِ فَلَا يُؤْمِنُ عَلٰی دُعَائِهِمْ كَتَبَ عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْغَافِلِينَ۔ جو اہل تصوف کی آواز سنے اور ان کی دعا پر آمین نہ کہے وہ اللہ کے نزدیک غافلوں میں شمار ہوگا۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی سنہری تحریر

تصوف کے بارے میں حقیقت آگاہ فانی فی اللہ حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مجھے اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ صوفیہ اصحابِ قال نہیں بلکہ اصحابِ حال ہیں اور تصوف کے متعلق جو کچھ تعلیم و تعلم سے حل ہو سکتا تھا وہ تو میں نے حاصل کر لیا اور جو کچھ باقی رہ گیا ہے اس تک رسائی تعلیم و تعلم کے ذریعہ ممکن نہیں بلکہ وہاں تک پہنچنے کیلئے ذوق اور سلوک کی ضرورت ہے۔

(۱) التفہیمات الالہیہ ص ۳۴۱

میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ سعادت اخروی کا حصول تقویٰ اور نفس کو خواہشات سے باز رکھنے کے سوا ممکن ہی نہیں اور ان تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ دل کا تعلق دنیا سے کٹ جائے۔ اس دارِ فانی سے کنارہ کشی اختیار کی جائے اور ہمیشہ رہنے والے جہاں (دارِ آخرت) گلے لگائی جائے۔ بندہ اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور یہ سب کچھ جاہ و جلال سے اعراض تعلقات و مشاغل سے کنارہ کشی کے بغیر ممکن نہیں۔

مجھے یہ یقین ہو گیا کہ صوفیہ کا گروہ ہی وہ گروہ ہے جو خالصتاً اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستے پر گامزن ہے۔ ان کی سیرت تمام لوگوں کی سیرتوں سے بہتر ہے۔ ان کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔ ان کا راستہ ہی صحیح ترین راستہ ہے بلکہ اگر تمام عاقلوں کی عقل، تمام حکما کی حکمتوں اور رموز شریعت سے واقف علما کے علم کو جمع کیا جائے تاکہ صوفیہ کی سیرت و اخلاق میں کوئی تبدیلی کی جاسکے اور ان کے اخلاق و سیرت کے مقابلے میں سیرت و اخلاق کا نمونہ پیش کیا جائے تو یہ بات ناممکن ہوگی کیونکہ صوفیہ کے ظاہر و باطن کی تمام حرکات و سکنات مشکوٰۃ نبوت کے نور سے ماخوذ ہیں اور دنیا میں نورِ نبوت سے بہتر کوئی اور نور تو ہے ہی نہیں جس سے اکتسابِ نور کیا جاسکے۔

قصہ مختصر یہ کہ معترضین اس مسلک پر کیا نکتہ چینی کر سکتے ہیں جس مسلک کی پہلی شرط ہی طہارت ہے اور ان کے ہاں طہارت کا مفہوم بھی یہ ہے کہ دل کو غیر اللہ کے تصور ہی سے پاک کر دیا جائے۔ اس مسلک کا نقطہ آغاز جسے اس مسلک میں وہی مقام حاصل ہے جو نماز میں تکبیر تحریمہ کو حاصل ہے وہ ہے دل کو ذکرِ خداوندی میں مستغرق کر دینا اور اس مسلک کی انتہا کلیتاً فانی اللہ ہو جانا ہے۔

مقامات سلوک میں یہ وہ آخری مقام ہے جس میں کسب و اختیار کو دخل ہوتا ہے اور درحقیقت یہیں سے طریقت کا آغاز ہے اور اس سے پہلے کے مقامات قصر سلوک میں داخل ہونے والے کے لئے دہلیز کا حکم رکھتے ہیں۔

طریقت میں ابتدا ہی سے مکاشفات و مشاہدات شروع ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ صوفیہ

حالت بیداری میں ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ کی زیارت کرتے ہیں۔ ان کی آوازیں سنتے ہیں اور ان سے اکتساب فیض کرتے ہیں۔ پھر صوفی صور و امثال کے مشاہدہ سے آگے بڑھ کر ان مقامات تک پہنچ جاتا ہے جن کے بیان سے زبان قاصر ہے۔ جو کوئی بھی اس حالت کو بیاں کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ صریح غلطی اور ٹھوکرا سے بچ نہیں سکتا۔ آخر کار قرب کا وہ مقام آجاتا ہے جسے کوئی حلول کہتا ہے، کوئی اتحاد کہتا ہے اور کوئی وصول لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس مقام قرب کی یہ سب تعبیریں غلط ہیں۔

مختصر یہ کہ جسے ذوق کی دولت عطا نہ ہوئی ہو وہ حقیقت نبوت کو صرف نام کے طور پر ہی سمجھ سکتا ہے۔ زیادہ کچھ نہیں سمجھ سکتا اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی کرامتیں، انبیاء علیہم السلام کی مبادیات میں سے ہیں۔ یہی حالت ابتدا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تھی۔ جب آپ نے دنیا سے کنارہ کش ہو کر غارِ حرا کو ٹھکانہ بنا لیا تھا جہاں آپ خلوت میں رب قدوس کی عبادت میں مصروف رہتے۔ عربوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حالت دیکھ کر کہنا شروع کر دیا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو اپنے رب کے عاشق ہو گئے ہیں۔ یہی وہ حالت ہے کہ اپنے ذوق کی بدولت اسے جلا بخشتا ہے۔ اگر وہ طریقہ تصوف پر گامزن رہے۔ (المنقذ من الضلال از حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی)

تصوف کی ضرورت اور اہمیت

تصوف کی اہمیت ہر دور میں محسوس کی گئی، ہر دور میں اس کا خاص مقام رہا اور اسے خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ تصوف کیا ہے؟ دل سنوارنے کا نام ہے، دل کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وہی القلب۔ بیشک بدن ہی میں ایک ٹکڑا ہے اگر یہ درست ہے تو پورا بدن درست ہے اور اگر یہ فاسد ہے تو پورا بدن فاسد ہے، ہوشیار رہو یہ ٹکڑا دل ہے۔ ان اللہ لا ینظر الی اجسادکم ولا الی صورکم ولکن

يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ - اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے۔
صرف تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

ہمیشہ اور ہر دور میں مجتہدین، محدثین، فقہاء، علماء، حکما کی بھاری اکثریت سے وابستہ رہی ہے۔ ان حضرات نے تصوف کی ضرورت کو محسوس کیا اور اس کی اہمیت سمجھی اسی لئے اس سے وابستہ ہوئے۔ عظیم محدث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی ابتدا اس حدیث سے کی جو تصوف کی تعلیم دیتی ہے اور عمل میں خلوص پیدا کرنے کے لئے نیت کی درستگی کو ضروری قرار دیتی ہے۔ وہ حدیث شریف یہ ہے۔ یہی بخاری شریف کی پہلی حدیث ہے **إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِنِيَّاتٍ**۔ عمل کا دار و مدار نیت پر ہے۔ اس حدیث کے راوی امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کو امت کا محدث فرمایا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف ختم بھی اس مبارک حدیث پر کی جو صوفیا کے اوراد میں داخل ہے۔ خانقاہ میں اس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ مبارک حدیث یہ ہے "اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا یہ دو کلمات ایسے مبارک ہیں جو رحمن کے پسندیدہ ہیں، ان کی خاصیت یہ ہے کہ پڑھنے میں بہت آسان ہیں اور ان کا ثواب بہت زیادہ ہے، وہ کلمات یہ ہیں **سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ**۔

حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ
سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ۔ (رواہ ابو ہریرہ متفق علیہ)

اللہ تبارک و تعالیٰ امام بخاری کے مراتب میں مزید بلندی عطا فرمائے کہ انہوں نے حدیث شریف کی سب سے مشہور و مستند کتاب بخاری شریف کی ابتدا اور انتہا اس حدیث شریف سے کی جو تصوف کی تعلیم دیتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام بخاری تصوف کے

قابل تھے اور سواد اعظم یعنی جماعت اصفیا میں شامل تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کی شہرت بحیثیت محدث ہوئی۔

اہل تصوف سارے عالم میں پھیلے ہوئے ہیں مگر عراق، ایران، مصر، بخارا، سمرقند، افغانستان، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش میں ان کی اکثریت ہے۔ آج کل یورپ اور امریکہ میں تصوف کا خوب چرچا ہے۔ حالات کے بدلنے کے ساتھ اس میں تبدیلیاں بھی رونما ہوئیں۔ اس میں نئے مسائل اور نظریات داخل ہوئے، ائمہ صوفیا کرام نے تصوف میں دو نظریے پیش کئے:

(۱) وحدۃ الوجود

(۲) وحدۃ الشہود

وحدۃ الوجود کا نظریہ شیخ محی الدین ابن عربی المعروف بہ شیخ اکبر نے پیش کیا۔ وحدۃ الوجود سے مراد یہ ہے کہ کائنات کی اشیاء اپنا وجود نہیں رکھتیں۔ ساری کائنات حقیقت عظمیٰ کا خارجی اظہار ہے، حقیقت میں وجود صرف باری تعالیٰ کا ہے۔

حضرت ابن عربی کے نظریہ وحدۃ الوجود کے مقابل حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی متوفی ۳۶۷ھ نے وحدۃ الشہود کا نظریہ پیش کیا۔ وحدۃ الشہود کے مطابق ساری کائنات خدا کا ظل یا سایہ ہے۔ ہندوستان میں اس کی شہرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی متوفی ۱۰۳۴ھ سے زیادہ ہوئی۔ صوفیائے کرام نے اپنے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت کے لئے کتابیں بھی تصنیف کیں۔ خانقاہوں میں وعظ اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ کشف المحجوب، رسالہ قشیریہ، فتوح الغیب، غنیۃ الطالبین، آداب المریدین، کتاب اللمع، عوارف المعارف، تمہید، کشکول کلیسی، عشرہ کاملہ تصوف کی مشہور کتابیں ہیں۔ بعض مریدین نے اپنے شیوخ کے ملفوظات جمع کئے اور ان کو شائع کرایا۔ ان ملفوظات میں ملفوظات مولانا روم، ملفوظات خواجگان چشت، ہشت بہشت، ملفوظات خواجہ نظام الدین

اولیا، فوائد الفواد، ملفوظات شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی خیر المجالس کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مشائخ عظام نے مریدین کی تعلیم و تربیت کے لئے انہیں خطوط بھی لکھے۔ ان خطوط میں تصوف کی تعلیم ہوتی تھی۔ بعد میں مریدین نے مفاد عامہ کی خاطر انہیں شائع کرایا۔ ان مکتوبات میں شیخ شرف الدین بن احمد یحییٰ منیری کے مکتوبات صدی و دو صدی، قطب وقت شیخ عین القضاہ ہمدانی کے مکتوبات عین القضاہ، شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے مکتوبات قدوسی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات امام ربانی، شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی کے مکتوبات کلیمی، شاہ جعفر علی فریدی کے مکتوبات عالیہ کافی مشہور ہیں۔ یہ مکتوبات شریعت و طریقت کے انمول موتی ہیں۔

ہندوستان میں تمام مشہور صوفی سلسلے پھیلے ہوئے ہیں۔ ان سلسلوں میں چشتی سلسلہ نے ہندوستان میں زیادہ رواج پایا اور کیوں نہ رواج پاتا کہ اس سلسلہ کے عظیم بزرگ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی المعروف بہ خواجہ غریب نواز بہ ایمائے سرکار دوعالم ﷺ ہندوستان تشریف لائے اور تبلیغ دین متین کا کام کیا اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کو پھیلایا۔ آپ کے بعد آپ کے خلفاء اور جانشینوں نے اس کام کو انجام دیا اور مشن کو جاری رکھا۔

صوفیوں کا لباس

یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ صوفی لفظ قدیم ہے۔ ایران میں صوفی کو پشمینہ پوش کہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے عَلَیْكُمْ یَلْبَسِ الصُّوفِ تَجِدُونَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ فِي قُلُوبِكُمْ۔ پشمینی لباس اختیار کرو کیونکہ اس سے دلوں میں ایمان کی شیرینی پاؤ گے۔ (کشف المحجوب ص ۷۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ غلام کی دعوت قبول فرما لیتے تھے، سواری کے لئے گدھے کا استعمال کرتے تھے اور صوف کا لباس زیب تن فرماتے تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ روحا کے صحرا (چٹان) سے ستر انبیاء علیہم السلام عبا پہنے ہوئے بیت الحرام جانے کے قصد سے گزرے۔

حضور اکرم ﷺ کا ایک ارشاد اور بھی ہے کہ

إِنَّ عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامَ كَانَ يَلْبَسُ الصُّوفَ وَالشُّعْرَ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام صوف اور بالوں کا لباس پہنا کرتے تھے۔ ان کی غذا درختوں کے پھل تھے۔ جہاں شام ہو جاتی وہی رات بسر کرنے کے لیے رہ جاتے (وہی ان کی منزل اور مکان ہوتا تھا)۔

(نوارف المعارف ص ۲۰۰)

شیخ ابو ذر طاہر نے اپنے مشائخ کی سندوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَوْمَ كَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامَ كَانَ عَلَيْهِ جُبَّةٌ صُوفٍ وَ سَرَاوِيلٌ صُوفٍ وَ كِسَاءٌ صُوفٍ وَ عَنَاءٌ مِنْ صُوفٍ وَ نَعْلَاهُ مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ غَيْرِ مُرَكِّي (حدیث)

جس روز اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے (کوہ طور پر) کلام فرمایا تو وہ صوف کا جبہ صوف کی شلوار اور صوف کی چادر جس کی آستین بھی صوف کی تھی پہنے ہوئے تھے اور آپ کے پاؤں میں گدھے کی کھال کی جوتیاں تھیں جو بغیر کماے ہوئے چمڑے کی تھیں۔

(عواف المعارف ص ۲۲)

حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سات بدری ① صحابیوں کو دیکھا جو پشمینہ کا لباس پہنے تھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلوت میں صوف کا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

(۱) دوسری روایت میں ستر کی تعداد ہے۔

ہیں کہ میں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ کو ایک گدڑی پیوند لگی پہنے دیکھا۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ہرم بن حبان رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو پشمینہ کا لباس پہنے دیکھا جس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ حضرت حسن بصری، مالک بن دینار اور سفیان ثوری یہ سب گدڑی زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (حدیث) جس کی مشابہت جو اختیار کرے خواہ وہ مشابہت قول و فعل میں ہو یا اعتقاد میں وہ اسی قوم کا فرد شمار کیا جاتا ہے۔
گدڑی اولیاء اللہ کی زینت ہے۔ یہ گدڑی صالحین کی نشانی نیکوں کی علامت اور فقراء و صوفیا کا لباس ہے۔

مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ (حدیث)

جو جس گروہ سے محبت رکھے گا وہ انہیں میں سے ہوگا۔

لباس میں رنگوں کی مصلحت

صوفیا کے لباس میں رنگوں کی مصلحت کے بارے میں حضرت مخدوم سید علی بن عثمان جلابی جویری المعروف بہ ذاتا گنج بخش لاہوری کشف المحجوب میں لکھتے ہیں۔
”اکثر سلف صالحین صوفیائے کرام کا لباس نیلگوں رہتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اکثر سیر و سیاحت میں رہتے تھے چونکہ سفید لباس سفر کے دوران گرد و غبار سے جلد میلا ہو جاتا ہے اور اس کا دھونا بھی دشوار ہوتا ہے اس لیے وہ یہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے نیلگوں رنگ مصیبت زدہ اور غم زدوں کا شعار ہے۔ یہ دنیا چونکہ مصائب و آلام کا گھر ہے اور غم و اندوہ کی خندق ہے۔ جب اہل ارادت نے دیکھا کہ اس دنیا میں مقصود براری ممکن نہیں تو انہوں نے یہ لباس پہننا شروع کیا اور وصل کے غم میں سوگوار بن گئے۔“

کسی مدعی علم نے کسی درویش سے پوچھا یہ سوگواری کیوں اختیار کر رکھی ہے؟ درویش نے جواب دیا چونکہ رسول اللہ ﷺ نے تین چیزیں چھوڑی ہیں۔ ایک فقر، دوسرا علم، اور تیسری تلوار۔ تلوار تو بادشاہوں نے لے لی مگر انہوں نے اسے بے محل استعمال کیا۔ علم علماء نے اختیار کیا لیکن انہوں نے اس کو صرف پڑھنے پڑھانے تک محدود رکھا۔ فقر فقراء کے گروہ نے اختیار کیا مگر انہوں نے اسے تو نگری اور مالداروں کا نعم البدل بنا لیا۔ میں نے ان تینوں مصیبتوں پر سوگواری کا یہ لباس اختیار کیا۔ (کشف المحجوب ص ۱۸۹ اردو ترجمہ)

اقسام صوفیہ

صوفیوں کے امام مخدوم شیخ علی ہجویری کے نزدیک اہل تصوف کے تین درجے ہیں۔ (۱)

(۱) صوفی

(۲) متصوف

(۳) مستصوف

ان کی تعریف وہ اس طرح کرتے ہیں:

صوفی وہ ہے جو اپنے آپ سے فانی اور حق تعالیٰ کے ساتھ باقی ہو طبیعت کے تقاضوں سے نجات حاصل کی ہو اور حقیقت کے ساتھ پیوستہ ہو۔

متصوف وہ ہے جو اس درجہ کے حاصل کرنے کی آرزو میں مجاہدہ کرتا ہے تکلیف و مشقت پر صبر کرتا ہے، صوفی بننے کا خواہش مند ہے اور صوفیائے کرام کی رسم و رواج کی پیروی میں اپنی اصلاح کرتا ہے۔

مستصوف وہ ہے جو دنیاوی جاہ و حشمت کی خاطر صوفیوں کی شکل اختیار کرتا ہے، وہ صوفی اور متصوف کے کام اور صفات سے خالی ہوتا ہے، وہ صوفیائے کرام کے اعمال و افعال و حرکات کی نقل کرتا ہے۔ ان کے اقوال کہتا پھرتا ہے مگر خود محض بے خبر ہے۔ مشائخ کے نزدیک صوفی صاحب وصول ہوتا ہے۔ متصوف صاحب اصول اور مستصوف صاحب

(۱) کشف المحجوب

فضول۔ صوفی صاحب وصول اس لئے ہے کہ اسے وصل حاصل ہو چکا ہے۔ متصوف صاحب اصول اس لئے کہلایا کہ وہ اصل صحیح پر قائم رہ کر احوال طریقت میں مشغول رہتا ہے اور متصوف صاحب فضول اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی قسمت میں حقیقت سے مجبوری اور معافی سے محرومی ہوتی ہے۔

اصحاب صفہ

اصحاب صفہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک مبارک جماعت تھی جنہوں نے اپنی زندگی عبادت و ریاضت اور تعلیم قرآن کے لئے وقف کر دی تھی۔ دنیوی معاملات سے انہیں کوئی سروکار نہ تھا، رات دن عبادت، ریاضت اور تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہتے تھے۔ یہ لوگ مسجد نبوی میں ایک چبوترے پر رہتے تھے۔ اس چبوترے کا نام چبوترہ اصحاب صفہ تھا۔ (۱) کھانے پینے کا انتظام رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام فرماتے اکثر انصارِ مدینہ کھجور کی پھلی ہوئی شاخیں توڑ کر لاتے اور مسجد نبوی ﷺ کی چھت میں لٹکا دیتے جو کھجوریں ٹپک ٹپک کر گرتیں یہ لوگ ان کو اٹھا کر کھا لیتے۔ اصحاب صفہ میں سے کچھ لوگ دن کو پانی بھر لاتے، جنگل سے لکڑی چن لیتے، ان کو فروخت کر دیتے ان سے جو آمدنی ہوتی اس سے گزر بسر کرتے لیکن زیادہ تر ان کا گزر بسر صدقات پر ہوتا۔ ابن کعب القرظی نے لِفُقَرَاءِ الَّذِينَ أَحْصَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فقراء سے اصحاب صفہ مراد ہیں۔ ان کے حالات میں ابن الاعرابی احمد بن محمد البصری (متوفی ۳۰۴ھ) علامہ جلال الدین سیوطی اور دیگر علمائے رسالے اور کتابیں تصنیف کی ہیں۔ سورہ انعام اور سورہ کہف میں ان بزرگوں کی عبادت اور ریاضت کی تعریف کی گئی ہے۔ (۲)

حضرت مخدوم شیخ علی ہجویری کشف المحجوب میں لکھتے ہیں
خود رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مہاجرین فقراء ایسے تھے کہ خدا کی عبادت

(۱) یہ چبوترہ اب بھی ہے، اس چبوترہ پر زائرین نماز پڑھتے ہیں اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

(۲) تاریخ مشائخ چشت ص ۳۳

کے آداب اور حضور پیغمبر ﷺ کی محبت کا اتباع پورا پورا بجالاتے تھے اور آپ کی مسجد یعنی مسجد نبوی میں بیٹھے رہتے تھے اور تمام اشغال اور جھگڑوں کو ترک کر دیا تھا اور اس امر کا کامل یقین رکھتے تھے کہ خدائے تعالیٰ روزی رساں ہے اور اس پر توکل تھا اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ ان کی صحبت کے واسطے مامور تھے اور ان کے حق کو قائم رکھتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ط
(ابے نبی) ان لوگوں کو کہ صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کے ذات پاک کی خواہش رکھتے ہیں انہیں نہ چھوڑیے۔ (پ ۱۷۷ ع ۱۲)
اور فرمایا:

وَلَا تَعُدُّ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تَرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
(اے نبی) اپنی آنکھیں یعنی توجہ کی نگاہ ان کی طرف دیکھئے اور ان کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھئے کیا آپ دنیا کی زندگی میں زینت چاہتے ہیں۔

(پ ۱۷۷ ع ۱۶)

اسی واسطے رسول اللہ ﷺ جہاں کہیں ان کو دیکھتے فرماتے یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے تاکید فرمائی۔ (۱)
رسول اللہ ﷺ نے اصحاب صفہ کو اس طرح خوش خبری اور بشارت دی اے اصحاب صفہ تمہیں بشارت ہو! پس میری امت میں سے جو لوگ ان صفات سے متصف ہوں گے جن سے تم ہو اور ان پر رضامندی سے قائم رہیں گے تو وہ بے شک جنت میں میرے ہم نشین ہوں گے۔ آپ نے فرمایا۔

لَا تَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ عَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ
میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی تم بڑی جماعت کے ساتھ رہو۔

منازل تصوف

راہ طریقت پر چلنے والا جب سلوک کی تعلیم حاصل کرتا ہے اس دوران اسے مختلف منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے تب اس کا سلوک طے ہوتا ہے۔ وہ ولایت کے جلیل القدر منصب پر فائز ہوتا ہے اور مخلوق کی ہدایت کے لائق ہوتا ہے۔ ماہرین تصوف نے سلوک کی چار منزلیں بتائی ہیں:

(۱) فنا فی الشیخ

(۲) فنا فی الرسول

(۳) فنا فی اللہ

(۴) بقا باللہ

(۱) فنا فی الشیخ

راہ طریقت پر چلنے والا اللہ کا نیک بندہ (سالک) جب سلسلہ کے ورد و وظائف پڑھتا ہے، شریعت اور اذکار کی پابندی کرتا ہے، تصور شیخ (برزخ شیخ) کا ہمہ وقت خیال رکھتا ہے اس وقت رب کی خاص رحمت شامل حال ہوتی ہے۔ وہ مشائخ سلسلہ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتا ہے۔ یہ فیوض مختلف شکل میں وارد ہوتے ہیں۔ سالک کو کبھی کسی بزرگ سے مصافحہ ہوتا ہے، کبھی معانقہ ہوتا ہے، کبھی مراقبہ، کبھی خواب میں کسی وظیفے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نسبت کا فیضان ہوتا ہے جس قدر ہمت اور ظرف ہوتا ہے فیضیاب ہوتا ہے۔ اس منزل میں وہ اپنے مرشد سے لے کر امام ولایت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ

وجہ کی ذات بابرکات تک مشائخ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتا ہے۔ یہیں پر یہ منزل جسے ہم فنا فی الشیخ کہتے ہیں ختم ہو جاتی ہے۔ اس منزل کے پورا ہونے کی مدت نہیں ہے، رب کی خاص عنایت، مرشد کی توجہ اور ظرف پر منحصر ہے۔ ع
دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوارد بیکھ کر

فنا فی الشیخ کا حضرت امیر خسرو کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ ایک مہم سر کرنے کے بعد بہت سامال وزر لے کر دہلی آ رہے تھے۔ راستہ میں ایک سرائے میں قیام کیا اسی سرائے میں ایک مسافر آ کر ٹھہرا۔ یہ مسافر دہلی سے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی زیارت کر کے آ رہا تھا، اس کے پاس آپ کی جوتی (نعلین) تھی۔ حضرت امیر خسرو کو اس جوتی سے اپنے شیخ کی خوشبو محسوس ہوئی، فرمایا ”بوائے شیخ می آید“۔ خادموں سے کہا جاؤ معلوم کرو کوئی مسافر دہلی سے ہمارے شیخ کی زیارت کر کے اور ان کا تبرک لے کر تو نہیں آیا ہے۔ خادموں نے کہا ایک مسافر دہلی سے آیا ہے، اس کے پاس شیخ کی جوتی ہے، آپ پر وجد طاری ہوا، آپ اس کے پاس گئے اور کہا اے مسافر! شیخ کی جوتی مجھے دیدے اور میرا سارا مال وزر لے لے۔

آپ نے سارا مال وزر اس کو دیدیا اور شیخ کی جوتی لے لی، اس جوتی کو آپ نے سر پر رکھا، اس کے اوپر عمامہ باندھا اور اسی حالت میں شیخ کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے۔ یہ ہے فنا فی الشیخ اور پیر سے عشق۔ مرید کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ (ابوالقاسم ہندو فرشتہ نے تاریخ فرشتہ میں یہ واقعہ تفصیل سے لکھا ہے)

(۲) فنا فی الرسول

جب سالک فنا فی الشیخ کی منزل سے ترقی کرتا ہے فنا فی الرسول کی منزل پر پہنچتا ہے۔ یہ منزل بڑی اہم اور مبارک ہے۔ اس منزل پر سالک کو آنحضرت ﷺ سے بے پناہ عشق ہوتا ہے۔ وہ آنحضرت ﷺ کی ہر سنت اور ہر ادا پر عمل کرتا ہے، اس کی کوشش ہوتی

ہے کہ میرا کوئی عمل آنحضرت ﷺ کی سنت کے خلاف نہ ہو۔ اس منزل پر سالک کو آنحضرت ﷺ کی ذات مبارک میں کامل فنایت حاصل ہوتی ہے آنحضرت کے شرف دیدار سے مشرف ہوتا ہے، عالم بالا سے فیض رسائی ہوتی ہے۔ سالک جب بعنایت الہی آنحضرت کے فیض کرم اور مرشد کی توجہ سے اس منزل کو طے کرتا ہے فتانی الرسول کے مقام پر پہنچتا ہے۔

احقر غفرلہ سہیل فریدی نے ۱۹۸۳ء میں حج اکبر کی سعادت حاصل کی۔ عشا کی نماز کے بعد بیت اللہ شریف میں باب کعبہ کے سامنے بیٹھا ہوا پڑھ رہا تھا۔ یکا یک آواز آئی ع
بشکل شیخ دیدم مصطفیٰ را

آواز دینے والا دکھائی نہیں دیا، اس وقت خدا کی خاص رحمت شامل حال ہوئی۔ کعبہ شریف پر تجلیات کا جو عالم تھا وہ بیان سے باہر ہے، اس وقت احقر کو دکھایا گیا کہ بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والے حجاج کرام کی صرف چار صف ہیں۔ حالانکہ اس سال حجاج کرام کی تعداد تیس لاکھ کے قریب تھی۔ انوار کا یہ عالم تھا کہ چہرے سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں، عالم بالا سے نور کے ذرات کی بارش ہو رہی ہے۔ احقر تیسری صف میں رکن یمانی اور سنگ اسود کے درمیان کھڑا ہے۔ ندا آئی کہ یہ وہ حجاج ہیں جن کا حج قبول ہوا، پھر ندا آئی کہ ان کے طفیل اوروں کا حج بھی قبول ہوا۔ اس کے بعد جو مشاہدات ہوئے ان کا بیان کرنا خود نمائی ہوگا ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ.

(۳) فتانی اللہ

فتانی الرسول کی منزل سے ترقی کر کے سالک فتانی اللہ کی منزل پر پہنچتا ہے۔ اس منزل پر سالک اپنے کو بھول جاتا ہے یعنی اپنے آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد میں فنا کر دیتا ہے۔ ہر وقت اور ہر پل اسی کی یاد میں لگا رہتا ہے اور اسی ذات میں محو رہتا ہے۔ اس منزل پر سالک کے ذکر کی کثرت اور فنایت فی اللہ کی وجہ سے تمام لطائف جاری ہوتے ہیں۔

اس کے عضو اور بن سے اسم ذات اللہ ہو کی آواز آتی ہے۔ جسم کے جس حصے پر ہاتھ رکھو وہ حصہ پھڑکتا ہے اور اس سے اللہ ہو کی آواز بالجہر (زور سے) آتی ہے، سبحان اللہ! اس منزل پر سالک کا کیا اعلیٰ مقام ہوتا ہے۔

کھلڑیا (بہار) کا واقعہ ہے کہ ایک بار سلطان المشائخ حضرت شاہ فرید الدین آروی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں چند مریدین جس میں حضرت حافظ عبدالصمد آروی، حضرت شاہ گلزار علی قادری، حضرت شاہ جعفر علی فریدی بھی تھے، تشریف فرما تھے۔ چند پیر بھائیوں نے جس میں اوپر کے تینوں حضرات شامل ہیں حلقہ ذکر شروع کیا۔ پیر و مرشد حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ نفی اثبات لا الہ الا اللہ کے ذکر میں فنایت کا یہ عالم تھا کہ جس وقت یہ حضرات نفی کا جملہ لا الہ کہتے زمین سے دو دو تین تین گز اپنے آپ اوپر اٹھ جاتے، جب الا اللہ کہتے خود بہ خود زمین پر آ جاتے، نہ کسی قسم کی تکلیف ہوتی اور نہ چوٹ لگتی۔

ایک جس دم (ایک سانس) میں ہزار پانچ سو مرتبہ ذکر کرتے۔ قطب سہر صاحب حضرت شاہ جعفر علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ کا اللہ کے ذکر میں فنایت کا یہ عالم تھا کہ جسم کے عضو و بن سے اللہ ہو کی آواز آتی۔ آپ کے اکثر مریدین نے احقر سے فرمایا کہ ہم پیر صاحب کے جس حصے پر ہاتھ رکھتے وہ حصہ پھڑکتا اور اس سے اللہ ہو کی آواز آتی۔ ذکر کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ ذکر کی گرمی سے دماغ کا گودا (مغز) پگھل کر پانی بن گیا تھا۔ جناب بدیع الزماں صاحب ساکن ہلدی ضلع مونگیر نے بیان کیا کہ پیر صاحب ہمارے یہاں مونگیر تشریف لائے اور فرمایا بابو ہمیں کسی ڈاکٹر کے پاس لے چلو، ہمارے سر سے ڈھک ڈھک کی آواز آتی ہے۔ جب دائیں طرف سر کرتے ہیں تو دائیں طرف اور جب بائیں طرف سر کرتے ہیں تو بائیں طرف محسوس ہوتا ہے کہ پانی ادھر ادھر ہو رہا ہے۔ ہم پیر صاحب کو مونگیر کے مشہور ڈاکٹر اے جے دت کے پاس لے گئے، آپ کی کیفیت بیان کی۔ اس نے آپ کو دیکھا اور کہا ان کے دماغ کا سارا گودا پگھل کر پانی بن گیا ہے۔ ڈاکٹر سائنس کی رو سے انہیں مرجانا چاہیے تھا، یہ کیسے زندہ ہیں ہمیں تعجب ہے۔ اس کے بعد بولا He is

Not Man, He is God یہ کہہ کر اس نے قدم بوسی کی اور ناشتہ کرایا۔ اس وقت آپ کی عمر ایک سو دس (۱۱۰) سے تجاوز کر چکی تھی۔ اس کے بعد آپ دس برس زندہ رہے اور معمول کے مطابق چلتے پھرتے رہے اور سفر بھی جاری رکھا، پانچ چھ کوس پیدل بھی چلتے۔ جب انتقال کا وقت آیا خانقاہ قادریہ فریدیہ سربیلہ میں شیخ منظور الحسن سے فرمایا میرا آخری وقت قریب ہے، اب میں خانقاہ سے باہر نہیں جاؤں گا۔ اسم ذات کرتے کرتے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

(۴) بقا باللہ

فنا فی اللہ کے بعد بقا باللہ کی منزل آتی ہے۔ جب سالک فنا فی اللہ کی منزل سے ترقی کرتا ہے بقا کی منزل پر پہنچتا ہے۔ اس منزل پر سالک کی باری تعالیٰ کے ساتھ مضبوط وابستگی ہوتی ہے۔ ہمیشہ باقی رہنے والی ذات اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ (پارہ ۲، سورہ رحمن)

مضبوط وابستگی سے مراد حلول نہیں ہے، حلول اور الحاد کی اسلام نفی کرتا ہے۔ مضبوط وابستگی سے مراد راضی بہ رضار ہنا ہے۔ پوری طرح سے اپنے آپ کو ذات باری تعالیٰ کے سپرد کر دینا ہے۔ چاہے وہ مارے، چاہے وہ جلانے، چاہے اچھا رکھے، چاہے بیمار رکھے، چاہے راحت دے، چاہے تکلیف دے سب کچھ اس کی رضا پر منحصر ہے۔ سالک کی اس مقام پر زبان بند ہو جاتی ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ كَلَّ لِسَانُهُ۔ (بخاری شریف) جس نے اپنے رب کو پہچانا اس کی زبان گنگ ہوئی، پہچان سے مراد عرفان حاصل ہونا ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے رب کی خوشنودی اور رضا حاصل ہوتی ہے۔ اَسَے رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَرَضُوا عَنْهُ (اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اللہ سے راضی ہوئے) کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ یہ بہت اعلیٰ مقام ہے، اس سے اعلیٰ مقام اور کیا ہے فقیر کے علم میں نہیں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

فنائی الغوث

بعض مشائخ قادریہ نے حضرت غوثِ اعظم سے بے پناہ محبت اور والہانہ عقیدت و عشق کی بنا پر فنائی الشیخ اور فنائی الرسول کے درمیان فنائی الغوث کی منزل قائم کی ہے۔ اگر فنائی الغوث کو الگ منزل مان لیا جائے تو طریقت کی پانچ منزلیں ہو جائیں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ فنائی الغوث الگ منزل نہیں ہے بلکہ یہ فنائی الشیخ کے ہی ایک مقام کا نام ہے۔ جب شیخ کے توسل سے سالک کی رسائی حضرت غوثِ اعظم تک ہوتی ہے، اسے حضرت غوثِ اعظم سے بے پناہ محبت اور عشق ہو جاتا ہے۔ اس مقام کو مشائخ قادریہ نے فنائی الغوث کا نام دیا ہے۔ حضرت غوثِ اعظم سے بے پناہ عقیدت اور محبت کی بنا پر قادری، برکاتی بزرگ شاعر حضرت جامی بدایونی نے حضرت قطب سہرسا کے وصال پر یہ قطعہ تارتخ وصال کہا:

اٹھے سرشار عشق شاہ جیلاں
پاچاروں طرف شور و فغاں ہے
جناں پہونچے تو رضواں نے کہا سال
فنائی الغوث یہ قطب جہاں ہے

۱۹۵۸

(گوہرستان توارتخ)

سلوک کی منازل کے بارے میں قطب سہرسا حضرت شاہ جعفر علی فریدی ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد فنا کی تین منزلیں ہو گئیں:

(۱) فنائی اللہ (۲) فنائی الرسول (۳) فنائی الشیخ

بعض اہل طریقت نے فنائی الغوث کی منزل بھی جدا گانہ قائم کی ہے۔ یہ بعض مشائخ قادریہ کی خاص اصطلاح ہے۔ اس لئے ان صاحبان نے سیدنا غوثِ الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو مستقل حیثیت دے کر فنائی الرسول اور فنائی الشیخ کے درمیان فنائی الغوث کی ایک منزل قرار دی ہے۔ اس نظریہ پر چار منزلیں ہو گئیں لیکن فی الحقیقت یہ مقام فنائی

الشیخ کی منزل میں داخل ہے، کوئی جدا منزل نہیں بلکہ فنا فی الشیخ کے ایک مقام کا نام فنا فی الغوث ہے۔ فنا فی الشیخ کی منزل میں شیخ طریقت سے لیکر سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقامات کا انکشاف ہو جاتا ہے اور حسب استعداد و صلاحیت اکتساب فیوض ہوتا ہے اور ان کی زیارت سے شرف یابی اور برکات سے روحانی ترقی ہوتی رہتی ہے۔

ائمہ طریقت حضرت غوث اعظم، حضرت خواجہ نقشبند، حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت شیخ الاسلام بابا گنج شکر، صابری نظامی خانوادوں کے پیشوا حضرت مخدوم صابر کلیری، حضرت خواجہ محبوب الہی، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرارہم کے دربار روحانی میں رسائی ہوتی ہے۔ مصافحہ معانقہ خلوت سے سرفرازی حاصل ہوتی ہے۔ یہ فنا فی الشیخ کی جداگانہ منزل عہد صدیقی سے قائم ہوئی ہے اور قیامت تک رہے گی۔ یہ منزل دراصل نیابت رسول کی منزل ہے۔ جوں جوں اس منزل میں ترقی ہوتی جاتی ہے نیابت رسول کے درجات بڑھتے جاتے ہیں۔ اگر فنا فی الشیخ میں مرید اپنے مرشد کے مقام پر ہے تو اسی مقام کے لحاظ سے نیابت بھی ہے۔ اگر حضرت غوث جیلانی، خواجہ اجمیری، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم کی بارگاہ میں رسائی ہوئی تو نیابت کے درجات کا تعلق بھی اسی مقام سے ہوگا۔ سالکان طریقت کو شیخ کے ذریعہ نیابت رسول حاصل ہوتی ہے۔ لہذا فنا فی الشیخ کی منزل میں ہونا ضروری ہے۔

سیدنا امام مہدی علیہ السلام بھی مقام شیخ پر ہونگے اور نیابت رسول سے ہی پڑ مردہ باغ میں بہا آئے گی... ہر شیخ (پیر) نائب رسول ہے۔ ان کو رسول کی نیابت حاصل ہے کسی شیخ میں ایک شعبہ کی نیابت، کسی میں دو کی، کسی میں اس سے زیادہ کی۔ ع

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوارد بکھ کر

حضرت غوث الاعظم کو کئی شعبوں میں نیابت کاملہ حاصل ہے اور آپ ہی کے نائب کامل حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ہیں۔

(مکتوبات عالیہ، مکتوب نمبر ۱۴ ص ۱۰۷-۱۰۸)

ارکان تصوف

اہل تصوف کے نزدیک تصوف کے چار رکن ہیں:

(۱) شریعت

(۲) طریقت

(۳) حقیقت

(۴) معرفت

جب سالک شریعت کی پوری طرح پابندی کرتا ہے، طریقت کی منزل پر پہنچتا ہے، جب طریقت کی منزل طے کر لیتا ہے، معرفت کے مقام پر پہنچتا ہے اور اسے عرفان الہی نصیب ہوتا ہے، ان سب منزلوں میں شریعت کی منزل سب سے اہم ہے کہ بغیر اس پر چلے اگلی منزل پر پہنچنا ناممکن ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ جب سالک سے کوئی غلطی ہوتی ہے تو وہ معرفت سے حقیقت کی منزل پر آجاتا ہے۔ جب حقیقت کی منزل پر اس سے غلطی ہوتی ہے وہ طریقت کی منزل پر آجاتا ہے۔ جب طریقت کی منزل پر اس سے غلطی ہوتی ہے شریعت کی منزل پر آجاتا ہے۔ اگر اس منزل پر اس سے کوئی غلطی ہوتی ہے وہ گڑھے میں گر جاتا ہے۔ اس لئے شریعت کی پابندی ضروری ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فرماتے ہیں کہ طریقت اور حقیقت جس پر صوفیا کو ناز ہے شریعت کے خادم ہیں۔ (۱)

(۱) حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ص ۱۲۲

قبض و بسط

جب سالک راہ طریقت پر چلتا ہے اور وظائف کی پابندی کرتا ہے اس پر مختلف کیفیات ظاہر ہوتی ہیں، کبھی نسبت آتی ہے، کبھی رک جاتی ہے، کبھی لطائف جاری ہوتے ہیں، کبھی بند ہو جاتے ہیں۔ ان کیفیات میں قبض و بسط سے آشنائی ہوتی ہے نسبت کا آنا اور لطائف کا جاری ہونا بسط کہلاتا ہے۔ اس کا رک جانا قبض کہلاتا ہے قبض میں بے چینی اور گرانی، بسط میں خوشی و فرحت محسوس ہوتی ہے۔

سالک دوران سلوک ان کیفیات سے گزرتا ہے۔ قبض اور بسط کے بارے میں قطب بدایوں مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رحمۃ اللہ علیہ تذکار مطیب مفید الطالب میں لکھتے ہیں:

اذکار کے شغل کے دوران میں سالک کے ظرف و استعداد کے اعتبار سے باطنی حالات و کیفیات مختلف ہوتے رہتے ہیں، ان میں قبض و بسط ہیں جن سے سالک آشنا ہوتا رہتا ہے۔ ان کیفیات کے ورود سے سالک کی ترقی ہوتی رہتی ہے۔ سالک پر نسبت کی آمد کارک جانا یا سالک کے جاری شدہ لطیفہ کا ذکر بند ہو جانا قبض ہے۔ بند ہو جانے کے بعد جاری ہو جانا بسط ہے۔

قبض کی کیفیت گراں ہوتی ہے اور بسط کی سہل۔ قبض کی کیفیت میں شیخ کی طرف متوجہ ہو اور درود شریف کا ورد کرے اور سیدھے ہاتھ پر درود شریف دم کر کے قلب پر ملے یا اس لطیفہ پر جس کا جاری ہونا بند ہو گیا ہے۔ مشائخ نے اس کو بھی پڑھ کر دم کیا ہے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ مَا شَاءَ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاءَ لَمْ يَكُنْ۔ گیارہ بار۔ قبض کے دفع کے لئے شیخ (پیر) کی صحبت میں رہنا زیادہ مفید ہے۔ قبض پیدا ہونے پر طبیعت پر گرانی اور ملال کا اثر ہوتا ہے قبض سمجھے قبض مفید ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو قبض مضر ہے یعنی مانع ترقی۔ اسی طرح بسط میں دل بستگی اور ترقی کی اُمنگ پیدا ہوتی ہے۔ بسط مفید ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو بسط مضر ہے۔

والد حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی قطب بدایوں کو ایک بار قبض ہوا، واقعہ اس طرح ہے کہ آپ نے دیکھا کہ آپ پر دو مختلف نسبتوں کا فیضان ہو رہا ہے۔ دائیں طرف سے قادری نسبت اور بائیں طرف سے نقشبندی نسبت جسم کے اندر آرہی ہے۔ ان دو نسبتوں کے غلبہ سے لگتا تھا کہ سارا جسم پھٹ جائے گا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ جب برداشت کی طاقت نہ رہی آپ نے کہا بس۔ نسبت کا فیضان رُک گیا اور آپ کو قبض ہو گیا۔ اس قبض نے میعاد بخار (Typhoid Fever) کی شکل اختیار کر لی۔ ڈاکٹری علاج شروع کر دیا گیا، فائدہ نہ ہوا۔ والدہ مخدومہ فرماتی تھیں کہ مولوی صاحب کو ڈاکٹری علاج سے فائدہ نہ ہوگا، انہیں روحانی علاج کی ضرورت ہے۔ احقر سے والد حضرت بہت محبت فرماتے تھے، اس وقت عمر بھی کم تھی، گھر میں چھوٹے بچے سے بھی پیار کرتے ہیں۔ احقر اکثر والد حضرت کے پاس بیٹھا رہتا اور خدمت کرتا والد حضرت نے اسی حالت میں احقر کی طرف توجہ فرمائی۔ چنانچہ اگلے دن احقر بھی بخار میں مبتلا ہو گیا، پندرہ دن یہ کیفیت رہی۔ پندرہ دن بعد والد حضرت نے خواب میں دیکھا کہ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر تشریف لائے اور پیشانی پر ہاتھ مارا اور فرمایا ”جمال مارا بہ ہمیں“ حضرت بابا صاحب کے فرمانے کے بعد آپ کی طبیعت ٹھیک ہو گئی اور نسبت جاری ہو گئی اور آپ صحت مند ہو گئے احقر بھی ٹھیک ہو گیا۔

سالک و مجذوب

ائمہ طریقت نے طریقت کی راہ پر چلنے والوں کو دو طریقوں میں تقسیم کیا ہے:

(۱) سالک

(۲) مجذوب

مجذوب: مجذوب وہ ہیں جو جذب الہی سے کم وقت میں ولایت کے مقام پر پہنچتے

ہیں۔ ان حضرات پر انوار الہی کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ وہ اس غلبہ سے مغلوب ہو جاتے

ہیں۔ ان میں اس غلبہ کو برداشت کرنے کی قوت نہیں رہتی، ان کا ہوش و حواس کھو جاتا ہے، ان پر جذب طاری ہوتا ہے، وہ ہر وقت دیدار الہی سے سرشار رہتے ہیں۔ اس حالت میں ان کی عجیب کیفیت ہوتی ہے، ان سے شریعت کی پابندی نہیں ہوتی، زبان سے کبھی کبھی ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جو قابل گرفت ہوتے ہیں ان کو شطحمیات کہتے ہیں کیونکہ جذبہ انوار الہی سے وہ ہوش میں نہیں ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ جملے ان کے لئے قابل گرفت نہیں ہیں۔ ان حضرات سے ہدایت خلق اللہ کا کام نہیں لیا جاتا۔ مشائخ نے فرمایا ہے کہ مجذوب کو پیر نہیں بنانا چاہیے۔

سالک: سالک راہ طریقت پر چلنے والے وہ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں جو غلبہ شوق کے باوجود طریقت کی راہ کو آہستہ آہستہ ہوش و حواس کے ساتھ طے کرتے ہیں اور اللہ کی مخلوق کی ہدایت فرماتے ہیں۔ ہمہ وقت شریعت کی پابندی کا خیال رکھتے ہیں۔ راہ طریقت پر چلنے والوں کو جذب اور سلوک دونوں منزلوں سے گزرنا ہوتا ہے۔ اللہ کی رحمت اور مرشد کی توجہ سے جب جذب کی منزل سے ترقی ہوتی ہے سلوک کی منزل پر پہنچتا ہے۔ اس وقت اسے سالک کہتے ہیں۔ اختصار میں یوں کہیے کہ مجذوب ولی بے ہوش اور سالک ولی باہوش ہوتا ہے۔ مشائخ نے فرمایا ہے کہ سالک پیر بنانے کے لائق ہوتا ہے۔ سالک اور مجذوب کی تشریح حضرت مخدوم شرف الدین تکللی منیری نے ان جامع الفاظ میں فرمائی ہے:

مجذوب وہ لوگ ہیں کہ کمند جذبہ نے انہیں مرتبہ ولایت تک پہنچا دیا ہے مگر (وہ) غلبہ شوق میں اس طرح محو ہوتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وہ ہر مقام سے گذر چکے ہوتے ہیں۔ ان کو اس کی خبر نہیں کہ راہ کا کیا حال ہے مقام کی کیفیت کیسی ہے۔ خیر کس شے کا نام ہے شر کس بلا کو کہتے ہیں۔ نفع کی کیا صورت ہے۔ ضرر کس بات میں ہے۔ اس لئے مجذوب پیر بنانے کے لائق نہیں۔ شیخ بننے کے لائق وہ ہستی (یعنی سالک) ہے کہ اگرچہ جذب شوق سے راہ طے کرتا ہے مگر نہایت سکون اور آہستگی سے۔ یعنی وہ ہر مقام کی داد انصاف سے دیتا جاتا ہے اور آگے بڑھتا جاتا ہے۔ احوال خیر و شر اور صلاح و فساد کل اس پر کھول دیئے

جاتے ہیں۔ کبھی کبھی راہ سے بے راہ بھی ہو جاتا ہے (یعنی راستے کے دائیں بائیں کا جائزہ بھی لیتا ہے) تاکہ راہ اور بے راہی سے پورا وقوف حاصل ہو جائے۔ اتنے مرحلوں کے بعد اس میں یہ صلاحیت پیدا ہوتی ہے کہ ایک جماعت کی رہبری کر سکے۔ (۱)

(۱) تصوف رسم اور حقیقت ص ۶۶ بحوالہ مکتوبات صدی اردو ترجمہ شاہ نجم الدین فردوسی و شاہ الیاس فردوسی

بیعت

کسی (بزرگ) کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر عہد کرنا بیعت کہلاتا ہے۔ (۱)
قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ
فَمَنْ نَكَتْ فَإِنَّمَا يَنْكُتْ عَلَى نَفْسِهِ ۗ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا سَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ
فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا. (پ ۲۶، سورہ فتح آیت ۱۰، رکوع ۹۶)

ترجمہ: جو لوگ بیعت کرتے ہیں آپ سے اے محمد ﷺ و اللہ سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ تو جس نے عہد توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو جسد اللہ سے بڑا ثواب دے گا۔

احادیث مشہورہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے مختلف مقاصد کے لیے بیعت لی تھی کسی سے جہاد کے لیے کسی سے ہجرت کے لیے کسی سے اسلام کے ارکان کی پابندی کے لیے کسی سے سنت نبوی پر قائم رہنے کے لیے اور بدعت سے بچنے کے لیے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر بیعت لی تھی۔ ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند نادار مہاجرین سے اس پر بیعت لی کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں۔ اس بیعت کے بعد ان لوگوں کا یہ حال ہو گیا تھا کہ اگر کسی کا کوڑا ہاتھ سے گر جاتا تھا تو

(۱) دست بردست یک دیگر نہادن و عہد بستن (سبع سنابل میر عبد الواحد بلگرامی متوفی ۱۰۱۷ھ سن تالیف ۹۶۹ھ)

خود گھوڑے سے اتر کر اٹھاتا تھا اور کسی سے کوڑا اٹھانے تک کا سوال نہ کرتا تھا۔
بیعت سنت ہے واجب نہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے حضور
انور ﷺ سے بیعت کی اور اس بیعت سے حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی۔ اللہ
تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (۱)
اے نبی تحقیق کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جب کہ وہ
آپ سے درخت (سمرہ) کے نیچے بیعت ہو رہے تھے۔

يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (۲)
خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بیعت کی شرعی حکمت پر بحث کرتے ہوئے
القول الجمل میں لکھتے ہیں۔

بیعت سنت ہے واجب نہیں اصحاب نے رسول ﷺ سے بیعت کی اور حق
تعالیٰ کی نزدیکی چاہی۔ کسی شرعی دلیل نے تارک بیعت کے گنہگار ہونے پر دلالت
نہیں کی اور ائمہ دین نے تارک بیعت پر انکار نہ کیا تو یہ عدم انکار گویا اجماع ہو گیا اس
پر کہ وہ واجب نہیں۔ ف: اگر بیعت تقویٰ کی واجب ہوتی تو بالضرور اس کے تارک پر
انکار وارد ہوتے تو معلوم ہو گیا کہ بیعت سنت ہے۔ حقیقت سنت یہی ہے کہ فعل
مسنون بلا دلیل وجوب تقرب الی اللہ کا موجب ہو۔ بیعت کے مشروع ہونے میں یہ
حکمت پوشیدہ ہے کہ سنت اللہ یوں جاری ہے کہ امور خفیہ جو نفوس میں پوشیدہ ہیں
ان کا ضبط افعال اور اقوال ظاہری سے ہو اور اقوال امور قلبیہ کے قائم مقام ہوں۔
چنانچہ تصدیق اللہ اور اس کے رسول اور قیامت کی امر مخفی ہے تو ایمان کا اقرار بجائے

(۱) سورۃ فتح ع ۱۱ آیت ۱۸ پ ۲۶

(۲) سورۃ فتح ع ۱۹ آیت ۱۰ پ ۲۶

تصدیق کے قائم مقام کیا گیا جیسے بائع اور مشتری کی رضامندی قیمت اور بیع کے دینے میں حکم پوشیدہ ہے تو ایجاب اور قبول کو قائم مقام رضائے مخفی کے کر دیا۔ اسی طرح توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقویٰ کی رسی کو مضبوط پکڑنا امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو بیعت کو اس کے قائم مقام کر دیا۔

بیعت میں ایک نفسیاتی مصلحت بھی پوشیدہ ہے۔ جب انسان اپنے ماضی کے کارناموں اور زندگی کا تنقیدی جائزہ لیتا ہے تو اسے بہت سی باتیں اخلاق اور مذہب کے خلاف نظر آتی ہیں وہ اپنے اوپر ملامت کرنے لگتا ہے اور دل ہی میں اپنے گناہوں اور نازیبا کارناموں پر نادم ہوتا ہے اور ان سے توبہ کرتا ہے مگر اس کو اس سے تشفی نہیں ہوتی اور دل کو اطمینان حاصل نہیں ہوتا دل میں ایک کسک اور بے چینی رہتی ہے جب وہ شیخ کامل مرشد برحق کے پاس جاتا ہے اور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو شیخ اسے یقین دلاتا ہے کہ **التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ (۱)** یعنی توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے وہ تمام گناہوں کو بخش دے گا اس کی رحمت سے ہمیشہ لو لگائے رہو۔

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ:

ترجمہ: خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر دے گا بے شک وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

ہر شخص کو چاہئے کہ پہلے اپنے عقیدے کو درست کرے پھر کسی پابند شریعت شیخ سے بیعت ہو تاکہ اس کا سلسلہ حضور ﷺ سے سند کے ساتھ مل جائے۔ قرآن شریف میں آیا ہے کہ ہر فرقہ قیامت کے دن اپنے پیشوا اور رہبر کے ساتھ بلایا جائے گا۔ **يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ**

(پارہ ۱۵- سورہ بنی اسرائیل رکوع ۸، آیت نمبر ۷۱)

(۱) ابن ماجہ باب ذکر التوبہ

ترجمہ: (۱) جس دن بلاویں گے ہم سب لوگوں کو ساتھ پیشواؤں ان کے۔
(حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی)

(۲) جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ان کے سردار کے ساتھ۔

محمد انور علی سہیل فریدی

ف: قیامت کے دن ہر فرقہ اس چیز کی معیت میں حاضر ہوگا جس کی پیروی اور اتباع کرتا تھا۔ مثلاً مومنین کے نبی کتاب دینی پیشوایا کفار کے مذہبی سردار بڑے شیطان اور جھوٹے معبود۔

قیامت کے دن مومنین انبیاء مذہبی پیشوا اور رہنما کے ساتھ اور کفار مشرکین منافقین اپنے سرداروں، معبودوں اور شیطانوں کے ساتھ بلائے جائیں گے جو شخص جس شیخ (پیر) کا مرید ہو گا وہ قیامت کے دن اپنے شیخ کے ساتھ بلایا جائے گا۔ ہر شیخ (پیر) اپنے مرید کی اللہ رب العزت کے حضور میں سفارش کرے گا اور اسے بخشوا کر جنت میں لے جائے گا۔ علماء صلحاء، حفاظ عباد، زہاد سب اس دن اللہ رب العزت کے حضور میں سفارش کریں گے۔ سب سے پہلے سرکارِ دو عالم ﷺ اللہ رب العزت سے اپنی امت کو بخشوائیں گے پھر دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امت کو بخشوائیں گے۔ یہ وہ دن ہوگا جس دن نیکو کاروں اور مجرموں، گنہگاروں کو الگ الگ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا۔

(سورہ یسین رکوع ۴، آیت ۵۹، پارہ ۲۳)

اور تم الگ ہو جاؤ آج کے دن اے مجرموں (گنہگاروں) کیوں کہ نیکو کاروں کو جنت میں بھیجنا ہے۔ اور تم (مجرموں گنہگاروں) کو دوزخ میں بھیجنا ہے۔

اس دن مجرم افسوس کریں گے اور جنت میں جانے کا وسیلہ تلاش کریں گے اور جنتیوں سے کہیں گے اے جنت میں جانے والو کیا تم ہمیں نہیں پہچانتے ہم وہی ہیں جس نے تم کو شربت پلایا تھا ہم وہی ہیں جس نے تم کو وضو کے لئے پانی دیا تھا، ہم

وہی ہیں جس نے تم کو کھانا کھلایا تھا پس ہماری سفارش کرو اور ہمیں بھی جنت میں لے چلو۔ اس طرح بحر میں اور گنہ گار نیکو کاروں کو اپنے احسان یاد دلائیں گے اور ان سے سفارش اور جنت میں لے جانے کی درخواست کریں گے۔ یہ نیکو کار بندے سفارش کریں گے اور جنت میں لے جائیں گے۔ گنہ گار مریدین اپنے شیخ (پیر) سفارش سے جنت میں جائیں گے۔

مشکوٰۃ شریف کے باب الشفاعت میں از ضمن میں ایک حدیث ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِفُ أَهْلَ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ أَمَا تَعْرِفُنِي أَنَا الَّذِي سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَنَا الَّذِي وَهَبْتُ لَكَ وَضُوءًا أَفِيَشْفَعُ لَهُ فَيَدْخُلُهُ الْجَنَّةَ.

(مشکوٰۃ شریف باب الشفاعت)

نبی کریم ﷺ نے دوزخیوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دوزخیوں کے پاس سے ایک ایسا شخص گزر اجو جنتی تھا۔ دوزخیوں میں سے ایک شخص نے ان سے کہا کہ اے فلاں کیا تم مجھے نہیں پہچانتے ہو، میں تو وہی ہوں جس نے تمہیں دنیا میں پانی پلایا ہے۔ اور ان میں سے بعض نے کہا کہ میں وہی ہوں جس نے تمہیں وضو کے لیے پانی دیا تھا۔ چنانچہ وہ جنتی شخص اس کے شفاعت کریگا پس وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

فوائد بیعت (مریدی کے فائدے)

مرید بننے میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اس میں ذرہ برابر بھی نقصان نہیں ہے۔

اس کے بہت سے فائدے ہیں۔ چند فائدے لکھے جا رہے ہیں۔

(۱) دل و دماغ، جسم اور روح کو پاک صاف اور ستھرا رکھنے یعنی دل کو صفات

رزیلہ بغض، حسد، کینہ، وسوسے، برے خیالات، غرور و تکبر، دنیا اور اس کی محبت، غصہ، حرص، کھیل کود، بخل سے دور رکھنا اور دل کو صفات حسنہ یعنی خدا کی یاد، توبہ ہمدردی، صبر، شکر، صدق وغیرہ سے مزین کرنے کے جو طریقے اور اصول بتائے گئے ہیں ان پر عمل کرنے میں کوئی کوتاہی یا کمی ہو جائے تو شیخ (پیر) نصیحت اور توجہ سے اس کی کمی کو دور کر دیتا ہے اور اسے سیدھے راستے پر لے آتا ہے۔

(۲) مشاہدات اور تجربات اس بات کو بتاتے ہیں کہ کتاب کے پڑھنے اور اس میں لکھے چند و نصائح عملیات اور اذکار کے از خود کرنے سے اس میں وہ اثرات پیدا نہیں ہوتے جتنے کہ شیخ کے بتائے ہوئے اذکار اور عملیات اور چند و نصائح میں ہوتے ہیں۔ اگر اس میں کسی قسم کا خلل پیدا ہو جاتا ہے تو شیخ کی توجہ سے دور ہو جاتا ہے اور شیطانی وسوسے دور ہو جاتے ہیں۔ مرید کا دل صفات رزیلہ سے پاک و صاف ہو کر مجلہ و مصفا ہو جاتا ہے اور صفات حسنہ صفات رزیلہ کی جگہ لے لیتی ہے۔

(۳) جب کوئی شخص کسی شیخ کا مرید ہو جاتا ہے تو اس کے دل میں شیخ سے والہانہ محبت اور عقیدت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا دل چاہتا ہے کہ جو شیخ کا طریقہ ہے ہم بھی اس کے موافق چلیں۔ شیخ شریعت کا پابند عالم اور بزرگ ہوتا ہے اس کا عمل سنت نبوی کے موافق ہوتا ہے اس لیے مرید بھی سنت نبوی پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔

(۴) مرید اپنے شیخ کا پیرو ہوتا ہے۔ اگر شیخ مرید کو کسی بات پر نصیحت یا تنبیہ کرتا ہے تو مرید اس کی ناراضگی اور تنبیہ کو برا نہیں مانتا بلکہ اس کی بتائی ہوئی نصیحت پر خوشی خوشی عمل کرتا ہے۔

شرائط بیعت

مرید بننے کے لئے اہم شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مرید کے لئے ضروری ہے کہ شیخ (پیر) کا خوب ادب کرے۔ فرض

عبادت کے بعد شیخ کے بتائے ہوئے اعمال و اشتغال پابندی سے کرے۔ جس طرح جس ذکر کی تعلیم دی ہے اس کو اسی طرح کرے اور یہ اعتقاد رکھے کہ دل کو درست کرنے اور رکھنے کے لئے جتنا فائدہ اپنے شیخ سے پہنچے گا اتنا فائدہ زمانہ کے کسی اور بزرگ سے نہیں پہنچے گا۔ مگر کسی بزرگ کو کم تر نہ سمجھے اور نہ تحقیر کرے۔

(۲) کسی کتاب میں کوئی وظیفہ فقیری یا درویشی کا دیکھے تو اپنی عقل سے اس پر عمل نہ کرے۔ پہلے شیخ سے اجازت لے پھر اس پر عمل کرے۔

(۳) مریدہ عورت شیخ سے بے پردہ نہ ہو اور نہ مردوں کی طرح شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر مرید ہو۔ شریعت اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ عورتیں رومال کے ذریعہ شیخ سے بیعت ہوں اس طرح کہ رومال کا ایک کونہ شیخ پکڑے اور دوسرا کونہ عورت پکڑے اور پردے کا لحاظ رکھے۔

(۴) اگر غلطی سے کسی خلاف شرع شیخ سے مرید ہو جائے یا پہلے وہ شیخ اچھا تھا اب بگڑ گیا یا خراب ہو گیا تو مریدی توڑ ڈالے اور کسی اچھے پابند شریعت بزرگ شیخ سے بیعت ہو لیکن کبھی کبھار اس سے معمولی سی غلطی ہو جائے تو اس کا خیال نہ کرے اور بد عقیدہ نہ ہو۔ خیال کرے کہ شیخ آدمی ہے فرشتہ نہیں تقاضائے بشریت کے تحت اس سے یہ خطا ہوئی ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

(۵) یہ عقیدہ نہ رکھے کہ شیخ کو ہر وقت ہمارا سارا حال معلوم ہے۔ اللہ کی رحمت سے شیخ کو کبھی کبھی مرید کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

(۶) مبتدی مرید (نیامرید) ایسی کتابوں کا مطالعہ نہ کرے جن کا ظاہری مطلب خلاف شرع ہو۔ ایسے اشعار بھی نہ پڑھے جو خلاف شرع ہوں۔

(۷) بعض شیخ کہا کرتے ہیں کہ فقیری کا راستہ اور ہے شرع کا راستہ اور ہے۔

ایسا شیخ گمراہ ہے اس کی مریدی ختم کر دینا چاہئے۔

(۸) اگر شیخ خلاف شرع کوئی عمل بتائے اس پر عمل نہ کرے۔

(۹) اگر اذکار اشغال کی پابندی اور شیخ کی توجہ سے نسبت کا فیضان یا اچھی کیفیت پیدا ہو، اچھے خواب نظر آئیں یا دل میں نور (روشنی) پیدا ہو تو اسے اپنے شیخ کے علاوہ کسی اور سے نہ کہے اور نہ اس پر تکبر کرے۔ ہر ایک سے کہنے سے اس کی روحانیت جاتی رہتی ہے۔

(۱۰) اگر شیخ نے کسی وظیفہ، عمل یا مشغل کی تعلیم دی ہے اس پر پابندی سے عمل کرے۔ اگر پابندی سے عمل کرنے پر کچھ مدت تک اس میں اثر یا دل میں ذوق و شوق پیدا نہ ہو تو شیخ سے بد اعتقاد نہ ہو اس ورد کو جاری رکھے۔ اللہ کی رحمت پر بھروسہ رکھے، اپنی کیفیت شیخ سے بیان کرتا رہے اور اس کی توجہ کا طالب رہے اس میں عافیت ہے۔ اس بات کی آرزو نہ کرے کہ مجھے آئندہ ہونے والے واقعات سے آگاہی ہو یا فلاں مقام نصیب ہو یا فلاں بزرگ کی زیارت نصیب ہو جو کچھ کرے اللہ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے خلوص سے کرے۔

(۱۱) اگر کسی پیر بھائی (برادر طریقت) یا پیر بہن کو شیخ نے طریقت کی زیادہ تعلیم دی ہو اور اسے زیادہ اذکار بتائے ہوں اور اس پر شیخ کی خاص عنایت ہو اس عنایت اور توجہ سے اعلیٰ مقام نصیب ہو گیا ہو تو حسد نہ کرے اور دل کو صاف رکھے۔ شیخ مرید کی تعلیم اس کے ظرف کے مطابق کرتا ہے اور اشغال و اعمال بتاتا ہے۔

(۱۲) دوسرے بزرگوں یا دوسرے خاندان و سلاسل کے مشائخ کی شان میں گستاخی نہ کرے اور نہ یہ کہے کہ ہمارا شیخ تمہارے شیخ سے زیادہ بزرگ ہے اور ہمارا خاندان و سلسلہ تمہارے خاندان و سلسلہ سے بڑھ کر ہے یہ فضول کی باتیں ہیں ان سے دل میں کدورت اور اندھیرا پیدا ہوتا ہے۔

ضروری ہدایات

ہر مرید بلکہ ہر مسلمان کو اس پر عمل کرنا چاہئے۔

- (۱) عقیدے کو درست کرے۔ ہر عمل کا دار و مدار عقیدے پر ہے۔ اگر عقیدہ صحیح ہے تو سب کچھ صحیح ہے اور عقیدہ خراب ہے تو نیک عمل بھی بے کار ہے۔
- (۲) فرائض، سنن اور نوافل وقت پر ادا کرے۔
- (۳) ضرورت کے مطابق علم دین حاصل کرے جس سے ضروری مسائل سے واقفیت ہو جائے خواہ کتاب پڑھ کر یا علماء کی صحبت میں رہ کر۔
- (۴) حتی الامکان گناہوں سے بچے اگر کوئی گناہ ہو جائے فوراً توبہ کرے اور استغفار کرے۔

- (۵) کسی کا حق نہ رکھے اگر اس کے ذمہ کسی کا کوئی حق ہو فوراً ادا کر دے۔ ہاتھ پاؤں یا زبان سے کسی کو تکلیف پہنچی ہو اس سے معافی مانگے اور آئندہ کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ ہاتھ پیر اور نگاہ کی حفاظت کرے۔
- (۶) اگر کوئی نصیحت کرے اس کو برا نہ مانے اور اپنے آپ کو سدھارنے کی کوشش کرے۔

- (۷) مال و دولت سے محبت نہ کرے اور نہ شہرت کی خواہش رکھے۔ ضرورت کے مطابق دنیا حاصل کرے اور کسب حلال سے بچوں کی پرورش کرے اور ان کی تعلیم و تربیت کرے۔ نیک اولاد صدقہ جاریہ ہے۔
- (۸) کسی سے جھگڑا فساد نہ کرے، بے جا نہ بولے زیادہ نہ ہنسنے، نامحرموں سے بے تکلفی کی باتیں نہ کرے۔

- (۹) ہر وقت شرع شریف کا خیال رکھے۔ عبادت میں سستی نہ کرے۔ دل اور زبان سے اللہ کا ذکر کرتا رہے۔ زیادہ وقت تنہائی میں گزارے۔ ضرورت کے مطابق لوگوں سے ملے جلے اور سفر کرے۔ زیادہ سفر کرنے سے بہت سے اعمال و اشغال میں کمی آجاتی ہے اور بہت سی باتیں بے احتیاطی کی ہو جاتی ہیں۔
- (۱۰) کسی کی عیب جوئی نہ کرے اور نہ عیب تلاش کرے۔ اگر کسی کا کوئی عیب

معلوم ہو اس کی عیب پوشی کرے۔ خرقہ فقر کے لئے عیب پوشی ضروری ہے۔

(۱۱) پیش قدمی سلام میں اچھی۔ خوش کلامی کلام میں اچھی، پر عمل کرے۔

(۱۲) ہر کام وقت پر کرے۔ نماز وقت پر ادا کرے۔

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا (قرآن شریف)

بے شک نماز کا ادا کرنا مسلمانوں پر وقت مقررہ پر فرض کیا گیا ہے۔

نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرے۔

(۱۳) جو کچھ بلا مصیبت رنج و غم اور خوشی پہنچے سب خدا کی طرف سے سمجھے۔

وَالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى

خوشی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور مصیبت اور رنج پر صبر کرے۔ اس کے

دور ہونے کے لئے دعا کرے اور بارگاہ رب العزت سے رحمت کا امیدوار رہے۔

(۱۴) جہاں تک ہو سکے دوسروں کو فائدہ پہنچائے خواہ دین کا ہو یا دنیا کا۔ فائدہ

پہنچانے میں کسی بدلے کا خیال نہ رکھے۔ صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے کام کرے۔

(۱۵) بزرگوں، عالموں، درویشوں نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے۔

(۱۶) مہمانوں، مسافروں، غریبوں، فقیروں، درویشوں، طالب علموں،

عالموں کی خوشی خوشی خدمت کرے۔

(۱۷) شرم و حیا کا ہر وقت لحاظ رکھے۔

الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ

شرم و حیا ایمان کا جزو ہے

(۱۸) ہر کام بردباری اور سمجھ داری سے کرے۔

(۱۹) اپنے اندر عاجزی اور انکساری پیدا کرنے اور نفس کو برے کاموں سے

روکے۔

(۲۰) دین پر استقامت، خدا کی رضا اور ایمان کی سلامتی کی دعا کرتا رہے۔

(۲۱) تصور شیخ یا برزخ شیخ کا ہر وقت خیال رکھے۔

(۲۲) ہر وقت پاک صاف رہے۔

الطَّهَارَةُ نِصْفُ الْإِيمَانِ

پاکی آدھا ایمان ہے۔

(۲۳) کسب حلال اختیار کرے۔

الْكَاسِبُ حَبِيبُ اللَّهِ

اقسام بیعت

بیعت کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) بیعت اسلام: وہ بیعت جو رسول اللہ ﷺ کفار سے اسلام میں آنے

کے وقت لیتے تھے کہ اللہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔

(۲) بیعت جہاد: اسلام میں آنے کے بعد اسلام کی سر بلندی اور دین

اسلام کے پھیلنے کے لئے کفار سے جنگ کرنے کے لئے جو بیعت لی گئی اسے بیعت جہاد کہتے ہیں۔

(۳) بیعت جہاد مع النفس: اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنے کی بیعت۔

یعنی اپنے نفس کو قابو میں رکھو گے چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے الزام تراشی

نہیں کرو گے اپنے نفس کو بڑی باتوں سے روکو گے۔

اس تیسری قسم کی بیعت کا نام ”بیعت توبہ“ ہے یہ بیعت رسول اکرم ﷺ

کے زمانہ مبارک سے آج تک اہل اللہ میں جاری ہے پوری امت کا اس پر اتفاق ہے

اس کا منکر اجماع امت سے باہر ہے۔

تمام بزرگان دین کسی نہ کسی سلسلہ سے منسلک رہے ہیں امام اعظم حضرت امام

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بیعت تھے۔ بیعت

ہونے کے بعد دو سال آپ اپنے شیخ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں۔ اگر دو سال (جو بیعت میں نصیب ہو گئے) نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔

بخاری شریف میں ایک حدیث بیعت توبہ کے بارے میں ہے جس کا مختصر اردو ترجمہ یہ ہے:

عبادہ بن صامت بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں سے جو کہ ایک مجلس میں تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے چوری نہ کرو گے زنا نہ کرو گے اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ آگے پیچھے کوئی بہتان اٹھاؤ گے اور نہ حکم شرع میں میری نافرمانی کرو گے الخ۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے آپ سے ان باتوں پر بیعت کی۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ یہ بیعت کرنے والے صحابہ تھے۔ یہ بیعت اسلام نہ تھی اور بیعت جہاد بھی نہ تھی بلکہ یہ بیعت توبہ تھی۔ یہی بیعت توبہ تمام بزرگان دین میں رائج ہے۔

بیعت کے شرع شریف سے ثابت ہونے کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں یہ واقعہ حضرت شیخ محمد عاشق پھلتی نے ملفوظات حضرت شاہ صاحب "القول الجلی" میں تحریر کیا ہے۔ شیخ محمد عاشق پھلتی لکھتے ہیں۔

حضرت والا (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالرحیم قدس سرہ کو ایک مجلس میں امیر عصمت اللہ سہارنپوری سے جو اس دیار کے اکابر علماء میں سے تھے، ملاقات کا اتفاق ہوا۔ انہیں بظاہر تصوف سے جس میں بیعت و ارادہ و مجاہدہ ہے اور جس کا ثمرہ مکاشفہ ہوتا ہے اعتقاد نہ تھا۔ پس حضرت شیخ بزرگ نے میر مذکور سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ کہاں تھے مرید ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کیا

یہ بات طریقہ شرع سے ثابت ہے جو اس کی پابندی کرنا چاہئے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ حد شرعیہ میں تین چیزیں ہیں۔ کتاب، سنت اور اجماع اور مجتہد کا قول بھی حجت ہے اور یہ بات ان تمام سے ثابت ہے۔ میر نے کہا کہ یہ کس طرح ہے اس کی وضاحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ کتاب وہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جدوجہد (کوشش اور محنت) کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت میں ابتغا وسیلہ سے مراد کیا ہے میر نے جو کچھ بعض مفسرین نے اعمال صالحہ وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ بیان کیا آپ نے فرمایا کہ یہ معنی مراد نہیں ہو سکتے اس لیے کہ ایمان مراد نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ خطاب مومنین سے ہے (یعنی ایمان والے سے یہ کہنا کہ ایمان لاؤ ایک مہمل سی بات ہے)۔ اعمال صالحہ تقویٰ میں داخل ہیں اور تقویٰ سے مراد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنا ہے (یہ بھی **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** میں داخل نہیں ہے) اور یہ بھی مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ قاعدہ عطف مغایرت چاہتا ہے یعنی **اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** کے معنوں میں مغایرت ہے کیونکہ معطوف اور معطوف علیہ ہم معنی نہیں ہوتے۔ اور ذکر میں ترتیب اس کی مقتضی ہے کہ وہ ایک ایسی چیز ہے جو تقویٰ کے بعد ہوتی ہے اور یہی چیز ارادت اور مرشد سے بیعت ہے۔ اس کے بعد مجاہدہ و ریاضت ہے تاکہ فلاح حاصل ہو جس سے مطلب ذات حق کا وصول ہے۔ پس میر مذکور نے بہت رد و قدح کے بعد اسے قبول کیا اور اعتراف کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور نے ایک صحابی سے فرمایا **كَيْفَ أَصْبَحْتَ مُؤْمِنًا حَقًّا قَالَ مَا حَقِيقَتُهُ إِيْمَانُكَ اِنْ**۔

پس اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیداری اور بھوک جو جہاد کا ایک شعبہ

ہے تخلیہ و تجلیہ (خلوت و جلوت) کے ثمرات اسی سے حاصل ہوتے ہیں نیز غیبی امور کا کشف حاصل ہوتا ہے اس حدیث سے التزام کا حکم بھی معلوم ہو گیا اور یہی تصوف کا طریقہ ہے پس ہزاروں لاکھوں علمائے عارفین نے نبی ﷺ کے وقت سے لے کر آج تک یہی طریقہ اختیار کیا ہے اور نیز خود کو اس پر عامل رکھا ہے۔ یہی مجتہد کا قول ہے جو مشہور ہے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا (حضرت امام ابو حنیفہ نے دو سال حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کئے) حضرت فرید الدین عطار کے حق میں آپ کیا کہتے ہیں۔ میر صاحب نے کہا کہ وہ عالم ثقہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے یہ کہا کہ یہی دو سال ایسے تھے کہ امام نے اس مدت میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں باطنی استفاضہ کیا۔ پس میر معترف ہوئے اور حضرت والا کی خدمت میں استفاضہ کا قصد کیا۔ لیکن ان کے سفر دکھن کے سبب یہ بات عملی جامہ نہ پہن سکی۔

(القول الجلی ص ۵۳۲-۵۳۳)

بیعت اصفیا

عالم ربانی عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی القول الجلیل میں لکھتے

ہیں:

”صوفیوں میں جو بیعت متواتر ہے یعنی صوفی حضرات جو بیعت لیتے ہیں وہ

کئی طریقوں پر ہے پہلا طریقہ بیعت توبہ دوسرا طریقہ بیعت تبرک اور تیسرا طریقہ

بیعت تاکد عزیمت۔ (۱)

(۱) بیعت توبہ: گناہوں اور دیگر بری باتوں سے بچنے کا عہد کرنا۔

(۱) القول الجلیل ص ۲۹

(۲) بیعت تبرک: برکت کے لئے مشائخ کے سلسلے میں داخل ہونا۔

جس طرح استاد سے سند حدیث حاصل کرنا تاکہ سلسلہ سند حضور انور نور مجسم ﷺ تک پہنچ جائے۔

(۳) بیعت تاکد عزیمت: اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکام پر چلنا تمام

کاموں میں خلوص پیدا کرنا جس کام سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اس سے ظاہر اور باطن میں بچنا اور دل کا تعلق اللہ تعالیٰ سے پیدا کرنا۔ ہمیشہ اس کی طرف لو لگائے رکھنا اور اس کی رضا اور خوشنودی طلب کرنا یہی طریقہ بیعت کی اصل ہے۔

بیعت ثانی: بیعت ثانی یعنی دوبارہ بیعت ہونا حضور ﷺ سے ثابت ہے۔

مشائخ نے بیعت ثانی (۱) کی ہے۔ مشہور سہروردی بزرگ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور آپ کے پیرومرشد حضرت شیخ ذوالعین ابو نجیب عبدالقادر سہروردی اپنے پیر شیخ وجیہ الدین ابو حفص بن عمر رحمہ اللہ علیہ سے اجازت و خلافت ہونے کے باوجود پیران پیر غوث اعظم دستگیر حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ حضرت مخدوم شیخ جلال الدین جہانیاں جہاں گشت پہلے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی ملتانی نبیرہ و جانشین حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی اور مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا لقب پایا اسکے بعد مشہور چشتی بزرگ حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین روشن چراغ دہلی کی طرف رجوع ہوئے اور مرید ہو کر اجازت و خلافت پائی۔

تکرار بیعت: کسی وجہ سے دوسری شیخ کی طرف رجوع ہونا اور اس کے سلسلے میں داخل ہونا جائز ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی القول الجمیل میں

(۱) إِنَّ تَكَرَّرَ الْبَيْعَةَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ثَوَّرَ وَكَذَلِكَ عَنِ الصُّوفِيَّةِ الْقَوْلُ الْجَمِيلُ ص ۳۰۔ تکرار بیعت رسول اللہ ﷺ اور حضرات صوفیہ سے منقول ہے۔

تکرار بیعت یعنی کئی بار مرید ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”تکرار بیعت رسول ﷺ سے منقول ہے اور اسی طرح حضرات صوفیہ سے لیکن دو پیروں سے بیعت کرنا اگر بسبب ظہور خلل کے ہو اس پیر میں جس سے بیعت کر چکا ہے تو کچھ مضائقہ (ہرج) نہیں اور اسی طرح اس کی موت کے بعد یا اس کے غیبت منقطعہ کے بعد کہ اس کی توقع ملاقات کی باقی نہیں رہی اور بلاعذر دوسرے مرشد سے بیعت کرنا کھیل کے مشابہ ہے۔ ہر جگہ بیعت ہونا برکت کھودیتا ہے اور مرشدوں کے دلوں کو اس کی تعلیم اور تربیت سے پھرتا ہے واللہ اعلم یعنی اس کو (مرید کو) ہر جانی اور ہر دم خیالی سمجھ کر اس پر التفات نہیں فرماتے ہیں۔“ (۱)

اس لیے بہتر ہے کہ ایک پیر یا شیخ سے ہی مرید ہو اور اسی کی کامل صحبت میں رہے اور یک در گیر محکم گیر یعنی ایک دروازے کو مضبوطی سے پکڑ لو کہ قول پر عمل کرے اسی میں زیادہ فائدہ ہے۔

بیعت اطفال: بعض مشائخ نے حصول برکت اور نیک فال کے لیے بچوں کی بیعت کو جائز رکھا ہے۔ مشہور چشتی بزرگ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم شیخ جمال الدین ہانسوی کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا برہان الدین صوفی کو شیر خواری کے زمانہ میں بیعت کیا اور اجازت و خلافت عطا فرمائی مادر مومنا (شیخ جمال الدین کی خادمہ) نے عرض کیا حاجہ بالا ہے یعنی یہ ابھی بچہ ہے۔

آپ نے فرمایا پونو کا چاند بھی بالا ہوتا ہے یعنی چود ہویں گا چاند بھی پہلی شب

(۱) فَأَعْلَمَ أَنْ تَكَرَّرَ الْبَيْعَةَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَأْثُورٌ وَكَذَلِكَ عَنِ الصُّوفِيَّةِ أَمَّا مِنَ الشَّخْصِينَ فَإِنْ كَانَ بِظُهُورِ خَلَلٍ فِي مَنْ بَايَعَهُ فَلَا بَأْسَ وَكَذَلِكَ بَعْدَ مَوْتِهِ أَوْ غَيْبَةِ الْمُنْقَطِعَةِ وَ أَمَّا بِلَا عَذْرَ فَإِنَّهُ يُشَبَّهُ الْمُتَلَاعِبِ وَ يَذْهَبُ بِالْبَرْكَاتِ وَ يَصْرِفُ قُلُوبَ الشُّيُوخِ عَنْ تَعَهُدِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

کو چھوٹا ہوتا ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی القول الجمیل کے فائدہ میں لکھتے ہیں کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادہ عبداللہ کو حضور ﷺ کے پاس بیعت کے لئے لائے اور وہ اس وقت سات یا آٹھ برس کے تھے حضور ﷺ ان کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر مسکرائے پھر ان سے بیعت لی۔ مشائخ کرام نابالغ لڑکوں کی بیعت کی دلیل شاید اسی حدیث سے لیتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی القول الجمیل کے فائدے میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ بیعت کے لیے عاقل اور بالغ ہونا اسی لئے شرط رکھا گیا کہ نابالغ اور مجنوں خود ایمان کا مکلف نہیں تو تقویٰ اور اجتہاد فی الطاعات کا اس کے حق میں کیا مذکور ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک لڑکا حاضر ہوا تاکہ آپ سے بیعت کرے آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے واسطے برکت کی دعا کی اور بیعت نہ لی۔

بیعت مزار: بعض لوگ کسی بزرگ کے مزار سے بیعت ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم فلاں بزرگ سے بیعت ہیں جب ان سے پوچھا جاتا ہے آپ نے ان بزرگ کو دیکھا ہے کیا آپ ان کی صحبت میں رہے ہیں؟ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم نے ان بزرگ کو نہ دیکھا ہے اور نہ ہی ان کی صحبت اٹھائی ہے بلکہ ہم ان بزرگ کے مزار سے بیعت ہیں۔ تمام مشائخ اس بات پر متفق ہیں کہ مزار سے بیعت درست نہیں ہے۔ بیعت ہونے کے لئے شیخ یا پیر کا جسمانی حیات کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں مشہور چشتی بزرگ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کا قول دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کے ایک صاحبزادہ سے کسی نے پوچھا آپ کو کس بزرگ سے بیعت حاصل ہے صاحبزادہ نے کہا ہم حضرت خواجہ قطب صاحب کے مرید ہیں پوچھا گیا کس طرح؟

صاحبزادہ نے کہا حضرت خواجہ قطب صاحب کے مزار اقدس سے بیعت ہیں حضرت بابا صاحب نے فرمایا صاحبزادے یہ بیعت درست نہیں بیعت کے لئے شیخ کا جسمانی حیات کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم فلاں بزرگ سے طریقت میں بیعت ہیں شریعت میں نہیں۔ شریعت میں ہم زیادہ علم رکھتے ہیں شریعت میں ہم جو صحیح سمجھیں گے کریں گے وہ بزرگ ہمارے طریقت میں شیخ ہیں شریعت میں نہیں۔ ایسا کہنا اور خیال کرنا کم علمی کی نشانی ہے جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی شاخ۔ شریعت پر ثابت قدم رہنے سے طریقت حاصل ہوتی ہے۔ جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہیں وہ اپنے خیالات کو پاک و صاف کر لیں اور بیعت کو درست کر لیں۔

بیعت کا طریقہ: مختلف خانوادوں میں بیعت کا طریقہ مختلف ہے۔ مشہور چشتی بزرگ غیاث الہند شیخ شیوخ العالم حضرت بابا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس طرح بیعت فرماتے تھے۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی فرماتے ہیں۔

”جب کوئی شخص شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں ارادت کی نیت سے آتا تو پہلے آپ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص (الحمد شریف و قل ہو اللہ شریف) پڑھنے کا حکم فرماتے اس کے بعد آمن الرسول (سورہ بقرہ کی آخری آیتیں) پڑھتے اس کے بعد شہد اللہ سے اِنِّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامِ تک پڑھتے پھر فرماتے کہو تم نے اس ضعیف اور اس کے خواجہ خواجگان اور پیغمبر ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اللہ تعالیٰ سے اس بات پر عہد کیا کہ ہاتھ پاؤں اور آنکھ پر نگاہ رکھوں گا اور شرع کے طریقوں پر چلوں گا۔ (سیر الاولیاء)

(۲) مشہور بزرگ عالم دین و محدث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے القول الجمیل میں بیعت کا طریقہ یہ لکھا ہے۔

سلف صالحین سے منقول ہے کہ مرشد بیعت کے وقت خطبہ مسنونہ پڑھے
خطبہ مسنونہ یہ ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ
أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَ مَنْ يُضِلَّهُ
فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ
رَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

ترجمہ: ساری تعریف اللہ کی ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں
اور اس سے مغفرت چاہتے ہیں اور اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اپنے نفوس کی برائیوں سے
اور اپنے اعمال کی برائیوں سے۔ جس کو اللہ نے ہدایت دی اس کو کوئی گمراہ کرنے والا
نہیں اور جس کو اس نے صحیح راستے سے ہٹایا اس کو کوئی سیدھی راہ بتانے والا نہیں۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے
(برگزیدہ) بندے اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر ان کی آل پر اور اصحاب پر رحمت
بھیجے اور برکت عطا کرے اور سلامتی عنایت کرے۔

اس خطبہ کے بعد مرشد مرید کو ایمان اجمالی کی تلقین کرے۔ ایمان اجمالی یہ ہے۔
آمَنْتُ بِاللَّهِ وَبِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ عَلَى مُرَادِ اللَّهِ وَآمَنْتُ
بِرَسُولِ اللَّهِ وَبِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ عَلَى مُرَادِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَرَّاتُ مِنْ جَمِيعِ الْأَدْيَانِ وَجَمِيعِ الْعِصْيَانِ وَاسْلَمْتُ
الآنَ وَأَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر اور جو اللہ کی طرف سے آیا اللہ کی مراد پر اور میں
ایمان لایا رسول اللہ پر اور جو رسول اللہ کی طرف سے آیا رسول اللہ کی مراد پر صلی اللہ
علیہ وسلم اور میں اسلام کے علاوہ سب دینوں سے بیزار ہوا اور سب گناہوں سے توبہ
کی اور میں اسلام لایا یعنی اسلام کو تازہ کیا اور میں کہتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے

علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے (برگزیدہ) بندہ اور رسول ہیں۔

پھر مرشد مرید سے کہے کہ کہہ میں نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے ان کے خلفاء کے واسطے سے پانچ باتوں پر:

(۱) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

(۲) نماز کے قائم کرنے پر

(۳) زکوٰۃ دینے پر

(۴) رمضان المبارک کے روزہ پر

(۵) بیت اللہ کے حج پر

اس کے بعد مرشد مرید سے کہے کہ کہہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خلفاء کے واسطے سے بیعت کی اس پر کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کروں گا۔ (شُرک نہ کروں گا) چوری، زنا، قتل نہ کروں گا اور کسی پر بہتان نہ لگاؤں گا اپنے ہاتھ پیروں کو محفوظ رکھوں گا اور رسول کریم ﷺ کی نافرمانی نہ کروں گا۔ اس کے بعد مرشد ان دو آیتوں کو پڑھے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَتْ فَإِنَّمَا يَنْكُتْ عَلَى نَفْسِهِ طَوْمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کے راستہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اے نبی جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا دست قدرت اور رحمت ان کے ہاتھوں پر ہے جس نے بیعت کو توڑا اس نے اپنی ذات کے نقصان کے لیے بیعت کو توڑا اور جس نے

اللہ سے کئے گئے عہد کو پورا کیا تو اس کو اللہ تعالیٰ عنقریب اجر عظیم عطا فرمائے گا۔
پہلی آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے۔

اس کے بعد مرشد اپنے لیے مرید کے لیے اور سب حاضرین کی برکت اور نفع (دنیوی اور دنیاوی) کے واسطے دعا کرے۔

اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ مرید کو بیعت کے وقت یہ تلقین کرے کہ کہہ
میں نے اختیار کیا طریقہ نقش بند یہ جو منسوب ہے شیخ اعظم اور قطب الفحیم خواجہ نقشبند
سے یا طریقہ قادریہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے یا
طریقہ چشتیہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ معین الدین سبزی یعنی سیتانی سے یعنی میں
مرید ہوا طریقہ نقش بند یہ یا طریقہ قادریہ یا طریقہ چشتیہ میں۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا
فَتْوَحَهَا وَاَحْسِرْنَا فِي زُمْرَةِ اَوْلِيَاءِهَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ یا اللہ
ہم کو اس طریقے (سلسلے) کی فتوح عنایت فرما اور ہم کو اس طریقے کے دوستوں کے
گروہ میں اپنی رحمت سے محشور کرنا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار
یعنی حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی سے سنا فرمایا کہ میں نے خواب میں حضرت
رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور آپ سے بیعت کی (آپ نے اس طرح بیعت کی)
آں حضرت ﷺ نے میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں دست مبارک میں کر لیا۔
(یعنی پکڑ لیا)۔ سو میں تو اسی طرح جیسے خواب میں دیکھا بیعت کے وقت مصافحہ کرتا
ہوں۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ بعض اکابر مرید سے
کہتے ہیں کہ پہلے اپنا داہنا ہاتھ پھیلا دے پھر بیعت لینے والا اپنا داہنا ہاتھ رکھے اسی
طرح حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔
یعنی شیخ کے سیدھے ہاتھ میں مرید اپنا سیدھا ہاتھ دے اور بیعت ہو۔

عورتوں کو بیعت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شیخ کپڑے کا ایک کنارہ پکڑے اور بیعت ہونے والی عورت دوسرا کنارہ پکڑے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا بلا کپڑے کے زبانی بیعت بھی عورتوں سے جائز ہے جیسا کہ حضور ﷺ کرتے تھے۔ (۱)

اگر بیعت ہونے والے لوگ زیادہ ہوں تو شیخ رومال طریقت کا ایک کونہ خود پکڑے اور دوسرا کونہ مریدین پکڑیں اور داخل سلسلہ ہوں۔

بیعت کا آسان طریقہ

مریدہ تازہ وضو کرے پیر بھی با وضو ہو۔ پیر مرید کے ہاتھ کو اس طرح پکڑے جس طرح مصافحہ کیا جاتا ہے۔ پیر مرید کو کلمہ طیبہ، ایمان مفصل اور ایمان مجمل پڑھائے اور اس کے معنی بتائے پھر مرید کو تمام گناہوں اور بڑی باتوں سے توبہ کرائے اور اس سے عہد کرائے کہ جسم کے تمام اعضاء کو بڑے کاموں سے محفوظ رکھے گا اور خدا کے حکم کی نافرمانی نہ کرے گا۔ اس کے بعد بزرگوں کے مبارک سلسلے میں داخل کرے مثلاً اگر قادری سلسلہ میں بیعت کرنا چاہتا ہے تو کہے کہ میں نے بیعت کیا تم کو آقائے دو عالم ﷺ کا سلسلہ قادریہ میں بواسطہ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی پیران پیر دستگیر کے چشتیہ سلسلہ میں بواسطہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز سلطان الہند کے، نقش بندیہ میں بواسطہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقش بند کے اور سہروردیہ میں شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے کہے۔ اس کے بعد صحت سلامتی علم عشق عقل وقت خوش راحت دل امن و سکون اور دین پر استقامت کی دعا کرے۔ بہتر ہے کہ مرید کرنے سے پہلے شیخ مرید کو دو رکعت نماز توبہ پڑھوائے۔

(۱) القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل اردو ترجمہ مولوی خرم علی، مطبع سلطانی اختر نگر، لکھنؤ ۱۲۶۷ھ

کلمہ طیبہ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

ایمان مفصل: آمَنْتُ بِاللَّهِ وَ مَلَائِكَتِهِ وَ كُتُبِهِ وَ رُسُلِهِ وَ الْيَوْمِ

الْآخِرِ وَ الْقَدْرِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔

میں ایمان لایا اللہ پر اسکے رسولوں پر فرشتوں پر آسمانی کتابوں پر اور مرنے کے

بعد دوبارہ زندہ ہونے پر اور قیامت کے دن پر۔ خیر اور شر سب اللہ کی طرف سے ہے۔

ایمان مجمل: آمَنْتُ بِاللَّهِ كَمَا هُوَ بِأَسْمَائِهِ وَ صِفَاتِهِ وَ قَبْلُكَ جَمِيعَ

أَحْكَامِهِ إِقْرَارُ بِاللِّسَانِ تَصْدِيقٌ بِالْقَلْبِ عَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ۔

میں اللہ پر اس کے تمام نام اور صفات کے ساتھ ایمان لایا اور اس کے تمام

احکام قبول کئے۔ اس کا اقرار میں زبان سے کرتا ہوں اور اس کی تصدیق دل سے کرتا

ہوں اور بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عمل کرنے کا عہد کرتا ہوں۔

شیخ اور شرائط شیخ

بیعت ہونے والے شخص کو مرید اور بیعت کرنے والے بزرگ کو شیخ پیر یا مرشد کہتے ہیں شیخ کے بارے میں حدیث میں آیا ہے الشَّيْخُ فِي الْقَوْمِ كَمَا النَّبِيُّ فِي أُمَّتِهِ شیخ اپنی جماعت میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت میں۔ شیخ ہادی ہوتا ہے اور منصب ارشاد پر جلوہ گر ہوتا ہے وہ نائب رسول ہوتا ہے اس کی اتباع ہدایت ہی ہدایت ہے۔ مرید ہونے کا منشا طلب ہدایت ہے۔ شیخ کی اتباع سے ظاہری اعمال و اخلاق درست ہوتے ہیں اور باطنی خیالات و عقائد پاکیزہ ہوتے ہیں۔ (۱)

شرائط شیخ

شیخ کو صحیح العقیدہ سنی ہونا چاہئے۔ اگر شیخ صحیح العقیدہ سنی نہیں ہے تو اس سے بیعت نہ ہونا چاہئے۔ شیخ کے لئے مندرجہ ذیل چند شرائط ضروری ہیں۔

(۱) علم : شیخ کے لیے قرآن اور حدیث کا علم ہونا ضروری ہے بہت بڑا عالم ہو نا شرط نہیں اس کے لیے اتنا علم کافی ہے کہ اس نے کسی عالم سے تحقیق کے ساتھ تفسیر جلالین یا تفسیر مدارک پڑھ لی ہو اور حدیث شریف میں مشکاة شریف (مشکوٰۃ المصابیح) یا مشارق الانوار پڑھ لی ہو (۲)۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ پیری مریدی میں علم کا ہونا ضروری نہیں بلکہ علم درویشی کے لیے نقصان دہ ہے اس واسطے کہ شریعت اور ہے طریقت اور۔ ایسا کہنا اور گمان رکھنا سر اسر بے بنیاد اور غلط ہے یہ جہالت کی نشانی

(۱) مکتوبات عالیہ مکتوب ۱۲ ص ۹۶

(۲) القول الجلیل ص ۲۳

ہے۔ قدیم صوفیا کے ملفوظات اور کتب مثل دُرِّ نِظَامِ، فَوَائِدُ الْفَوَائِدِ (ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی) عَوَارِفُ الْمَعَارِفِ (شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی) قُوَّةُ الْقُلُوبِ (شیخ ابو طالب مکی) أَحْيَاءُ الْعُلُومِ کیمیائے سعادت (حضرت امام محمد غزالی) فَتُوْحُ الْغَيْبِ غُنْيَةُ الطَّالِبِينَ (حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی) مکتوبات امام ربانی (حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی) اِنْتِبَاهُ فِي سَلَسِلِ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ الْقَوْلُ الْجَمِيْلُ (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) میں صاف تحریر ہے کہ طریقت اور تصوف کے لیے علم شریعت ضروری ہے۔ حضرت مجدد صاحب نے فرمایا تصوف ہر طرح سے شریعت محمدیہ کا خادم ہے۔ (۱)

زمانہ قدیم میں خلافت کے لیے جو لوگ منتخب کئے جاتے تھے وہ علوم ظاہری میں کامل دستگاہ رکھتے تھے بزرگانِ چشت اہل بہشت کا اصول تھا کہ وہ کبھی ایسے شخص کو خلافت نہ دیتے تھے جس نے علوم ظاہری کی تکمیل نہ کر لی ہو۔ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر اور سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی نے کسی ایسے شخص کو خلافت نہ دی جو صاحب علم نہ ہو۔ (۲)

بزرگانِ چشت مریدین کو باطنی تعلیم کے ساتھ علم ظاہر کی بھی تعلیم دیتے۔ وہ کچھ اہم مذہبی کتابوں کا درس بھی اپنے طریقہ پر دیتے۔ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کو چھ سی پارے قرآن پاک تجوید کے ساتھ اور عوارف المعارف کے کچھ حصہ کا درس دیا تھا۔ ابو شکور سالمی کی تمہید المہندی پوری پڑھائی تھی اور اس کی سند بھی لکھ کر دی تھی جس میں تاکید تھی کہ وہ بھی اپنے مریدوں کو اس کتاب کا درس دیں اور یہ خیال رکھیں کہ اس کے متن میں کوئی تصحیف و تحریف نہ ہو۔ سلطان التارکین شیخ

(۱) حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ص ۱۲۲

(۲) سیر الاولیاء

حمید الدین ناگوری مریدین کو تصوف کی تعلیم کے ساتھ حدیث فقہ اور فرائض کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ بعد کو بزرگانِ چشت اپنے مریدین اور خلفاء کو دیگر کتابیں مثلاً احادیث بنوی احياء العلوم قوت القلوب مکتوبات عین القضاة فتوحات مکیہ فصوص الحکم کشف المحجوب رسالہ قشیریہ کیمیائے سعادت مثنوی مولانا روم کا درس دینے لگے۔ بزرگانِ چشت کا یہ طریقہ تعلیم ہندوستان میں دیگر سلاسل کے مشائخ نے اپنایا۔ ماضی قریب کے دہلی کے مشہور نقش بندی مجددی بزرگ حضرت شاہ غلام علی دہلوی مریدین کو اذکار کی تعلیم کے ساتھ فقہ حدیث و تفسیر کی تعلیم بھی دیتے۔ والد حضرت نور اللہ مرقدہ کا بھی یہی طریقہ تھا۔ احقر غفرلہ کو والد حضرت نے خلافت عطا کرنے سے قبل درس نظامی کی تعلیم کے ساتھ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، القول الجمیل، عوارف المعارف، مکتوبات صدی کا اور مکتوبات امام ربانی پچھی درس دیا۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جاہل پیر مسخرہ شیطان ہوتا ہے اس کی نگاہ حقیقت اور سراب (دھوکہ) میں امتیاز کرنے سے قاصر رہتی ہے ہیں وہ دل کی بیماریوں کی صحیح تشخیص اور مناسب علاج نہیں کر سکتا۔
آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

فَقِيهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

دین میں ایک سمجھ بوجھ رکھنے والا عالم (فقیہ) شیطان پر (شیطان کے بہکانے میں) ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔ شیطان کے لئے عابد کو بہکانا آسان ہے اور فقیہ عالم کو بہکانا مشکل ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی فرماتے ہیں۔

”پیر ایسا ہونا چاہیے جو احکام شریعت، طریقت اور حقیقت کا علم رکھتا ہو اگر ایسا ہوگا تو وہ خواہ مخواہ کسی نامشروع چیز کے لئے نہ کہے گا۔“ (۱) آپ کا اصول تھا کہ کسی ایسے

شخص کو جو عالم نہ ہو خلافت نہیں دیتے تھے۔ مشہور واقعہ ہے کہ جب حضرت محبوب الہی اپنے مریدین کو خلافت دینے لگے تو یاران طریقت نے حضرت انی عثمان سرانج کا نام بھی پیش کیا آپ نے فرمایا اس کام میں پہلا درجہ علم کا ہے۔ (۱) مولانا فخر الدین زراوی نے آپ کو چھ مہینے میں ببحر عالم بنا دیا اور حضرت محبوب الہی کی خدمت میں پیش کیا حضرت محبوب الہی نے آئینہ ہند کا خطاب دے کر اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ حدیث شریف میں آیا ہے **الْمُتَعَبِدُ بِلَا فِقْهِ كَالْحِمَارِ فِي أَطْحُونَةٍ**۔ بے علم عبادت گزار اس گدھے کی مانند ہے جو آٹے کی چکی سے بندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ علمائے ربانی کی صفت میں ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

در حقیقت بندگان خدا میں سے علماء ہی خدا کا خوف رکھتے ہیں۔

صحیح حدیث میں آیا ہے **فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ**

(مشکوٰۃ شریف)

حضور ﷺ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت

تمہارے اوپر۔

حضور اکرم ﷺ دو گروہ پر گزرے اور طالبان علم کی فضیلت بیان کر کے ان ہی میں بیٹھ گئے اور فرمایا۔ **إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا** میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ صوفی کو کتاب و سنت کا پابند ہونا ضروری ہے۔ سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی فرماتے ہیں یہ راہ تو صرف وہی پاسکتا ہے جس کے سیدھے ہاتھ میں قرآن پاک ہو اور بائیں ہاتھ میں سنت مصطفیٰ ﷺ۔ وہ ان دونوں چراغوں کی روشنی میں راستہ طے کرے تاکہ نہ شبے کے گڑھے میں گرے نہ بدعت کے اندھیرے میں پھنسے۔ (۲)

(۱) سیر الاولیاء

(۲) تذکرۃ الاولیاء

حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہان آبادی ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔ ”اے برادر اگر آج تم فقراء کے مراتب کا پتہ لگانا چاہتے ہو تو ان کے اتباع شریعت کو دیکھو کہ شریعت معیار ہے۔ اسی کسوٹی پر فقیر کی حقیقت روشن ہو جاتی ہے۔ (۱) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں کتاب و سنت کی پابندی کے بارے میں حضرت شیخ نصیر الدین روشن چراغ دہلی کا یہ قول نقل کیا ہے۔

(مشرّب پیر) حجت نمی شود دلیل از کتاب و حدیث می باید

(مشرّب پیر) حجت نہیں دلیل کتاب و حدیث سے ہونی چاہئے۔

شریعت کی پابندی صوفی اور غیر صوفی سب کے لئے ضروری ہے۔ شریعت پر نہ چلنا اللہ اور رسول سے دشمنی مول لینا ہے اور دوزخ میں گھر بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے (آمین) شریعت کی پابندی سے سالک طریقت اور حقیقت کے اعلیٰ مقام پر پہنچتا ہے اور مقام معرفت حاصل کرتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فرماتے ہیں کہ طریقت اور حقیقت جس پر صوفیا کو ناز ہے شریعت کے خادم ہیں۔ (۲)

حضرت محبوب الہی فرماتے ہیں کہ سالک شریعت سے ترقی کر کے طریقت تک پہنچتا ہے اور طریقت سے ترقی کر کے حقیقت تک پہنچتا ہے۔ اگر حقیقت کا اعلیٰ مقام ملنے کے بعد اس سے کوئی بھول چوک ہو جائے تو اسے نچلے مقام طریقت پر واپس کر دیا جاتا ہے اور اگر اس مقام پر بھی اس سے کوئی غلطی یا گناہ ہو جائے تو اسے طریقت سے نچلے مقام شریعت پر پہنچا دیا جاتا ہے اور اگر اس مقام پر بھی اس سے کوئی غلطی یا گناہ ہو جائے تو اسے اس کا خمیازہ دوزخ کے گڑھے کی صورت میں بھگتنا پڑتا ہے کیونکہ شریعت کے نیچے اس گڑھے کے سوا کچھ نہیں ہے اس لیے سب سے زیادہ

(۱) مکتوبات کلیسی ص ۷۲ مکتوب ۹۵

(۲) حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ص ۱۲۲

احتیاط شریعت کی حفاظت میں ضروری ہے۔ (۱)

سید الطائفة حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

كُلُّ طَرِيقَةٍ رَدَدَتْهُ الشَّرِيعَةُ فَهُوَ زِنْدِيقَةٌ (۲)

جس طریقت کو شریعت رد کرے وہ گمراہی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ کچھ دنیا پرست گمراہ اور بد طینت لوگوں نے صوفیوں کا لباس پہن کر اور صوفی جیسی صورت بنا کر اپنے مکروہ اعمال اور پراگندہ اقوال سے اس مقدس گروہ کو اور اس کے فلسفہ زندگی کو ضرور بدنام کیا ہے۔ ایسے لوگوں کی رگ ائمہ دین اور مشائخ سلاسل نے کاٹ دی۔ انہیں تصوف سے دودھ میں مکھی کی طرح نکال پھینکا۔

کچھ لوگوں نے سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی سے عرض کیا کچھ لوگ ہیں جنہوں نے نماز وغیرہ پڑھنا اور شریعت کی پابندی کرنا چھوڑ دی ہے۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ شریعت ذریعہ ہے اور ہم پہنچے ہوئے لوگ ہیں ہم کو راستہ کی ضرورت نہیں ہم طریقت پر چلتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

صَدَقُوا لَقَدْ وَصَلُوا لِكِنَّ اللَّهَ آيُنَ إِلَى النَّارِ

انہوں نے سچ ہی کہا کہ پہنچ گئے۔ وہ پہنچے تو ضرور لیکن حق کی طرف نہیں جہنم کی طرف۔

پھر ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے صدہا برس کی عمر دی جائے تو فرض تو فرض ہے جو نفل مقرر کئے گئے ہیں اسے بھی میں ہرگز نہ چھوڑوں۔

شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قَوْمٌ مِنَ الْمَفْتُوحِينَ بِسَوَابِسَةِ الصُّوفِيَةِ وَمَا هُمْ مِنَ الصُّوفِيَةِ

(۱) فوائد الفواد

(۲) کتاب طریق محمدی

بَشِيئِي بَلْ فِي هُمْ فِي غَلْطٍ وَ غُذُورٍ يَزْعَمُونَ إِنَّ ضَمَائِرِهِمْ خَلَصَتْ إِلَى اللَّهِ
تَعَالَى وَ يَقُولُونَ هَذَا هُوَ الظُّفْرُ بِالْمُرَادِ وَ الْإِرْتِسَامُ بِمَرَامِ الشَّرِيعَةِ
مَرْتَبَةِ الْعَوَامِ وَ هَذَا هُوَ عَيْنُ الْحَادِ وَ الزَّنْدِيقَةُ فَكُلُّ حَقِيقَةٍ ابْتَهَ الشَّرِيعَةَ
فَهِيَ زِنْدِيقَةٌ.

فتنہ میں پڑے کچھ لوگوں نے صوفیوں کا لباس تو پہن لیا ہے پر وہ صوفی نہیں
ہیں۔ وہ غلطی اور دھوکے میں ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل واصل بحق ہو گئے۔ اور
یہی مراد کو پہنچنا ہے۔ شریعت کی پابندی تو عوام کا درجہ ہے۔ ان کا یہ قول خالص الحاد
اور بے دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دوری ہے، حق تو یہ ہے کہ شریعت جس امر سے انکار
کرے وہ سچائی نہیں بے دینی ہے۔

(عوارف المعارف)

(۲) ترک دنیا: شیخ کے لیے ترک دنیا بھی ضروری ہے تاکہ اس کا دل مادی

آلائشوں سے پاک اور صاف ہو جائے اور وہ توکل اور استغنا کی زندگی بسر کرے۔
حضرت محبوب الہی نے مولانا حسام الدین مانک پوری کو جب خلافت عطا فرمائی تو
شہادت کی انگلی اٹھا کر دو مرتبہ فرمایا دنیا کو ترک کر دنیا کو ترک کر۔

مولانا حسام الدین نے عرض کیا اگر حکم ہو تو شہر میں نہ رہوں۔ آپ نے
فرمایا! نہیں شہر ہی میں رہو اور اسی طرح رہو جیسے اور لوگ رہتے ہیں۔ (۱)

ترک دنیا کے سلسلے میں حضرت محبوب الہی نے فرمایا

ترک دنیا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان لباس نہ پہنے اپنے آپ کو ننگا کر لے
اور لنگوٹ باندھ کر بیٹھ جائے بلکہ ترک دنیا یہ ہے کہ لباس بھی پہنے اور کھائے بھی
لیکن جو کچھ اسے ملے اس کی طرف راعب نہ ہو اور اس سے دل نہ لگائے۔ (۲) شیخ دنیا

(۱) سیر الاولیاء

(۲) فوائد القواد

میں مسافر کی طرح زندگی گزارے (۱) اور اس طرح خدا کی عبادت کرے کہ وہ خدا کو دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو اس طرح عبادت کرے کہ خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔ (۲) ترک دنیا کے سلسلے میں شیخ کو ان چار چیزوں کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے۔

(۱) فتوح (۳) کو جمع نہ کرے اور طمع نہ کرے

(۲) امراء و سلاطین کی صحبت سے پرہیز کرے

(۳) وظائف وغیرہ قبول نہ کرے

(۴) قلت الطعام قلت الكلام قلت المنام اور قلت صحبت مع الانام پر عمل

کرے یعنی کم کھائے کم سوئے کم بولے اور مخلوق کی صحبت میں کم رہے۔ کم سے مراد بقدر ضرورت ہے۔ حضرت محبوب الہی نے سالک کے لئے چھ باتیں ضروری بتائی ہیں۔ یہ چھ باتیں شیخ کے لئے ضروری ہیں۔

(۱) خلوت

(۲) دوام وضو

(۳) صائم الدہر

(۴) سکوت دائم

(۵) تصور شیخ

(۶) حق تعالیٰ کے سوا تمام خیالات اور خواہشات کو مٹا ڈالنا۔

(۱) كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ كَأَنَّكَ عَابِرٌ سَبِيلٍ (حدیث) دنیا میں راہ گیر یا مسافر کی طرح زندگی گزارو

(۲) إِنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ (حدیث احسان)

اللہ کی عبادت تم اس طرح کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ کر سکو تو کم از کم اس طرح کرو جیسے اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

(۳) فتوح سے مراد وہ روپیہ یا تحائف ہیں جو عقیدت مند شیخ کی خدمت میں بلا طلب پیش کرتے ہیں۔ فتوح کو مشائخ نے خوشی سے قبول کیا ہے یہ جائز ہے۔ (مصنف)

(۳) اکل حلال صدق مقال: شیخ کو ہمیشہ سچ بولنا چاہئے اور پاک روزی کا استعمال کرنا چاہئے۔ صرف کمانے کھانے شہرت اور نام وری کے لیے پیری مریدی نہ کرتا ہو۔

حدیث شریف میں آیا ہے لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ فَالنَّارُ أَوْلَىٰ بِهِ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۲)
گوشت کا جو ٹکڑا حرام غذا سے پیدا ہوا وہ جنت میں نہیں جاسکتا۔ اس کے لئے جہنم کی آگ ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔

صوفیائے کرام نے شرع کے اس حکم کی سختی سے پابندی کی ہے وہ اس بات کا خاص خیال رکھتے کہ دستر خوان پر موجود غذا کس قسم کی ہے اگر انہیں ذرا بھی حرام کا شائبہ ہو تانہ کھاتے اور بھوکے اٹھ جاتے۔

سر حلقہ مشائخ نقشبند خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے پاس ایک غلام تھا جس کو آپ نے کسب کے لئے اختیار دے دیا تھا۔ وہ روزانہ اپنی کمائی سے کچھ حصہ بطور آمدنی اور خراج کے ادا کرتا تھا۔ ایک روز وہ دودھ لایا۔ جسے آپ نے پی لیا۔ غلام نے کہا آپ جانتے ہیں یہ کیسا دودھ تھا؟ ایام جہالت میں کہانت (ٹونہ ٹونکا) کرتا تھا حالانکہ مجھے کہانت کا ڈھنگ بھی نہیں آتا۔ ایک دفعہ ایسے ہی میں نے ایک شخص کو دھوکہ دیا تھا۔ اتفاق سے اس کو فائدہ ہو گیا۔ آج یہ دودھ اس نے اسی کے معاوضہ میں دیا تھا۔ یہ سنتے ہی آپ نے حلق میں انگلیاں ڈال کر قے کی اور سارا دودھ باہر نکال دیا اور اس کے لئے اتنی جدوجہد کی کہ دیکھنے والوں کو آپ کی حالت پر ترس آنے لگا۔ اس کے بعد آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

”مولیٰ ایک انسان کے بس بھر میں نے کوشش کی کہ یہ حرام غذا میرے معدے سے باہر آجائے۔ اگر اس کا کوئی قطرہ جسم میں شامل ہو گیا ہو تو اے ارحم الراحمین

معاف فرما۔ (مشکوٰۃ شریف)

مشہور واقعہ ہے کہ شیخ الاسلام و المسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مطبخ (لنگرخانہ) میں نمک ختم ہو گیا، سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی پڑوس کے بقال سے نمک ادھار لے آئے کہ پیسہ آئے گا تب قیمت ادا کر دیں گے۔ جب کھانا تیار ہو گیا اور دسترخوان پر چنا گیا ایک پیالہ آپ کے سامنے بھی رکھا گیا آپ کے یہاں کا دستور تھا کہ پہلے آپ اپنے پیالہ میں سے ایک لقمہ تناول فرماتے پھر دسترخوان پر بیٹھنے والوں کو کھانے کے لیے اشارہ کرتے یہ اس بات کی نشان دہی ہوتی ہے کہ رزق حلال طیب و پاکیزہ ہے آپ لوگ کھائیں۔

آج بھی حسب دستور بسم اللہ شریف پڑھ کر لقمہ اٹھایا منہ کے قریب لے گئے واپس لقمہ رکھ دیا اور فرمایا آج اس کھانے میں خیانت معلوم ہوتی ہے کس نے یہ خیانت کی۔ کھانا ہم فقیروں کے لائق نہیں۔ حضرت محبوب الہی نے عرض کیا حضور یہ غلطی مجھ سے ہوئی۔ مطبخ میں نمک نہیں تھا میں نمک برابر کے بقال سے ادھار لے کر آیا کہ جب پیسہ آئے گا قیمت دے دوں گا۔ آپ نے فرمایا فقیر اور قرض لے کر کیا تمہیں صبح تک جینے کا بھروسہ ہے۔ اگر تم صبح سے پہلے مر گئے تو کل قیامت کے دن کیا منہ لے کر اٹھو گے۔ یہ کھانا سامنے سے اٹھا لو اور محتاجوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دو۔ کچھ عرصہ بعد پھر وہی معاملہ پیش آیا اس دفعہ حضرت محبوب الہی نے اپنی پگڑی بیچ کر نمک خریدا۔ اس بار جیسے ہی لقمہ حضرت بابا صاحب نے منہ میں رکھا بے اختیار پکار اٹھے بابا نظام تم نے کمال کر دیا۔ ایسا لذیذ کھانا تم نے کس حکمت سے پکایا۔ کھانا پکانے کی خدمت حضرت محبوب الہی کے ذمہ تھی۔ آپ نے عرض کیا حضرت شیخ، نمک آج بھی نہیں تھا آج میں نے اپنی پگڑی فروخت کر کے نمک خریدا ہے۔ آپ نے انتہائی مسرت کے عالم میں تعریف کی اور فرمایا۔

برائے تو از رب العالمین بر خے دنیا ہم خواستہ ام

(تمہاری اس سعادت مندی سے خوش ہو کر میں نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے کچھ دنیا بھی طلب کی ہے)

صدق مقال کے باب میں بہت بڑے صوفی اور صحابی رسول اللہ حضرت بلال حبشی کا واقعہ ایک بہترین مثال ہے۔ دنیا کے سب سے بڑے سچ (اللہ ایک ہے) کے اظہار میں آپ کو کس کس طرح کی تکالیف اٹھانی پڑیں۔ آپ کا مالک امیہ بن خلف آپ کو مکہ معظمہ کی تپتی ہوئی گرم ریت پر لٹا دیتا سینہ پر پتھر کی بھاری سل رکھ دیتا۔ آپ کو سخت تکلیف ہوتی آپ کا دم گھٹنے لگتا۔ آپ تکلیف سے بے ہوش ہو جاتے۔ جب ہوش آتا امیہ کہتا بلال کیوں جان کے دشمن ہو گئے ہو۔ اللہ کو ایک کہنا چھوڑ دو۔ ساری تکلیفوں سے نجات پا جاؤ گے۔ امیہ کی بات سن کر آپ پوزی طاقت سے نعرہ لگاتے احد احد وہ ذات الہی ایک ہے ایک ہے۔ آپ اس حقیقت پر قائم رہے اور سچ بولتے رہے۔ دنیا نے دیکھا کہ آج حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس صدائے حقیقت کی بازگشت سے سارا عالم معمور ہے۔

صداقت ہو تو دل سینے سے کھینچنے لگتے ہیں واعظ

حقیقت خود کو منوا لیتی ہے مانی نہیں جاتی

صوفیوں کے سردار سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ حضرت شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے حاکم وقت خفا ہو گیا۔ اس نے آپ کو گرفتار کرنے کے لیے پولیس لگادی۔ آپ گرفتاری کے ڈر سے اپنے شیخ حضرت جنید بغدادی کی کوٹھری میں چھپ گئے۔ پولیس تلاش کرتی ہوئی حضرت جنید بغدادی کے پاس آئی اور آپ سے حضرت شبلی کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا وہ کوٹھری میں چھپا ہے۔ پولیس نے کوٹھری میں تلاش کیا لیکن حضرت شبلی نہ ملے۔ سپاہی باہر آئے اور بولے آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں۔ شبلی کوٹھری میں کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا میں سچ کہتا ہوں کہ وہ اسی کوٹھری میں گئے ہیں۔ پولیس نے دوبارہ

تلاش کیا مگر حضرت شبلی نہ ملے۔ پولیس مایوس ہو کر چلی گئی۔ جب پولیس چلی گئی اور حضرت شبلی کو اطمینان ہو گیا آپ باہر آئے اور اپنے شیخ حضرت جنید بغدادی سے کہا۔ حضرت آپ نے خوب رفاقت کا حق ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی ورنہ آپ نے تو میری گردن پھنسا ہی دی تھی۔ آپ نے فرمایا میاں آپ بچے تو اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے ہیں۔ لیکن سبب اس کا میرا سچ بولنا ہے۔

(۴) پابندی اوقات: شیخ کو وقت کی پابندی کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ خصوصاً

اوقات نماز میں (۱) ہر کام کو مناسب وقت پر کرے تاکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا ہو سکیں اور مریدین کی صحیح تربیت ہو سکے۔ مریدین کو اوقات کی پابندی کرانا شیخ کے فرائض میں ہے۔ (۲)

(۵) کرامت سے پرہیز: شیخ کو حتی الامکان اظہار کرامت سے پرہیز کرنا

چاہئے اور استقامت پر قائم رہنا چاہئے۔ استقامت کا درجہ کرامت سے بلند ہے
الِاسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكِرَامَةِ اگر کبھی از خود یا ضرورت کے وقت ظاہر ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

(۶) خوش اخلاق: شیخ کو حسن اخلاق کا نمونہ اور اخلاق نبوی کا پابند ہونا

چاہئے۔ شیخ کو چاہئے کہ ہر آنے والے سے اخلاق سے پیش آئے اور اس کی دل جوئی کرے اور وسعت کے مطابق اس کی ضرورت کو پورا کرے۔ اگر کوئی شخص اسے برا کہے اس کا برانہ مانے بلکہ حسن اخلاق سے اس سے پیش آئے اور اس کی کچھ خدمت کرے۔ صوفیائے کرام کا ایسا ہی طریقہ رہا ہے۔ مشہور واقعہ ہے کہ ایک شخص حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ کو گالی دیتا تھا اور ان کی غیبت کرتا تھا۔ ایک شخص نے آپ کو اطلاع دی کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے اور کرتا ہی رہتا ہے۔ آپ

(۱) اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا

ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ نے نماز کا پڑھنا وقت مقررہ پر فرض کیا ہے۔

(۲) مصباح الہدایت

کے پاس اس وقت ایک شخص ایک طشت میں کھجور لایا۔ آپ نے وہ پورا طباق اس غیبت کرنے والے کو بھجوا دیا اور کہلایا کہ میں نے سنا ہے کہ آج کل آپ اپنی نیکیاں میرے نام اعمال میں لکھوا رہے ہیں اس کے شکر یہ میں یہ تھوڑی کھجوریں حاضر ہیں۔ اس وقت یہی تھا اگر کچھ اور ہوتا تو اور حاضر خدمت کرتا۔

(منہاج العابدین ص ۱۹۹ تصنیف حضرت امام غزالی)

(۷) اجازت و خلافت: شیخ کے لئے سب سے اہم شرط یہ ہے کہ اس نے کسی کامل شیخ جس کو اکثر لوگ بزرگ سمجھتے ہوں اور اس شیخ (پیر) کو اچھے نیک لوگ اچھا کہتے ہوں، کی صحبت میں رہ کر ادب سیکھا ہو طریقت کی تعلیم حاصل کی ہو اور نور باطن حاصل کیا ہو۔ شیخ کامل نے اسے بیعت لینے کی اجازت عطا کی ہو اور اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کیا ہو۔

(۸) اثر: شیخ کی تعلیم میں یہ اثر ہو کہ دین کی محبت اور ذوق و شوق پیدا ہو جائے۔ یہ بات اس کے مریدوں کے دیکھنے سے معلوم ہو جائے گی۔ اگر اس کے اکثر مرید اچھے اور پابند شرع ہیں تو وہ پیر اچھا اور تاثیر والا ہے۔

(۹) حق گو: شیخ حق بات کہنے میں پرہیز نہ کرتا ہو اگر مرید کا کوئی عمل خلاف شرع دیکھے اس کو نصیحت کرے۔

اگر ایسا کوئی بزرگ شیخ یا پیر ملے اس سے خلوص اور عقیدت و محبت سے مرید ہو جائے اور خدا کا شکر ادا کرے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مسلمان کو بیعت کی توفیق عطا فرمائے اور اس نعمت سے مالا مال فرمائے (آمین) شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے۔

مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْخٌ فَشَيْخُهُ شَيْطَانٌ
جس کا شیخ (پیر) نہ ہو اس کا شیخ شیطان بن جاتا ہے۔

خرقہ خلافت

خلافت

تصوف کی اصطلاح میں شیخ طریقت کی جانشینی کو خلافت کہتے ہیں جس شخص میں علم عقل اور عشق تینوں خوبیاں ہوں وہ مشائخ کی خلافت (جانشینی) کے لئے نہایت موزوں، بلکہ افضل ہے۔ (۱) حضرت محبوب الہی کا ارشاد ہے کہ خلافت کے منصب کا مستحق وہ شخص ہے جس کے دل میں خلافت کی تمنا نہ ہو۔ (۲)

حضرت شیخ محمد عاشق پھلتی القول لکھلی میں لکھتے ہیں:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ فرماتے تھے کہ جب کسی میں عقل و علم و عشق یکجا ہو جائیں تو وہ خلافت کے لائق ہے اور میں نے ان تینوں چیزوں کو نظام الدین میں پالیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہم نے ان تین چیزوں میں بخت کو بھی شامل کر لیا ہے یعنی جس میں چار چیزیں ہیں وہ پورے طور پر خلافت و ارشاد کے لائق ہے۔ یعنی جب صاحب بخت مقتدا ہوتا ہے تو ایک جم غفیر اس کی دولت و ثروت سے استفادہ کرتا ہے۔ اس (صاحب بخت) کا فیض اس کے ماسوا کے مقابلہ میں بہت زائد ہوتا ہے اور مدت دراز تک اس کا طریقہ قائم اور منتظم رہتا ہے۔

(القول لکھلی ص ۲۲۸)

(۱) سیر الاولیاء

(۲) سیر الاولیاء

خلافت کی قسمیں

حضرت محبوب الہی نے فرمایا کہ میں نے اپنے خواجہ شیخ شیوخ العالم قدس سرہ سے سنا ہے کہ خلافت کی تین قسمیں ہیں۔ (۱)

(۱) شیخ کو کسی مرید کے لئے خدا کی طرف سے الہام ہو یعنی اللہ تعالیٰ بلا واسطہ شیخ کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ فلاں شخص خلافت کا مستحق ہے اس کو خلافت دے دی جائے اس خلافت کو خلافتِ رحمانی کہتے ہیں۔ یہ خلافت سب سے محکم بہتر اور افضل ہوتی ہے اس میں بہت خیر و برکت ہوتی ہے۔

(۲) شیخ مرید کے حالات و کیفیات دیکھ کر خوب غور و فکر کرنے اور اپنی عقل و فہم اور صواب دید سے خلافت عنایت کرے۔ یہ خلافت دوسرے درجہ کی ہے اس لئے کہ ذاتی غور و فکر میں لغزش ہو سکتی ہے۔

(۳) کسی شخص کی سفارش اور کوشش سے شیخ مرید کو خلافت عطا کرے یہ خلافت تیسرے درجہ کی ہے اس صورت میں وہ مرید شیخ کی جانشینی اور اس کے منصب کا صحیح حق دار نہ ہوگا۔

خرقہ

مشائخ کا دستور ہے کہ خلافت دینے کے وقت مرید کو خرقہ دیتے ہیں اس خرقہ کو خرقہ خلافت کہتے ہیں خرقہ عبا کی طرح ایک سلا ہوا کپڑا ہوتا ہے۔ خرقہ کی باقاعدہ سند ہے اس کی سند سلسلہ بہ سلسلہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ حضرت امیر خور و کرمانی خرقہ کی اصل کے بارے میں لکھتے ہیں۔

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج

میں دربار خداوندی سے خرقہ پایا اس خرقہ کو خرقہ فقر کے نام سے شہرت ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا مجھے دربار خداوندی سے خرقہ ملا ہے اور یہ حکم ہوا ہے کہ تم میں سے جو شخص اس کا اہل ہو اسے عنایت کروں۔ یہ فرما کر آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا اگر یہ خرقہ میں تمہیں دوں تو تم کیا کرو گے؟ حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا سچائی اور راستی اختیار کروں گا طاعت خداوندی میں مصروف رہوں گا اور سخاوت کروں گا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف روئے سخن کر کے پوچھا اے عمر اگر یہ خرقہ تمہیں دوں تو تم کیا کرو گے؟ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا عدل کروں گا اور انصاف کی کما حقہ رعایت کروں گا اس کے بعد آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف التفات کر کے فرمایا اے عثمان اگر تمہیں یہ خرقہ عنایت کروں تو تم کیا کرو گے؟ حضرت عثمان غنی نے جواب میں عرض کیا کہ میں مال و زر خدا کی راہ میں صرف کروں گا اور سخاوت و فیاضی سے کام لوں گا۔ آخر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا اگر تمہیں یہ خرقہ دوں تو تم کیا کرو گے؟ حضرت علی نے فرمایا میں لوگوں کی پردہ پوشی کروں گا مخلوق کے عیب چھپانے کی کوشش کروں گا۔ آں حضرت ﷺ نے وہ خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عنایت کیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے خدا کی جناب سے حکم ہوا تھا کہ جو شخص یہ جواب دے اس کو یہ خرقہ دینا۔ (۱)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وصال سے قبل خرقہ فقر حضرت حسن بصری کو پہنایا۔ حضرت خواجہ حسن بصری سے یہ خرقہ سلسلہ بہ سلسلہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری خواجہ غریب نواز کو پہنچا۔ حضرت خواجہ غریب نواز سے حضرت خواجہ قطب الدین صاحب کے واسطے سے شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کو پہنچا۔ آپ نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی کو

اجازت و خلافت کے وقت یہ خرقہ عنایت فرمایا۔ حضرت محبوب الہی نے یہ خرقہ فقر حضرت شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی کو عنایت فرمایا۔ (۱)

حضرت شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی نے وصال کے وقت وصیت فرمائی کہ حضرت سلطان المشائخ سے مجھے جو خرقہ خلافت ملا ہے، اسے میری قبر میں میرے سینے کے اوپر رکھ دینا۔ شیخ کا عصا میرے جسم کے برابر رکھ دینا۔ شیخ کی تسبیح انگشت شہادت پر لپیٹ دینا۔ کاسہ چوبیس (لکڑی کا پیالہ) اینٹ کی بجائے میرے سر کے نیچے رکھ دینا اور شیخ کی نعلین چوبی (لکڑی کی جوتی) میری بغل میں رکھ دینا۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق یہ تبرکات آپ کے ساتھ قبر میں رکھ دیئے گئے اور آپ کو دفن کر دیا گیا۔ آپ کے خلیفہ اعظم حضرت سید محمد بندہ نواز گیسوئے دراز نے آپ کی نعش مبارک کو غسل دیا جس چارپائی پر آپ کو غسل دیا گیا تھا حضرت گیسوئے دراز نے اس کی رسی نکال کر گلے میں ڈال لی اور فرمایا یہی ہمارا خرقہ ہے۔ حضرت سید محمد گیسوئے دراز بندہ نواز کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ اسی اعتقاد کی وجہ سے تھی۔ (۲)

مشائخ کے یہاں جو خرقہ پوشی کی رسم ادا کی جاتی ہے اس سے مراد خرقہ خلافت و اجازت و جانشینی ہے۔ یہ رسم ابتدائے اسلام سے جاری ہے۔ اس میں زمان و مکان کی کوئی قید نہیں ہے۔ اس رسم کی شہرت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹۷ھ) کے زمانہ سے ہوئی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اغتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں اس کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کے زمانے میں خرقہ کی رسم ظاہر ہوئی اور اس کے بعد بیعت کا دستور جاری ہوا اور ارتباط ان امور کے سلسلہ روشن کا متحقق یعنی صحیح ثابت ہے اور ارتباط یعنی رابطے کی جو مختلف صورتیں ہیں ان سے کچھ ضرر نہیں۔ خرقہ اور بیعت کی اصل ہی سنت سنہ ہے خرقہ کی اصل تو الباس عمامہ ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ نے

(۱) وصال ۱۷۱۷ رمضان المبارک ۷۵۷ھ (۲) مرآة الاسرار ص ۸۶۵-۸۶۶

حضرت عبدالرحمن بن عوف کو عطا فرمایا تھا جب ان کو امیر لشکر بنایا تھا۔ بیعت کی اصل خود آنحضرت ﷺ سے مستفیض اور متواتر یقینی ہے کچھ چھپی نہیں۔ پس زمانہ اوّل میں علمائے کرام کا ارتباط حدیثیں سننے اور ان کو اپنے دل میں محفوظ کرنا تھا۔ اس کے بعد کتابیں تصنیف ہوئیں اور قرآۃ اور منادلہ اور اجازت اور وجادت جاری ہوئی اور سلسلوں کا ارتباط ان سب باتوں کی سنت سنہ میں اصل ہے۔ چنانچہ قرأت کی اصل تو حضرت عبداللہ بن مسعود سے اور اعرابی کا سوال اور مناوالت کی اصل آنحضرت ﷺ کے فرمان لکھنے اطراف بلدان میں اور مناوالت صحیفہ عبداللہ بن جحش اور اسی طور اجازت اور وجادت کی اصلیں ہیں جن کا کتب حدیث میں بیان ہے۔ غرض صوفیہ کی رسم قدیم ہے کہ اپنے یاروں کو خرقہ پہناتے ہیں خواہ کلاہ، خواہ عمامہ، خواہ قمیص، خواہ قبا، خواہ چادر، خواہ ازار اور جو کچھ میسر ہوا۔ اس کی تین طرحیں ہیں:

(۱) خرقہ اجازت

کہ جب چاہتے ہیں اپنے کسی دوست کو طریقت کی اجازت دیں اور اس کو اپنا نائب بنائیں۔ تلقین میں اور صحبت میں کہ طالبوں سے بیعت لے اور خرقہ عطا کرے تو اس کو خرقہ دیتے ہیں۔ اس کی شرط ان امور کا قبول کرنا ہے۔

(۲) خرقہ ارادت

کہ جب کوئی عزیز صوفیوں کے زمرہ میں داخل ہوتا ہے اور ان کے سے عمل جدوجہد کے کرنے لگتا ہے، اس کو خرقہ عطا کرتے ہیں کہ اس کی صوفیوں میں داخل ہونے کی علامت ہو۔ اس کی شرط ان امور میں دیکھ لینا ہے کہ وہ جدوجہد و کوشش کرتا ہے اور ان امور میں استقامت رکھتا ہے۔

(۳) خرقہ تبرک

کہ جب کسی پر مہربان ہوتے ہیں کہ صوفیوں کی برکات اس کے شامل حال ہو تو اسکو خرقہ دیتے ہیں۔ اس میں کچھ شرط نہیں کہ بادشاہ ہو کہ امیر یا سوداگر کوئی ہو۔ اسی طرح بیعت بھی کئی قسم کی ہے، ایک بیعت تو بیعت توبہ ہے کہ گناہوں سے توبہ کرے سو وہ عام ہے ہر مسلمان کے واسطے یعنی جس سے چاہے بیعت کرے اور جو چاہے بیعت لیوے اور ایک بیعت تبرک ہے کہ صالحین کے سلسلہ میں داخل ہو سو وہ بھی عام ہے۔ اور ایک بیعت تکمیل ہے کہ شیخ کو سلوک طریقہ و مجاہدہ میں اپنے پر حاکم کر لے اور خوب کوشش سے اس رستے پر چلے سو یہ خاص ہے۔

(مقدمہ اغتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۱، ص ۴)

خانقاہ

دور نبوی میں جب اسلام کی اشاعت شروع ہوئی اور اسلام پھیلنے لگا تو دور دور سے لوگ اسلامی مسائل سیکھنے دینی تعلیم حاصل کرنے اور اسلام میں داخل ہونے کے لئے مدینہ منورہ آتے اور قیام کرتے اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں ہوتے۔ شروع میں ان کا قیام مسجد نبوی میں رہتا اس وقت مسجد نبوی کی عمارت آج کل کی طرح وسیع اور شاندار نہ تھی چھوٹی سی عمارت تھی اس میں ازواج مطہرات کے حجرے بھی تھے اور اصحاب صفہ کی مختصر نشست گاہ بھی تھی۔ جب آنے والوں کی تعداد زیادہ ہوئی تو ان کے ٹھہرنے کا انتظام صحابہ کرام نے اپنے مکانوں پر کیا ان کے کھانے پینے کا انتظام بھی صحابہ کرام خود ہی کرتے تھے۔

مسجد خدا کا گھر ہے اس کے مخصوص آداب و شرائط ہیں اس کا ادب و احترام ضروری ہے۔ شروع میں جب وسائل محدود تھے مجبوری کے تحت رنہستیں بھی تھیں بعد میں ان کی ضرورت نہیں رہی یا یہ کہئے کہ آداب و شرائط کا لحاظ رکھنے والے اتنے زیادہ ہو گئے کہ ان کے لئے الگ بڑی جگہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔

بزرگوں نے خیال کیا کہ کوئی ایسی جگہ ہونی چاہئے کہ جو عبادت خانہ بھی ہو اور جہاں مسجد کے اصول بھی لاگو نہ ہوتے ہوں۔ اس عبادت خانہ میں اسلامی مسائل سکھانے دینی تعلیم حاصل کرنے عبادت کرنے اور کھانے پینے کا پورا انتظام ہو۔ اس نقطہ نظر کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک عمارت کی تعمیر کی گئی اس عمارت کو خانقاہ کا نام دیا گیا۔ خانقاہ کی اصل بنیاد صحابہ کرام کی قیام گاہ پر دور دور سے اسلامی مسائل سیکھنے کے

لیے مدینہ منورہ میں آنے والے لوگ تھے۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چشتی روشن چراغ دہلی خانقاہ کے بارے میں لکھتے ہیں:
خانقاہ 'خان' اور 'قاہ' سے مل کر بنا ہے۔ خان کے معنی 'خانہ' اور 'قاہ' کے معنی 'عبادت
یا دُعا' کے ہیں۔ (۱) خانقاہ لفظ کا معنی عبادت خانہ یا عبادت کرنے کی جگہ یا دُعا کرنے
کی جگہ کے ہیں۔

خان لفظ سردار کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جس طرح کہ سید۔ علاقہ پاکستان،
افغانستان میں قبیلہ کے امیر اور سردار کو 'خان' کہتے ہیں۔ ہندوستان میں مغل بادشاہ سردار
اور امیروں کو خان کا خطاب دیتے تھے۔ انگریزوں کا بھی دستور تھا کہ بڑے آدمیوں کو خان
کا خطاب دیتے تھے۔

خان لفظ کے دوسرے معنی سردار، امیر، رئیس اور قاہ کے معنی گھر کے ہیں۔ اس طرح
خانقاہ کے معنی سردار کے گھر کے ہوئے۔ اصطلاح عام میں فقیروں اور درویشوں کے رہنے
کی جگہ کو کہتے ہیں۔ شیخ اپنی جماعت کا سردار ہوتا ہے۔ جس جگہ درویش اور مشائخ رہتے
ہیں، وعظ اور نصیحت کرتے ہیں، اچھی باتیں بتاتے ہیں، لوگوں کے دلوں کو جوڑتے ہیں،
آپس میں میل اور محبت پیدا کرتے ہیں وہ جگہ خانقاہ کہلاتی ہے۔

ترکی زبان میں خان حکم ران اور قائد کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ترکوں نے ان کی دینی
قیادت کرنے والے صوفیا کو بھی خان کہہ کر پکارا اور ان حجرؤں اور زاویوں کو 'خان گاہ' کا نام
دیا جو بعد میں 'خانقاہ' ہو گیا۔ خانقاہ کا اپنا نظام ہوتا ہے، اس کا دستور العمل ہوتا ہے۔ یہ دستور
العمل اسلام کی روشنی میں بنایا جاتا ہے۔ خانقاہ میں آنے والے اس نظام پر عمل کرتے ہیں۔

پہلی خانقاہ

حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی کا خیال ہے کہ سب سے پہلے باقاعدہ خانقاہ رملہ شام میں
بنی۔ وہ اپنی مشہور کتاب 'مرآة الاسرار' میں خانقاہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

(۱) خیر الجالس

پہلی خانقاہ جو صوفیوں کے لیے بنائی گئی ملک شام میں رملہ (۱) کے مقام پر کسی عیسائی رئیس نے تیار کرائی تھی۔ قصہ یوں ہے کہ ایک عیسائی رئیس شکار کو نکلا۔ جنگل میں اس نے دیکھا کہ دو مسلمان بزرگ راستے میں ایک دوسرے کو ملے پہلے انہوں نے ایک دوسرے کو گلے لگایا پھر دونوں نے بیٹھ کر جو کچھ ان کے پاس تھا سامنے رکھا اور دونوں نے مل کر کھایا۔ کھانے کے بعد دونوں نے اپنی اپنی راہ لی۔ عیسائی رئیس ان کی باہمی محبت دیکھ کر حیران ہوا اور ان میں سے ایک بزرگ کو بلا کر پوچھا کہ وہ کون تھا اس نے کہا معلوم نہیں۔ اس نے کہا جب تم ایک دوسرے کو جانتے نہیں تو یہ باہمی الفت اور محبت کہاں سے آئی۔ بزرگ نے جواب دیا کہ ہم طریقت کے بھائی ہیں اور یہی طریقت ہماری محبت کا باعث ہے۔ رئیس نے پوچھا آپ یہ بتائیں کہ کوئی ایسی جگہ ہے جہاں آپ لوگ جمع ہوتے ہوں انہوں نے جواب دیا نہیں۔ رئیس نے کہا میں تمہارے لئے ایک جگہ بنواتا ہوں تاکہ تم سب ایک جگہ جمع ہو پس اس نے رملہ میں ایک خانقاہ بنائی اور یہ پہلی خانقاہ تھی۔ (۲)

حضرت شمس بریلوی کشف المحجوب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

ابوالہاشم کوفی نے شام کے مقام رملہ میں عیسائیوں کے صومعہ کی طرح روحانی تربیت اور ذکر الہی کے لئے سب سے پہلے خانقاہ تعمیر کرائی۔ دنیائے تصوف میں یہ سب سے پہلی خانقاہ ہے۔ (۳)

خانقاہ کا انتظام کسی بزرگ کے زیر نگرانی ہوتا ہے اس بزرگ کو شیخ یا پیر کہتے

(۱) اب رملہ مغربی اردن میں ہے حال میں فلسطین کے صدر یاسر عرفات نے رملہ (مغربی اردن) میں اسرائیلی وزیر اعظم یہود باراک سے ملاقات کی۔ دونوں سربراہوں کی ملاقات یہ بھی خانقاہی فیض ہے۔
(۲) مرآة الاسرار ص ۲۵۹ اردو ترجمہ کپتان عبدالواحد سیاحی۔ مولانا عبدالرحمن جامعی نے نجات الانس میں اور عبداللہ انصاری نے طبقات الصوفیہ میں خانقاہ کی ابتدا سے متعلق اسی قسم کا نظریہ پیش کیا ہے۔ اس سے اس عبارت کی تائید ہوتی ہے۔

(۳) مقدمہ کشف المحجوب ترجمہ مفتی خلیل احمد برکاتی

ہیں۔ شیخ خانقاہ میں آنے والے اور طریقت سے محبت رکھنے والے لوگوں کی تعلیم و تربیت کرتا ہے اسے خانقاہ کے آداب سکھاتا ہے اور شریعت و طریقت کے رموز سے آشنا کراتا ہے مجاہدے اور ریاضتیں کراتا ہے سب کا بھلا اور سب کی خیر کا سبق دیتا ہے۔ خانقاہ کا سارا نظام شیخ کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ شیخ شریعت و طریقت کا عالم ہوتا ہے اور رموز طریقت سے واقف ہوتا ہے اس کا سلسلہ سند آقائے دو عالم ﷺ تک پہنچتا ہے۔ شیخ نائب رسول ہوتا ہے شیخ کے بارے میں ارشاد نبوی ہے۔

الشَّيْخُ فِي الْقَوْمِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ

شیخ اپنی قوم میں اس طرح ہے جس طرح نبی اپنی امت میں۔

خانقاہ میں آنے والا جب شیخ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے اور مشائخ کے سلسلے میں داخل ہوتا ہے تو وہ مرید کہلاتا ہے۔ شیخ مرید میں تعلیم و تربیت کے بعد خاص کیفیت اور استعداد محسوس کرتا ہے تو الہام ربانی یا غیبی اشارے سے اسے اجازت و خلافت دیتا ہے اور اپنا نائب و جانشین بناتا ہے اسے مخلوق کی خدمت اور دین کی خدمت کی اجازت دیتا ہے اب یہ مرید اپنے شیخ کا خلیفہ یا نائب شیخ کہلاتا ہے اور بیعت و ارشاد کا سلسلہ جاری کرتا ہے۔

خوشامسجد و منبر و خانقاہ ہے کہ دروے بود قیل و قال محمد (ﷺ)

(مولانا جامی)

مشہور سلاسل کی خانقاہیں

مشائخ ہند میں مخدوم الملک شیخ شرف الدین بہاری نے سب سے پہلے انکشاف کیا کہ دنیا کے سب سے پہلے صوفی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے پہلی خانقاہ بیت اللہ شریف ہے۔ ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں ”اگر تصوف کی ابتدا پر غور کرو گے اس کو آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی پاؤ گے۔ اس عالم میں پہلے صوفی حضرت آدم علیہ السلام

ہیں۔ صوفی صافی اول حضرت آدم علیہ السلام کی خلوت درانجمن کے لئے خانہ کعبہ کی بنیاد پڑی یعنی دنیا میں پہلی خانقاہ کعبہ مکرم ہے (مکتوبات صدی)

ہم اب مشہور سلاسل کی خانقاہوں کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں۔ اس وقت دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں خانقاہیں ہیں۔ مشہور سلسلہ قادریہ کی پہلی خانقاہ بغداد شریف میں بنی۔ اس خانقاہ کے پہلے صاحب ارشاد بزرگ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی پیران پیر دستگیر ہوئے۔ آپ کی ذات گرامی منبع انوار ہے، آپ کی ولایت اور بزرگی سے بھی واقف ہیں۔ آپ جامع سلاسل ہیں، آپ کا فیض ہر سلسلہ میں ہے۔ آپ نے بحکم ربی فرمایا کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ قدم سے مراد فیضان ولایت ہے یعنی آج سے تمام مشائخ میری ولایت سے فیضیاب ہونگے فی زمانہ یہ سلسلہ سب سے زیادہ پھیلا ہوا ہے۔ بغداد شریف میں دوسری مشہور خانقاہ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی تھی۔ یہ خانقاہ سہروردی اور قادری فیضان کا سنگم تھی۔ یہاں سے دونوں سلسلہ کے فیوض و برکات جاری ہوئے۔ سہروردی سلسلہ کی اجازت آپ کے عم محترم حضرت شیخ ضیاء الدین ابونجیب عبدالقادر سہروردی سے اور قادری سلسلہ کی اجازت پیران پیر غوث اعظم دستگیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے ہے۔ آپ کے بارے میں حضرت غوث اعظم کا یہ قول مشہور ہے اے عمر! تم عراق کے آخری مشہور مشائخ میں سے ہو۔ شیخ سعدی شیرازی اسی خانقاہ سہروردیہ کے تربیت یافتہ تھے۔ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے فیض سے اہل ہند خوب مستفیض ہوئے۔ اس سلسلہ نے ہندوستان میں بڑا کام کیا۔ متعدد جگہ اس سلسلہ کی خانقاہیں بنیں۔ ملتان، دہلی اور بدایوں میں سلسلہ کی مرکزی خانقاہیں تھیں۔ ہندو پاک میں اس سلسلہ کی پہلی خانقاہ شیخ الشیوخ کی حیات ظاہری میں ملتان اور دہلی میں قائم ہوئی۔ اس کے روح رواں اور صاحب ارشاد بزرگ شیخ الاسلام شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتان اور قاضی حمید الدین ناگوری تھے۔ حضرت شیخ شہاب الدین کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کے خلیفہ اور بھانجے سید نور الدین مبارک غزنوی سے ہندوستان میں قادری فیض جاری ہوا اور آپ سے یہ

سلسلہ ہندوستان میں پھیلا۔ سلسلہ کے ہزاروں وابستگان اس وقت ہندوستان میں ہیں۔ آپ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مبارک عہد میں ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں قادری خانقاہ کی سنگ بنیاد ڈالی۔ یہ ہندوستان میں قادری سلسلہ کی پہلی خانقاہ تھی۔ آپ سے قبل قادری مشائخ کا ہندوپاک میں آنا ثابت نہیں۔ نقشبندی سلسلہ کی پہلی خانقاہ بخارا میں ہے۔ بانی سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند بخاری نے بخارا اور اطراف بخارا میں کافی دینی اور تبلیغی کام کیا۔ اس سلسلہ کے فیوض و برکات نے دور دور تک فیض رسانی کی۔ مولانا عبدالرحمن جامی جیسے صاحب نسبت صوفی شاعر اور بزرگ اسی سلسلہ کے فیض کی بدولت عاشق رسول کہلائے۔ اس سلسلہ کی شعاؤں نے ہندوستان کو بھی اپنے نور سے منور کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی جیسی عظیم المرتبت ہستی اس سلسلہ سے وابستہ ہوئی۔ حضرت مجدد صاحب کا وجود ہندوستان کے لئے باعث برکت و رحمت ہے۔ شان مجددیت کے ساتھ آپ کی ذات گرامی عملہ کی تھی۔ جس کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ”میری امت میں ایک ایسا آدمی ہوگا جس کو سنگم کہا جائے گا، اس کی سفارش سے بہت سے اشخاص جنت میں جائیں گے۔“ آپ نے پرورگار کی حمد کی کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے اس حدیث کا مصداق بنایا اور ایک ہزار سال پہلے جس کی بشارت رسول اکرم ﷺ نے دی تھی اس کا ظہور ہوا۔ علماء مشائخ کا باہمی افتراق دور ہوا اور علماء مشائخ میں باہمی ربط پیدا ہوا۔ یہ سلسلہ ہندوستان میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ آیا اور دہلی میں اس سلسلہ کی خانقاہ قائم ہوئی۔ آپ کے خلیفہ اور جانشین حضرت مجدد الف ثانی صاحب کی خانقاہ مجددیہ سے سلسلہ کا عروج ہوا۔ یہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کہلایا۔ سلسلہ کی دوسری خانقاہ اسی زمانے میں آگرہ میں بنی جس کے روح رواں حضرت امیر عبداللہ اور ان کے مرید و خلیفہ حضرت امیر ابوالعلی المعروف بہ سیدنا تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ کی یہ شاخ ابوالعلائیہ کہلائی۔

دنیا کے مختلف شہروں میں شاذلی سلسلہ کی خانقاہیں ہیں۔ اس سلسلہ کے مشائخ نے مصر و عرب میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی اس سلسلہ کے بانی ہیں۔ آپ شاذلہ مصر کے رہنے والے تھے، اسی نسبت سے سلسلہ کا نام شاذلیہ ہوا۔ شیخ شاذلی نے رشد و ہدایت کے لئے پہلے شاذلہ میں خانقاہ بنائی۔ جب شاذلہ میں حاسدین نے پریشان کیا تو آپ اسکندریہ تشریف لے آئے اور یہاں خانقاہ بنائی۔ اس خانقاہ سے آپ نے رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ اسکندریہ میں بھی لوگوں نے آپ کو چین سے رہنے نہ دیا اور اسکندریہ کے حاکم نے مصر کے بادشاہ سے قتل کا حکم کروا دیا جب جلاد آپ کے قتل کے لئے آیا، آپ کے ظاہری آنکھیں نہ تھیں۔ جلاد کی آہٹ پاتے ہی آپ نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اس پر لکھا تھا کہ شیخ پر کسی قسم کی دسترس نہ کی جائے، سابقہ حکم منسوخ کیا جاتا ہے۔ فرمان پر مصر کے حاکم کے دستخط اور مہر تھی۔ کچھ دن بعد مصر کا سفیر شاہی فرمان لے کر آیا جس میں بادشاہ نے سابقہ زیادتیوں پر معافی کی درخواست کی تھی۔ شیخ کی یہ کرامت دیکھ کر اسکندریہ والے آپ کے معتقد ہوئے۔ حاکم اسکندریہ کی خوش عقیدہ ہوا اور معتقدین کی صف میں شامل ہوا۔ آپ کا وصال ۶۵۶ھ میں ہوا۔ صحرائے عیذاب علاقہ قونیہ مصر میں دفن ہوئے۔ آپ کے دفن کی برکت سے صحرائے عیذاب کا عاری چشمہ آب شیریں میں بدل گیا۔ ہندوستان کے مشہور محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو شیخ علی متقی کے واسطے سے اس سلسلہ کی اجازت تھی مگر آپ سے اس سلسلہ کا فروغ نہ ہوا۔ ہندوستان میں شاذلی سلسلہ کی خانقاہیں کم ہیں۔ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی کی الہامی دعائے حزب البحر تمام سلاسل کے مشائخ کے ورد میں ہے۔ بڑی بابرکت اور تیز اثر دعا ہے۔ درود شریف کی مشہور کتاب دلائل الخیرات شریف اسی سلسلہ کے ایک بزرگ شیخ سلیمان جزولی کی تالیف ہے۔ تمام عاشقان رسول دلائل الخیرات کو پڑھتے ہیں۔ سلسلہ کی خانقاہیں کم سہی مگر فیض تمام سلاسل میں جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا۔

فردوسی سلسلہ کی پہلی خانقاہ ہندوستان میں دہلی میں قائم ہوئی۔ اس کے پہلے بزرگ شیخ بدرالدین سمرقندی ہیں۔ یہ بزرگ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا، محبوب الہی کے

سنہرے دور میں دہلی آئے۔ اس سلسلہ کو دہلی کی ہوا موافق نہ آئی اور یہاں سلسلہ کا زیادہ فروغ نہ ہو سکا۔ جب حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی کے مرید و خلیفہ مخدوم جہاں حضرت شیخ شرف الدین بن احمد یحییٰ منیری کا دور آیا، سلسلہ کی شہرت بام عروج پر پہنچی۔ ہزاروں افراد آپ کے مرید ہوئے اور ظاہری و باطنی فیوض سے مالا مال ہوئے۔ آپ کے مکتوبات شریعت و طریقت کا خزانہ ہیں۔ آپ کو بہار کی ولایت سپرد کی گئی۔ آپ نے اپنا صدر مقام بہار شریف ضلع نالندہ بہار بنایا اور یہاں خانقاہ فردوسیہ قائم کی۔ اس طرح دہلی کی مرکزی خانقاہ فردوسیہ بہار شریف منتقل ہوئی۔ یہاں کی ہوا اس کو اس آئی۔ خانقاہ نے چھوٹے سے شہر میں مرکزی حیثیت حاصل کی اور سارے عالم میں اس کی شہرت ہوئی۔ ہندوستان میں شطاریہ سلسلہ کی خانقاہ حضرت شاہ عبداللہ شطاری نے مالوہ میں قائم کی۔ اس سلسلہ کو زیادہ شہرت حضرت شاہ محمد غوث گوالیری اور حضرت شاہ محمد شہباز بھاگلپوری سے ہوئی۔ آج بھی خانقاہ سے فیض جاری ہے۔ اس سلسلہ کی ایک قدیم خانقاہ بلیا بزرگ ضلع بیگوسرائے بہار میں ہے۔ یہاں حضرت شاہ علاؤ الدین بخاری شطاری کا آستانہ ہے۔ قدیم سلسلہ مدار یہ کے بانی حضرت شیخ بدیع الدین قطب مدار ~~نفس ہندوستان تشریف لائے۔ مختلف~~ شہروں میں سیرو سیاحت اور چلہ کشی کے بعد مکن پور ضلع فتح پور یوپی میں خانقاہ قائم کی۔ یہاں مکن پور آپ کی آخری آرام گاہ بنا۔ حضرت شیخ بدیع الدین قطب مدار نے طویل عمر پائی آپ حضرت خواجہ طیفور شامی (حضرت بایزید بسطامی) کے مرید و خلیفہ ہیں۔

ہندوستان میں سلسلہ قلندر یہ کی خانقاہ کی بنیاد حضرت شاہ نجم الدین قلندر غوث الدہر نے جو پنور میں رکھی۔ بانی سلسلہ قلندر یہ حضرت خواجہ خضر رومی، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے دور میں دہلی آئے۔ کچھ دن دہلی میں قیام فرما کر روم تشریف لے گئے۔ روم کے سفر کے دوران آپ کا گذر جو پنور یوپی ہوا۔ شاہ نجم الدین قلندر اس وقت جو پنور میں تھے وہ آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ نے اپنی امانتیں ان کے سپرد کیں اور خود وطن روم تشریف لے گئے۔ ہندوستان میں یہ سلسلہ حضرت شاہ نجم الدین قلندر سے

پھیلا۔ آپ ہی اس سلسلہ کے بانی ہیں۔ زاہد یہ سلسلہ بھی قدیم سلسلوں میں ہے۔ ہندوستان میں اس سلسلہ کے بانی شیخ بدرالدین زاہد ہیں۔ سلسلہ کی قدیم خانقاہ میرٹھ یوپی میں ہے۔ شیخ بدرالدین زاہد کا آستانہ شاہ پیر گٹ میرٹھ میں مرجع خلائق ہے۔ رشی سلسلہ خالص ہندوستانی کشمیری سلسلہ ہے۔ اس سلسلہ کی خانقاہیں کشمیر میں ہیں۔ یہ سلسلہ حضرت شیخ نورالدین رشی سے ہے۔ حضرت رشی کی پیدائش ۷۵۷ھ میں کشمیر کے کیموہ گاؤں میں ہوئی۔ کشمیر میں ہمدانیہ سلسلہ کی متعدد خانقاہیں ہیں۔ یہ سلسلہ کشمیر میں امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے جاری ہوا۔ آپ ہی ہندوستان میں اس سلسلہ کے بانی ہیں۔ کشمیر میں آپ نے تبلیغ کا کافی کام کیا۔ اہل کشمیر آپ سے فیضیاب ہیں۔ آپ کا جمع کردہ اور ادفتحہ کو کشمیر میں مقبولیت حاصل ہے۔ اہل کشمیر اس کا ورد رکھتے ہیں۔ آپ کا سلسلہ طریقت شیخ تقی الدین دوسی سے ہے جو شیخ علاؤ الدین سمنانی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ کا وصال ۸۶۷ھ میں ہوا۔

چودہ خانوادوں میں خانوادہ چشتیہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس سلسلہ نے براعظم ایشیا میں بڑا دینی اور تبلیغی کام کیا ہے۔ پہلے بزرگ جو چشتی لقب سے مشہور ہوئے وہ حضرت شیخ ابواسحاق شامی ہیں۔ آپ کی خانقاہ چشت میں تھی۔ چشت افغانستان اور روس کے درمیان ویران علاقہ میں آباد چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس گاؤں کا راستہ دشوار کن ہے۔ زمانہ جدید کی سہولیات یہاں مہیا نہیں ہیں۔ ہزار بارہ سو سال پہلے شمال سے جنوب اور مغرب سے مشرق جانے والے قافلے ہزاروں میل کے صحرا کو پار کرنے کے لئے چشت ہو کر گذرتے تھے۔ چشت ہر ابھر علاقہ تھا، یہاں پھل فروٹ، غذا پانی آسانی سے دستیاب تھا، آنے والے قافلے سفر کی تکان دور کرنے اور تازہ دم ہونے کے لئے ہفتوں یہاں ٹھہرتے تھے۔ چشت والے قافلے والوں کی ہر ممکن مدد کرتے تھے۔ حضرت خواجہ ابواسحاق شامی شام کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے خیال کیا کہ چشت میں جا کر بس جاؤں اور ہزاروں میل کا سفر کر کے آنے والے قفلوں کی خدمت کروں۔ ایسی جگہ عمارت بناؤں

جہاں تمام سہولیات مہیا ہوں۔ یہ عمارت مسافروں کے لئے مسافر خانہ اور مہمانوں کے لئے مہمان خانہ ہو۔ برف باری کے موسم میں سرائے ہو جہاں ہر شخص بے خرچ آرام سے ٹھہر سکے۔ ہر آنے والے کو ٹھنڈا گرم پانی پیش کیا جاسکے اور طعام لنگر سے اس کی خاطر کی جاسکے۔ اہل خانقاہ کی صحبت سے ان کے کان میں اچھی بات پڑے اور دین کا پیغام قافلوں کے ذریعہ عام ہو جائے اور ساری دنیا میں مشائخِ چشت کا پیغام محبت پہنچ جائے۔ اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہوں نے مناسب جگہ کا انتخاب کیا اور چشت گاؤں میں خانقاہ تعمیر کرائی۔ شیخ ابواسحاق شامی چشتی کی یہ خانقاہ دو منزلہ تھی۔ شیخ کا قیام دوسری منزل پر رہتا تھا۔ شیخ خانقاہ کا دروازہ بند رکھتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ انتہائی رقیق القلب تھے۔ ان سے جدائی برداشت نہ ہوتی تھی۔ جب کوئی خانقاہ میں آتا دوسری منزل کی کھڑکی سے جھانکتے اور آنے والے سے پوچھتے یہ بتاؤ کہ تم مسافر ہو یا مقیم؟ اگر مسافر ہو تو دو چار دن رہو گے اور چلے جاؤ گے اسی دوران مجھے تم سے محبت ہو جائے گی۔ مجھ میں جدائی برداشت کرنے کی طاقت کہاں۔ میں چاہتا ہوں کہ جو یہاں آئے وہ بس میرا ہو کر میرے پاس ہی رہ جائے۔ شیخ کھڑکی سے اپنی بات کہتے جاتے اور خادم خانقاہ کا دروازہ کھولتے جاتے۔ مسافر کا خیر مقدم کرتے اس کی خدمت میں ناشتہ پیش کرتے اور پھر جائے ضروری بیت الخلاء و غسل خانہ بتاتے اور اس کے قیام کی جگہ دکھاتے۔ ضروریات سے اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اگر وہ شیخ سے ملاقات کرنا چاہتا شیخ کی خدمت میں لے جاتے۔ شیخ حال چال پوچھنے کے بعد اسے اچھی اچھی باتیں بتاتے اور دین کی تعلیم دیتے۔ اس طرح قافلے آتے، ٹھہرتے، آرام کرتے، سکون حاصل کرتے اور شیخ کی صحبت سے مستفیض ہوتے۔ قافلے والے انسانیت اور اسلام کا پاکیزہ پیغام لے کر رخصت ہوتے۔ وہ جہاں جاتے اس پیغام کو پہنچاتے اس طرح ان کا پیغام عام ہوا۔

آپ کے بعد آپ کے جانشینوں مثل خواجہ احمد، خواجہ ابو محمد، خواجہ ناصر الدین ابو یوسف و خواجہ مودود چشتی نے چشت کی اس خانقاہ سے دور دور پیغام پہنچایا۔ یہی پیغام

حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ذریعہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی المعروف بہ خواجہ غریب نواز کو پہنچا۔ آپ یہ پیغام لے کر بحکم نبی مکرم رسول اکرم آقائے دو عالم سرور عالم ﷺ ہندوستان تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ درویشوں کی مختصر جماعت تھی۔ آپ نے اجمیر شریف کو مرکز بنا کر رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا اور خانقاہ بنائی۔ اس سے قبل ہندوستان میں باقاعدہ چشتی خانقاہ نہ تھی۔ سب سے قدیم یہی چشتی خانقاہ ہے۔ اس چشتی خانقاہ سے جو رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری ہوا اور اسلام کے شجر کی آبیاری ہوئی وہ سب پر روشن ہے۔ رائے پتھوڑا پر تھوی راج چوہان پر فتح حاصل کرنے کے بعد سلطان شہاب الدین غوری نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اور دہلی کو مرکز بنایا۔ اس ضرورت کو محسوس کیا گیا کہ مرکز میں خانقاہ ہونی چاہیے۔ حضرت خواجہ غریب نواز کے ایمار پر سلطان شمس الدین التمش کے دور حکومت میں دہلی میں چشتی خانقاہ وجود میں آئی۔ خواجہ غریب نواز نے اپنے نائب اور جانشین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو دہلی میں رہ کر اس خانقاہ سے خدمت خلاق اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کرنے کے لئے کہا جس کو آپ نے بحسن و خوبی انجام دیا۔

حضرت خواجہ غریب نواز بنفس نفیس خود بھی خانقاہ کا نظم و نسق اور رشد و ہدایت کے کام کی دیکھ بھال کے لئے تشریف لائے۔ خواجہ غریب نواز کے حکم سے دوسری خانقاہ آپ کے دور میں ناگور میں آپ کے مشہور خلیفہ قاضی حمید الدین ناگوری نے بنائی جہاں سے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری ہوا۔ چشتیہ سلسلہ کی دہلی کی خانقاہ نے خدمت خلاق اور ہدایت کا بڑا کام کیا، اسے ثانوی مرکزی حیثیت حاصل ہوئی۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر اسی خانقاہ کے خوشہ چیں تربیت یافتہ اور فیض یافتہ تھے۔ گرچہ آپ کو حضرت خواجہ غریب نواز سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔ حضرت خواجہ قطب صاحب کے وصال کے بعد حضرت بابا صاحب مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ مختلف مقامات کی سیر اور چلے کرنے کے بعد آپ نے اجودھن (پاک پٹن شریف)

میں سکونت اختیار کی۔ آپ کے پاک پٹن میں ورود مسعود سے خلق خدا دور دور سے آنے لگی اور یہ جگہ قبہ اسلام بن گئی۔ مخلوق خدا کی خدمت بھائی چارگی کی تعلیم اور خدائے واحد کا پیغام پہنچانے کے لئے آپ نے خانقاہ کی سنگ بنیاد رکھی۔ یہ خانقاہ فریدیہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ دور دراز کا سفر کرنے والے قافلے اور فوجی جب راستہ سے گزرتے آپ کی خانقاہ فریدی میں آتے اور آپ کی صحبت و فیض سے مستفیض ہوتے۔ خانقاہ کے دروازے رات دن کھلے رہتے اور آنے والے کا خیر مقدم کرتے۔ خانقاہ کی طرف سے ان کی خدمت میں کھانا پیش کیا جاتا اور ہر ممکن ان کی خدمت کی جاتی۔ آنے والے کو آپ انسانیت کا درس دیتے اور حسن اخلاق کی تعلیم دیتے۔ بندوں اور اللہ (حقوق العباد اور حقوق اللہ) دونوں کے حقوق کو شناسائی سے بیان فرماتے۔ چشتی سلسلہ کا یہ سنہرا دور تھا، بڑے بڑے گوہر آبدار نے اس خانقاہ سے فیض حاصل کیا اور اپنے اپنے علاقہ میں جا کر خانقاہ بنائی اور فیض کا دریا جاری کیا۔ اس دریا سے بڑی بڑی نہریں نکلیں جو مثل دریا تھیں۔ کہیں یہ جمالی نہر کہلائی، کہیں صابری اور کہیں نظامی۔ اس سے فیض یاب ہونے والے افراد نے اپنے آپ کو جمالی، صابری، اور نظامی لکھا۔

یہ صحیح ہے کہ دارالسلطنت دہلی میں اسلامی حکومت قائم ہونے کے قبل ہندوستان میں مشائخ کی آمد شروع ہو گئی تھی۔ ان مشائخ نے اس دور میں خانقاہ کی داغ بیل ڈالی۔ دہلی میں اسلامی حکومت قائم ہونے کے بعد خانقاہی نظام چلانے کے لئے باقاعدہ خانقاہ قائم ہونے کا سلسلہ شروع ہوا۔ سلطان محمد بن تغلق کے زمانے میں دہلی میں دو ہزار خانقاہیں تھیں۔ (۱) یہ خانقاہیں صوفیائے کرام کے مراکز تھے۔ یہ مراکز مختلف نوعیت کے تھے ان کے مختلف نام تھے۔ یہ جماعت خانے، زاوے اور دائرے کہلاتے تھے۔ ان کے ماجول میں بھی کچھ فرق تھا۔ ان مراکز میں ہر طبقہ اور مذہب کے لوگ تھے۔ امیر غریب، ہندو مسلمان، مرد عورت سبھی حاضر ہوتے تھے۔ بیشتر خانقاہیں چشتی سلسلہ کی تھیں سہروردیہ

(۱) تاریخ مشائخ چشت بحوالہ صبح الاعشی

سلسلہ کی خانقاہیں دوسرے نمبر پر تھیں۔ ہندوستان میں مشائخ چشت کو اولیت حاصل ہے۔ حضرات چشتیہ کے فیوض سہروردیہ برکات سے پہلے آئے۔ فردوسیہ سلسلہ کی بھی کچھ خانقاہیں تھیں۔ اس زمانہ میں دہلی میں حیدریوں کا بھی مشہور زاویہ قائم ہوا۔ اس زاویہ کے مشہور بزرگ حضرت شیخ ابوبکر طوسی تھے۔ حیدری گردن میں لوہے کی زنجیریں اور ہاتھوں میں کڑے ڈالتے تھے اور ایک قسم کی نوک دار چھری بھی ساتھ رکھتے تھے۔ اب ہم چشتی سلسلہ کے ایسے بزرگ کی مثالی خانقاہ کا ذکر کرتے ہیں جس کی حکومت دلوں پر تھی۔ اس کی خانقاہ کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے تھے۔ اس کی دعا سے شاہان وقت تخت پر بیٹھتے تھے اور بغض و عداوت رکھنے والے تخت سے دور ہو جاتے تھے۔ وہ کبھی بادشاہ کے دربار میں سلام کے لئے حاضر نہ ہوا اور نہ ہی بادشاہ کا خانقاہ میں آنا پسند کیا۔ لنگر کا یہ عالم تھا کہ پیاز کے چھلکے اونٹ پر لا کر پھینکے جاتے تھے۔ خلقت پیٹ بھر کے کھانا کھاتی اور خود روزہ سے رہتے اور افطار و سحر میں ایک روٹی تناول فرماتے۔ مریدین عرض کرتے کہ نہ کھانے سے نقاہت آئے گی، فرماتے جامع مسجد علاقہ میں کتنے لوگ ہیں جن کو ایک روٹی بھی میسر نہیں ہے۔ اتنا کہتے کہ آنکھوں میں آنسو آ جاتے، ہاتھ روک لیتے۔ درد دل رکھنے والے یہ بزرگ بدایوں میں پیدا ہوئے، پاک پٹن میں تصوف کی تعلیم حاصل کی، دہلی میں رہ کر سارے عالم کو نور و ولایت سے منور کیا۔ ان بزرگ کا نام نامی خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی ہے۔

دہلی میں چشتی سلسلہ کی خانقاہ

عہد وسطیٰ میں دہلی میں سب سے مشہور اور بڑی خانقاہ شیخ زمانہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تھی۔ آپ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعودی شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محبوب خلیفہ، جانشین اور چشتی سلسلہ کے عظیم بزرگ ہیں۔ آپ کی خانقاہ دہلی میں دریائے جمنا کے کنارے غیاث پور میں ہمایوں کے مقبرہ کے عقب

میں تھی۔ خانقاہ کی مرکزی عمارت ایک بڑا ہال تھا جو جماعت خانہ کہلاتا تھا اس میں متعدد ستون تھے ہال کے دونوں جانب چھوٹے چھوٹے کمرے تھے سامنے بڑا صحن تھا جس میں ایک بڑا درخت تھا اس کی سایہ دار شاخیں دور تک پھیل گئی تھیں صحن کے چاروں طرف برآمدے تھے جن میں بعض جگہ دیوار اٹھا کر کمرے بنائے گئے تھے جماعت خانہ کے سامنے دہلیز تھی جس کے دونوں جانب دروازے تھے اسی سے لوگ جماعت خانہ میں داخل ہوتے تھے۔ دہلیز سے ملا ہوا لنگر خانہ تھا دہلیز اتنی وسیع تھی کہ چند آدمی باسانی وہاں بیٹھ سکتے تھے جماعت خانہ کے اوپر ایک کمرہ تھا جس کی دیواریں لکڑی کی تھیں اس کمرے میں شیخ زمانہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رہتے تھے۔ خانقاہ میں کتب خانہ بھی تھا خانقاہ کے قریب آپ کے اعزا اور خاص مریدین اور خلفاء رہتے تھے۔ آپ تازندگی اس خانقاہ میں رہے اسی خانقاہ میں آپ کا وصال ہوا۔ یہ خانقاہ مولانا ضیاء الدین وکیل عماد الملک نے بنوائی تھی۔ خانقاہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ آدھی رات تک آنے جانے والوں کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کے شیخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے دعادی تھی کہ خدا تجھ کو ایک سایہ دار درخت بنائے جس کے سایہ میں مخلوق خدا آرام کرے۔ عہد و سٹی میں آپ کی حیثیت سایہ دار درخت کی تھی جس میں ہزاروں پریشان حال دکھے دل آرام کرتے تھے اور چین اور سکون کی سانس لیتے تھے۔

آپ کے یہاں خانقاہی نظام پورے ضابطہ میں تھا جس پر سختی سے عمل ہوتا تھا۔ مریدوں کو سلسلے میں داخل کرنے کے اصول تھے جو مریدوں کے اعلیٰ طبقہ میں شامل ہونا چاہتا تھا اس کو سر منڈوانا پڑتا تھا اس کو مخلوق ہونا کہتے تھے۔ بیعت کرتے وقت عہد لیا جاتا تھا کہ دل ہاتھ اور نگاہ تینوں کو گناہ سے باز رکھے گا۔ جسمانی پاکی کی علامت کے طوز پر مسواک دی جاتی تھی۔ (۱)

(۱) دلی تاریخ کے آئینے میں۔ دہلی کی خانقاہیں پروفیسر خلیق احمد نظامی

حضرت محبوب الہی سلاطین اور درباری زندگی سے دور رہتے تھے۔ مریدوں کو بھی مشورہ دیتے تھے کہ برادر شاہاں زوی وصلہ شاہاں نگیری۔ یہ جملہ خلفا کے خلافت نامے میں بھی درج ہوتا تھا۔

حضرت محبوب الہی دردمند انسان اور شیخ کامل تھے ایک دن جمنا کے کنارے چہل قدمی کر رہے تھے دیکھا کہ دریا کے قریب ایک عورت کنویں سے پانی کھینچ رہی ہے رک گئے اور پوچھا بی بی جمنا اتنے قریب ہوتے ہوئے کنویں سے پانی کھینچنے کی مشقت کیوں اٹھا رہی ہو؟ عورت نے جواب دیا میں بہت غریب ہوں جمنا کا پانی کھانا بہت جلد ہضم کر دیتا ہے اور بھوک جلد لگنے لگتی ہے یہ جواب سن کر شیخ کا دل بے چین ہو گیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپ نے اس کے پورے گھر کے خرچ کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی۔ (۱)

آپ کے زمانہ میں غیاث پور چھوٹی سی بستی تھی۔ اکثر مکان چھپر کے تھے ایک بار غیاث پور کے چھپروں میں آگ لگ گئی گرمی کے پتے ہوئے دن تھے۔ آپ پریشانی کے عالم میں ننگے پیر چھت پر چڑھ گئے اور جب تک آگ نہ بجھ گئی بے چین چھت پر کھڑے رہے۔ پھر خادم کو بلایا اور کہا جلے ہوئے مکانوں کا شمار کرو۔ پھر ہر ایک کے پاس دو تنکے کھانے کا طشت اور ٹھنڈے پانی کا ایک گھڑا بھیجا۔ آپ کی خانقاہ میں ہر وقت لنگر جاری رہتا تھا ہر آنے والے کو بلا لحاظ مذہب و ملت کھانا ملتا تھا مستقل رہنے والوں کو دونوں وقت بھر پیٹ کھانا ملتا تھا لنگر اتنا وسیع تھا کہ پیاز کے چھلکے اونٹوں پر لاد کر پھینکے جاتے تھے آپ سب کا بھلا اور سب کے خیر کے لئے دعا کرتے رہتے تھے۔ یہ تھی عہد وسطیٰ کی دہلی کی مثالی خانقاہ جس کے روح رواں تھے شیخ زمانہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی۔

(۱) دہلی کی خانقاہیں پروفیسر خلیق احمد نظامی

قواعد خانقاہ

خانقاہ ایک اہم مذہبی اور سماجی مرکز ہے۔ خانقاہ میں رہنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو اسباب معاش سے بالکل ہاتھ اٹھا لیتے ہیں۔ کھیتی باڑی، تجارت اور صنعت کوئی چیز ایسی نہیں ہوتی جو ان کی مشغولیات میں رکاوٹ ڈال سکے یا اس وجہ سے وہ کسی قسم کے حسد اور لالچ میں مبتلا ہو سکیں۔ رَجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔ ان لوگوں کا تمام وقت دو چیزوں میں صرف ہوتا ہے۔ ایک عبادت، ذکر اور دعا، دوسرے تعلیم و تربیت۔ ان لوگوں کی نیکی اور صلاحیت کا اثر ان کی اولاد، پڑوسیوں اور معاشرے پر پڑتا ہے۔ وہ بلاؤں سے محفوظ رہتے ہیں، برائیوں سے بچتے ہیں اور نیکیوں کی طرف ان کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔ دوسرا گروہ جس میں جوان العمر اور ہمت والے لوگ ہوتے ہیں ان لوگوں کا فرض ہے کہ وہ سعی اور کسب بھی کریں تاکہ خانقاہ کے ان بزرگوں کی گذراوقات ہو سکے جو ہمہ تن عبادت اور تزکے میں مصروف ہیں۔ سچا فقیر وہ ہے جو اس وقت کسب اور معاش کو ترک کرے جب کہ مشغل باللہ سے اس کو بالکل فرصت نہ مل سکتی ہو اور بیکاری اور امور غیر کے لئے ایک لمحہ بھی اس کے پاس نہ ہو۔ خانقاہ کا کھانا ان لوگوں کے لئے صحیح ہے جن کا اللہ کے ساتھ مشغل کامل ہو گیا ہو اور وہ اس میں ہمہ تن مصروف ہوں۔ بصورت دیگر خانقاہ نشین کو کچھ وقت ذکر و مشغل اور باقی روزی حاصل کرنے میں صرف کرنا چاہیے۔

اصحاب صفہ کی تقلید

اہل خانقاہ کا برتاؤ اصحاب صفہ سے مشابہ ہونا چاہیے کہ ان کے دل کینے حسد اور جوش سے بالکل پاک تھے اور ان میں باہم ایک ربط خاص تھا۔ اصل میں حسد اور کینے کا وجود دنیا کی محبت سے ہوتا ہے۔ اہل صفہ نے دنیا کو ترک کر دیا تھا اس لئے وہ حسد اور کینے سے محفوظ اور محبت سے معمور تھے۔ ان کا دل ہر شخص کے لئے کھلا تھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں کہ کوئی شخص جب مدینہ میں آتا تو اپنے کسی شناسا کے ہاں ٹھہر جاتا اور اگر کبھی کوئی جان پہچان والا نہ ملتا تو اہل صفہ میں جا اترتا۔

حفظ اوقات، ضبط انفاس اور حواس کی نگہداشت

اہل خانقاہ کو حفظ اوقات، ضبط انفاس اور حواس کی نگہداشت رکھنی چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تھے۔ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ (قرآن شریف) یعنی آج کے دن ان میں سے ہر شخص کے لئے ایک خاص شان ہے جو بس اسی کی ہے۔ حفظ اوقات، ضبط انفاس اور حواس کی نگہداشت کی پابندی کے ساتھ ہر خانقاہ نشین کو ایک انفرادی شان رکھنی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن آدمی کے جسم کی طرح ہے کہ اگر ایک عضو میں درد ہوتا ہے تو سارا بدن تکلیف محسوس کرتا ہے۔ مومن کی تکلیف سب مسلمانوں کے لئے صدے کا باعث ہوتی ہے۔ صوفیہ کے لئے لازم ہے کہ وہ ملت کی جمعیت باطن کی حفاظت کریں اور تفرقے اور پراگندگی کو دور کریں۔ یہ لوگ ارواح کی نسبت سے مجتمع ہیں اور تالیف الہی کے رابطے سے باہم متفق ہیں اور قلوب کے مشاہدے سے موافق ہیں اور نفوس کی آراستگی اور قلوب کی صفائی کے لئے خانقاہ میں ایک دوسرے سے ملے اور بندھے ہوئے ہیں۔ الفت اور خیر خواہی ان کے لئے ضروری ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن ملتا اور الفت کرتا ہے۔ اور دوسرا بھی اس سے الفت کرتا ہے جو دوسرے سے نہ ملے اور دوسرا اس سے نہ ملے اور الفت نہ کرے تو اس میں خیر نہیں ہے۔ ایک دوسری جگہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب روحوں جنود مجندہ یعنی متحد لشکر ہیں۔ اس میں سے جو ایک دوسرے کو جانتا پہچانتا ہے وہ الفت کرتا ہے اور جو انجان اجنبی ہے وہ الگ رہتا ہے۔ پس چونکہ صوفیہ اپنے باطن کو مجتمع کر چکتے ہیں اور ان کے نفس ان کے پابند ہوتے

ہیں اس لئے وہ اس حدیث کے مطابق کہ مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے ایک دوسرے کے نگہدار رہتے ہیں اور جب کوئی تفرقے کا نشان ظاہر ہوتا ہے تو وہ اس سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ تفرقہ ظہور نفس سے ظاہر ہوتا ہے اور نفس کا ظہور وقت کا حق ضائع کرنے سے ہوتا ہے۔ پھر جس وقت فقیر کا نفس ظہور کرتا ہے تو وہ سمجھ جاتے ہیں کہ جمعیت کے دائرے سے باہر ہو گیا اور وہ اس پر جگمگا دیتے ہیں کہ اس نے وقت کو ضائع کیا اور حسن رعایت کو چھوڑ دیا۔

تفرقے اور نفس کا مقابلہ

جب کسی کا نفس خصومت کے ساتھ اپنے بھائیوں کے مقابل ہو تو بھائی کو چاہئے کہ اس کے نفس کو اپنے قلب سے مقابل کر لے یعنی محبت سے کام لے کیونکہ جب نفس کے مقابل پر قلب آتا ہے تو شر کا مادہ بیٹھ جاتا ہے اور اگر نفس کا مقابلہ نفس سے کیا جائے تو فتنہ پھیلتا ہے۔

(قواعد خانقاہ ماخوذ از تعلیمات حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رسالہ منادی دہلی)

لنگر

خانقاہی نظام میں لنگر کی بڑی اہمیت ہے۔ ہر خانقاہ میں لنگر ہوتا ہے ہر آنے والے رہنے والے کام کرنے والے اور انتظام کرنے والے شخص کو خانقاہ کی طرف سے کھانا ملتا ہے اس کھانے کو لنگر کہتے ہیں۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اسلام کا چھٹا رکن روٹی ہے اگر چھٹا رکن سلامت ہے تو پانچوں رکن سلامت ہیں اگر یہ رکن خطرے میں ہے تو باقی رکن کی سلامتی میں بھی خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اسی لئے بزرگوں نے خانقاہی نظام میں لنگر کو خاص اہمیت دی ہے۔ حضرت غوث اعظم نے فرمایا فرائض کی ادائیگی کے بعد مخلوق کو کھانا کھلانا سب سے اچھا کام ہے۔ یہ طاعت متعدی ہے اس سے دوسرے کی ذات کو فائدہ پہنچتا ہے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کے خانقاہی نظام کو دوسری قوموں نے بھی اپنایا ہندو
 ساد ہوں سنتوں نے خانقاہ کے طرز پر آشرم بنائے اور مذہب کی تبلیغ شروع کی آشرم
 میں لنگر کو بھنڈا رکھا نام دیا اور اس بھنڈارے سے آنے والوں کو کھانا کھلایا۔ سکھ قوم
 نے مسلمان صوفیوں سے بہت کچھ سیکھا سکھوں کے پہلے گرو گرو نانک ایک عرصہ
 تک پاک پٹن شریف میں رہے اور اس وقت کے سجادہ نشین حضرت شیخ ابراہیم فرید
 ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اٹھائی۔ پاک پٹن شریف سے گرو نانک حضرت بابا صاحب کا
 پنجابی کلام لائے جس کا تقریباً ۱۲۵۵ء ہے تھے۔ سکھ گروؤں نے چشتی خانقاہی نظام
 اور تبلیغ سے کافی مدد لی۔ جب انہوں نے اپنی مذہبی کتاب گرو گرنتھ صاحب کی
 ترتیب دی اس میں حضرت بابا صاحب کے پنجابی کلام کو شامل کیا اور اس کو خاص
 اہمیت دی۔ سکھوں کے چوتھے گرو گورو رام داس نے امرتسر میں مذہبی عبادت گاہ
 گرو دوارہ بنایا اس کی بنیاد اس وقت کے مشہور بزرگ اور قادری سلسلہ کے شیخ حضرت
 میاں میر لاہوری سے رکھوائی۔ یہ گرو دوارہ سورن مندر (گولڈن ٹمپل) کہلاتا ہے۔
 خانقاہ اور گرو دوارہ ہم معنی ہیں۔ خانقاہ اردو کا لفظ اور گرو دوارہ ہندی کا لفظ ہے۔

سمع اصفیا

مشائخ چشت اہل بہشت اہل سماع کہلاتے ہیں۔ آقائے دو عالم ﷺ نے فرمایا زندہ دل اور مطمئن نفس والے کے لئے سماع حلال ہے۔ (۱) سماع صوفیا کی معراج ہے جو کوئی اہل سماع کے چہروں کو محبت بھری نگاہ سے دیکھے گا اللہ اس کی طرف رحمت سے دیکھے گا۔ (۲)

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا سماع عارفوں کے دلوں پر خدا کی طرف سے وحی ہے۔ (۳)

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو سماع کے اہل ہیں ان کے لئے سماع کا سننا مباح اور جو اہل نہیں ہیں ان کے لئے سماع کا سننا حرام ہے۔ (۴) سماع کے بارے میں علامۃ الوری حضرت مولانا فخر الدین زرّادی رحمۃ اللہ علیہ (۵) خلیفہ اجل سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الہی قدس سرہ العزیز نے عربی میں دو رسالے لکھے ایک کا نام اصول السماع اور دوسرے کا نام اباحۃ السماع ہے۔ مجموعی طور پر دونوں کا نام کشف المفتاح من وجوہ السماع ہے۔

(۱) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمَاعُ حَلَالٌ إِنْ كَانَ قَلْبُهُ حَيًّا وَنَفْسُهُ مُطْمَئِنًّا. (حدیث) (۲) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمَاعُ مِعْرَاجُ الْأَوْلِيَاءِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَظَرَ إِلَى وَجْهِ أَهْلِ السَّمَاعِ نَظَرَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ بِرَحْمَتِهِ (حدیث)

(۳) قَالَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ السَّمَاعُ وَحِيٌّ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى إِلَى قُلُوبِ الْعَارِفِينَ (۴) مَبَاحٌ لِأَهْلِهِ وَحَرَامٌ لِغَيْرِهِ

(۵) حضرت مولانا فخر الدین زرّادی سامانہ ضلع سنگ رور (پنجاب) کے رہنے والے تھے۔ آپ

اس رسالہ کا سلیبس اردو ترجمہ حضرت علامہ سید اخلاق حسین دہلوی نے کیا

زرہ بکتر بنانے والے خاندان کے چشم و چراغ تھے جیسا کہ نام سے ظاہر ہوتا ہے آپ کا شمار حضرت سلطان المشائخ کے اجل خلفا میں ہے۔ آپ مولانا شمس الدین یحییٰ (وفات ۷۴۷ھ مطابق ۱۳۴۶ء) کے ہم سبق تھے۔ مولانا شمس الدین یحییٰ بہت بڑے ہندی محدث اور حدیث کی مشہور کتاب مشارق الانوار کے دوسرے شارح ہیں مگر آپ کی لکھی ہوئی شرح مشارق الانوار اب ناپید ہے آپ کی علمی عظمت کے اعتراف میں حضرت شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی کا یہ شعر مشہور ہے۔

سَأَلْتُ الْعِلْمَ مَنْ أَحْيَاكَ حَقًّا

فَقَالَ الْعِلْمُ شَمْسُ الدِّينِ يَحْيَى

میں نے علم سے پوچھا تجھے کس نے زندگی بخشی اس نے کہا شمس الدین یحییٰ نے

مولانا فخر الدین زراذی بہت بڑے عالم اور محدث تھے آپ کو حدیث اور فقہ پر یکساں عبور حاصل تھا۔ وہ دہلی میں ہدایہ کا درس دیتے تھے تو صحیحین کے مطابق حال احادیث بطور سند بلا تکلف بیان فرماتے تھے جس سے ہدایہ کے بیان کی سند اور زیادہ واضح ہو جاتی تھی۔ ابتدا میں آپ حضرت سلطان المشائخ سے خوش عقیدہ نہ تھے۔ ایک بار حضرت شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی کے ساتھ آپ اور امیران بورکش حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان دنوں آپ مولانا فخر الدین ہانسوی سے فقہ حنیفہ کی مشہور کتاب ہدایہ پڑھ رہے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ نے پوچھا کیا پڑھتے ہو عرض کیا ہدایہ پوچھا تمہارا سبق کہاں تک پہنچا۔ آپ آگے بڑھ کر بیٹھ گئے اور مقام سبق کی شبہ کی توضیح کی جو سبق حل ہونے سے رہ گیا تھا شبہ بیان کر کے حضرت سلطان المشائخ سے اس کا جواب دریافت کیا۔ حضرت سلطان المشائخ نے کمال تبحر اور دانش مندی سے آپ کے شکوک و شبہات کو دور کیا۔ آپ حضرت سلطان المشائخ کی تقریر کی لطافت سے حیرت میں پڑ گئے اسی وقت کلاہ ارادت کی درخواست کی۔ آپ اور امیران بورکش دونوں حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ آپ نے اسی وقت سر کے بال اتروائے یعنی مخلوق ہوئے اور درویشوں کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ آپ نے اپنی کتابیں اور مسودات ساتھیوں کو دے دئے اور غیاث پور میں مکان لے کر حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ پنج وقتہ

ہے۔ اس رسالہ سے حقیقت سماع، اچھی آواز، مزامیر یعنی ساز اور وجد سے متعلق کچھ

نماز جماعت سے حضرت سلطان المشائخ کے ساتھ پڑھتے اور ہر وقت حاضر رہتے۔ جب تک حضرت سلطان المشائخ بقید حیات رہے غیاث پور میں رہے۔ آپ کے وصال کے بعد کچھ دن دریائے جمنا کے کنارے موضع فیروز آباد اور لونی میں رہے۔ اکثر اوقات سفر میں رہتے۔ صحراؤں پہاڑوں اور غاروں میں عبادت میں مشغول رہتے مقصد یہ تھا کہ کسی کو آپ کے حال کی خبر نہ ہو۔ حضرت سلطان المشائخ کی نظر کرم کی برکت سے آپ کو عظیم مقبولیت حاصل تھی چہرہ مبارک ایسا نورانی تھا کہ جس شخص کی نظر پڑتی آپ کی محبت میں گرفتار ہو جاتا تھا۔ (سیر الاولیاء)

کچھ عرصہ بعد آپ بسنالہ چلے گئے جو پہاڑوں کے بیچ میں تھا جہاں جنگلی جانور شیر اژدھے کثرت سے پائے جاتے تھے وہاں ایک چھوٹی سی مسجد میں آپ بے خوف و خطر یاد حق میں مشغول ہو گئے۔ جب تین روز تک کوئی چیز کھانے کو میسر نہ ہوئی تو آپ کے ساتھی آپ کو تنہا چھوڑ کر چلے آئے۔ آپ یاد حق میں مشغول رہے جب حضرت سید مبارک کرمانی کو معلوم ہوا تو وہ چند ساتھیوں کے ساتھ آپ کے لئے کچھ کھانا پکوا کر لے گئے۔ امیر خورد کرمانی لکھتے ہیں:

کاتب حروف کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے کچھ کھانا پکوا کر تیار کر لیا اور کچھ کھانے کا اسباب ساتھ لیا اور چند عزیزوں کے ساتھ روانہ ہوئے جس میں کاتب حروف (امیر خورد کرمانی) بھی تھا۔ جب بسنالہ پہنچے تو مولانا فخر الدین زرادی کو دیکھتے ہیں کہ وہ بادشاہ فقرو مجاہدہ بسنالہ کے جنگل میں جو شیروں اور اژدھوں کا مقام ہے اور جا بجا سانپوں کی کچلیاں پڑی لٹک رہی ہیں نہایت استقلال و بے التفاتی کے ساتھ قبلہ رخ مشغول بحق بیٹھا ہے۔ آٹھ روز گزر گئے تھے کہ مولانا نے افطار کے وقت کچھ نہیں کھایا تھا لیکن تعجب اور حیرت سے دیکھا گیا کہ مولانا کی ذات مبارک میں کسی قسم کا ضعف و ملال ظاہر نہیں تھا۔ حقیقت میں آپ ضعف مجرد ہو گئے تھے اور بیابان و پہاڑوں کو آپ نے اپنے جمال سے روشن و منور کر دیا تھا۔ (سیر الاولیاء)

حضرت امیر خورد کرمانی لکھتے ہیں کاتب حروف (سید محمد امیر خورد کرمانی) لڑکپن کے زمانہ سے سن بلوغ تک ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ جب تنہائی اور خلوت میں اس

اقتباسات نقل کئے جا رہے ہیں جو قارئین کے لئے نفع بخش ہوں گے۔

بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوتا قبلہ رخ بیٹھے مشغول حق دیکھتا دس پانچ مرتبہ نہیں بلکہ بہت دفع ایسی باتیں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جب سے سلطان المشائخ نے سفر آخرت قبول کیا آپ نے دائمی روزہ اختیار کیا یہاں تک کہ جس زمانہ تک آپ زندہ رہے کبھی روزہ افطار نہیں کیا۔ شیخ نصیر الدین محمود فرمایا کرتے تھے جو ترقی مقامات ہمیں مہینہ دو مہینہ میں حاصل ہوتی ہے مولانا فخر الدین زراوی کو ایک ساعت میں میسر ہو جاتی ہے۔ (سیر الاولیاء)

حضرت امیر خورد کرمانی نے آپ کے تبحر علمی کے بارے میں سیر الاولیاء میں ایک واقعہ لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ سلطان المشائخ کے زمانہ میں ایک بغدادی دانشور عالم مالکی مذہب غیاث پور میں آیا اس سے پیشتر کہ شہر میں داخل ہوا ایک خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ بہشتی طباق ہاتھ میں لئے ہوئے اس پر سبز حلہ ڈالے ہوئے آسمان سے اتر اچلا آتا ہے۔ جب وہ زمین پر اتر کر اس دانشور عالم کے پاس سے گزرا تو اس نے دریافت کیا کہ یہ طباق کیسا ہے فرشتہ نے جواب دیا یہ علم لدنی کا طباق ہے خدا کا حکم ہوا ہے کہ اسے لے جا کر مولانا فخر الدین زراوی کے مصنف سینے میں ڈال دو۔ بغدادی عالم نے پوچھا مولانا فخر الدین زراوی کون بزرگ ہیں فرشتہ نے جواب دیا ایک دانشور ہیں اور شیخ نظام الدین کے مریدوں میں ہیں اور تمام تعلقات سے مجرد ہیں۔ صبح کو وہ بغدادی دانشور عالم حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواب بیان کیا۔ مولانا سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ وہ دانشور آپ کی خدمت میں گیا اور خواب بیان کیا۔ مولانا نے مسکرا کر فرمایا اس عظیم الشان بارگاہ کی سلک میں بہت سے فخر الدین زراوی نام کے غلام منسلک ہیں نہ معلوم وہ کون ہیں جو آپ کو خواب میں بتائے گئے ہیں۔ اس دانشور نے مجمع البحرین اور تشریف مالکی کا قلمی نسخہ مولانا کی خدمت میں پیش کیا۔ اس سے پیشتر اس کا نسخہ ہندوستان میں نہ آیا تھا انہیں دانشور عالم بغدادی کے ذریعے سے یہ دونوں نسخے ہندوستان میں آئے تھے۔ اس نے کہا تشریف مالکی کے مصنف نے تشریف کے قواعد اور مقدمات اس طرز سے بیان کئے ہیں کہ اس کا حل اور توضیح ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے اس وقت تک ان دونوں کتابوں کی شرح تصنیف نہیں ہوئی تھی۔ دانشور کی بات سن کر مولانا نے تشریف مالکی کا نسخہ اس کے ہاتھ سے لیا اور عشاء کی نماز کے بعد اس کا مطالعہ شروع کیا۔ مطالعہ کے دوران اس کے تمام قیود اور ضماں اور مشکلات ہر کلمہ کے نیچے لکھتے چلے گئے اور ساری مشکلات حل کر دیں۔ صبح کو نسخہ درست کر کے اس دانشور بغدادی عالم کو دیدیا۔ مجمع

حقیقت سماع

سماع مشترک لفظ ہے اور وہ (باعتبار لغت) بعض کے نزدیک اسم جامد ہے جیسا کہ کتاب تاج لآسامی میں ہے کہ سماع سرور ہے اور اکثر کے نزدیک لفظ سماع مصدر ہے بمعنی سننا اور سننے ہوئے کہ معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہتے ہیں کہ یہ کتاب سماع کی ہے یعنی سنی ہوئی ہے لیکن اصطلاح میں مراد ہے کلام موزون اور اچھی آواز کے سننے اور پسندیدہ ہونے اور دونوں کے جمع ہونے سے تاکہ فہم میں اس کے اطلاق کو حاصل کر لے اور اس اصطلاح میں معنی لغوی کی رعایت ہے اور وہی اصل ہے۔ سماع غنا سے الگ ہے اس لئے کہ اس سے (غنا سے) مراد ان اشعار کا اچھی آواز

البحرین کا نسخہ اس سے پیشتر کہ شہر میں اشاعت پائے آپ نے اسے مولانا رکن الدین کو پڑھانا شروع کر دیا۔ مولانا علمی تبحر اور خداداد قابلیت کا دیکھ کر حیران و انشور بغدادی عالم نے کہا الحمد للہ میرے خواب کی تصدیق ہو گئی کیونکہ علم میں اس قدر قوت اس شخص کو ہوتی ہے جس کا سینہ علم لدنی سے آراستہ اور معمور ہوتا ہے۔

جب سلطان محمد بن تغلق نے دہلی سے دیوگیر دولت آباد (دکن) کو دار السلطنت بنایا تو تمام امراء علماء اور مشائخ کو دولت آباد جانے کا شاہی فرمان جاری کیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے مریدین اور خلفا کی سات سو پالکیاں دکن روانہ ہوئیں۔ آپ بھی بادل ناخواستہ دولت آباد (دکن) چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد دولت آباد سے حج مبارک کے لئے تشریف لے گئے۔ حج مبارک کے بعد بغداد شریف گئے۔ بغداد کے علماء مشائخ آپ کے تبحر علمی اور بزرگی سے آشنا تھے سب نے شہر کے باہر آپ کا استقبال کیا۔ آپ اپنے تبحر علمی سے وہاں سب سے فائق اور افضل ثابت ہوئے۔ بغداد شریف سے ہندوستان واپسی پر جہاز غرق ہو گیا اور آپ نے ۷۲۸ ہجری میں جام شہادت نوش فرمایا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

(مصنف)

میں سننا ہے جو حسین عورتوں کے ذکر میں ہوتے ہیں اور غوانی وہ عورتیں ہیں جو حسن کی وجہ سے سنگار سے بے پرواہ ہوتی ہیں جیسا کہ شیخ العارف ابو طالب مکی نے قوت القلوب میں اشارہ کیا ہے (اور وہ یہ ہے کہ) اغانی ایک باجہ ہے جسے عورتیں بجاتی ہیں اور وہ اس سے متصف ہیں اور اس میں مشاہد ہوئی ہیں یعنی وہ اس میں مشغول دیکھی گئیں ہیں۔ غانی خواہش (نفسانی) کی طرف بلاتا ہے اور کھیل کی طرف مائل کرتا ہے اور ان کا یہ فرمانا عربی لغت میں کمال مہارت اور تقویٰ کی بنا پر بذات خود سند ہے۔ لہذا اس (غنا) کے حرمت سے ہرگز حرام نہیں ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اگر کوئی یہ قسم کھائے کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا پھر اس نے مچھلی کا گوشت کھالیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک قسم نہیں ٹوتی کیونکہ لحم التحام سے ہے اور وہ ہے سختی اور پیوستگی اور مچھلی کے گوشت میں یہ خاصیت نہیں ہے اور وہ اس حکم میں دراصل داخل نہیں ہے پھر اسی طرح سماع بھی غنا کے حکم سے خارج ہے کیونکہ اس غنا کا سننا حسین عورتوں کے ذکر کی وجہ سے دیوانگی لانا ہے لہذا سماع مطلق ہے اور غنا مقید ہے اور مطلق مقید کے حکم سے خارج ہے پھر جب سماع وصف غنا سے خارج ہے تو وہ بالاتفاق مباح ہے اس لئے وہ کلام موزوں اور اچھی آواز کا مجموعہ ہے اور ان دونوں کا سننا شرع میں جائز ہے کیونکہ دونوں میں ہر ایک میں بذات خود خوبی موجود ہے۔

(۲) اچھی آواز سننے کے متعلق

اچھی آواز نعمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انسان کی خلقت میں ودیعت فرمایا ہے۔ لہذا اس کا استعمال کرنا بہتر ہے اور وہ اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے اس کے بندے کے لئے۔ اور وہ بذات خود بہتر ہے۔ اس کا سننا بھی اچھا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اپنے بندوں پر جیسا کہ قرآن پاک میں آیا ہے اور وہ ہر شے کی فطرت میں کچھ ودیعت فرماتا ہے جو وہ چاہتا ہے اور بعض مفسروں نے کہا ہے کہ وہ اچھی آواز ہے اور بعض نے

فی الخلق پڑھا ہے اور وہ شاز میں سے ہے اور ابنیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس (اچھی آواز) سے بھی برگزیدہ فرمایا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ (۱) کہ ہرگز کسی کو بعثت نہیں فرمایا کہ اسے اچھی آواز عنایت نہ فرمائی ہو لہذا اس سے لطف اندوز ہونا اس کی نعمت کا شکریہ ہے اور وہ اس ارشاد خداوندی کے مطابق ہے اور اپنے پروردگار کی نعمت کا شکر (۲) ادا کرو اس سے بھی لطف اندوز ہونے کی تائید ہوتی ہے اور بری آواز کو پسند نہیں کیا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ ربی ہے۔ تحقیق بری آوازوں میں سے گدھے کی آواز ہے۔ (۳) لہذا ثابت ہوا کہ اس کی ضد پسندیدہ ہے۔ کیونکہ ہر شے اپنی ضد سے ظاہر ہوتی ہے اور اس لئے بھی کہ وہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور دلوں پر اس کا گہرا اثر ہوتا ہے کہ ان حضرت داؤد علیہ السلام کی مجلس سے جنازے اٹھائے جاتے تھے۔ جیسا کہ ثقات سے مروی ہے کہ تحقیق ان (حضرت داؤد) کی قرأت کو آدمی جن اور وحشی جانور اور پرندے سنتے تھے جب وہ زبور تلاوت فرماتے تھے اور ان کی مجلس سے چار سو جنازے اٹھتے تھے جو بلاشبہ سننے والوں کے ہوتے تھے۔ مولانا علاء الدین ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے کتاب نوادر الاصول میں ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (۴) تحقیق حضرت داؤد علیہ السلام زبور شریف ستر لہجوں میں تلاوت فرماتے تھے اور وہ اس خوبی سے قرأت فرماتے تھے کہ زمین کے اندر

(۱) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَعَثَ النَّبِيَّ فَطَأَ إِلَّا وَكَلَهُ حُسْنَ الصَّوْتِ (حدیث شریف)

(۲) وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (قرآن مجید پارہ ۳۰ سورہ ضحیٰ)

(۳) إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ (قرآن مجید پارہ ۲۱ سورہ لقمان)

(۴) وَذَكَرَ التِّرْمِذِيُّ فِي نَوَادِرِ الْأُصُولِ بِالْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي دَاوُدُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يَقْرَأُ الزُّبُورَ سَبْعِينَ صَوْتًا وَكَانَ يَقْرَأُ قِرَاءَةً يَطْرِبُ مِنْهَا الْهَوَامَ وَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَبْكِيَ نَفْسَهُ لَمْ يَبْقِ دَابَّةٌ فِي بَرٍّ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا أَنْ يَسْمَعَنَّ صَوْتَهُ، فَالصَّوْتُ الْحَسَنُ إِذَا كَانَ مُعْجِزَةً النَّبِيِّ فَاسْتِمَاعُهُ وَاجِبٌ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

رہنے والے جانور بھی اس سے سرور ہوتے تھے اور جب وہ اپنے نفس کو رلانے کا ارادہ فرماتے تھے تو خشکی اور تری کا کوئی جانور باقی نہیں رہتا تھا کہ ان کی آواز کو نہ سنتا ہو۔ لہذا جب اچھی آواز بنی کا معجزہ ہے تو اس کا سننا واجب ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے۔ اسی طرح سماع کا حکم ہے۔ جس طرح اظہار و مشاہدہ اور قبول معجزے کا حکم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو آوازیں ملعون ہیں۔ (۱)

(۱) رونے کی آواز مصیبت میں

(۲) باجے کی آواز خوشی کے وقت

تو یہ اس کے (سماع کے) مباح ہونے کی دلیل ہے خصوصاً اس لئے کہ خطاب کا مفہوم اس احوال کے علاوہ مباح ہونے کا متقاضی ہے ورنہ تخصیص (دو آوازوں کی تخصیص باطل ٹھہرے گی لہذا سمجھ لو۔

(۳) مزامیر (۴) یعنی ساز کے متعلق

مزامیر ساز ہے اس میں موزوں آوازیں پائی جاتی ہیں اور وہ بذات خود مباح ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ اس کی حرمت کا سبب اور ہے اور وہ ہے شراب کی یاد۔ چنانچہ ثقہ راویوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ شراب حرام ہوئی تو مزامیر بھی حرام ہوا۔ اس لئے کہ شراب پیتے وقت لوگ مزامیر بھی بجاتے تھے۔ لہذا شراب کی یاد کی وجہ سے مزامیر بھی حرام ہوا اور وہ اس تعلق کی بنا پر ٹھہرا جو اس کی حقیقت میں داخل نہیں ہے۔ لہذا جب یہ سبب و تعلق نہیں رہا تو اس کی حرمت بھی نہیں رہی۔ چنانچہ جنگ میں نقارہ اور بچ وقت نوبت وغیرہ بجانے کو مباح قرار دیا ہے۔ الغرض یہ

(۱) اَمَّا قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ صَوْتَانِ مَلْعُونَانِ صَوْتُ بُكَاءٍ عِنْدَ مُصِيبَةٍ وَ صَوْتُ

حَزْمًا عِنْدَ نِعْمَةٍ فَهُوَ دَلِيلُ الْإِبَاحَةِ.

(۲) مزامیر جمع مزمار کی بمعنی بانسری کے مجاز آگویوں کے ساز

ثابت ہو گیا کہ سبب کے بدلنے سے حکم بھی بدل جاتا ہے۔ جب دل لہو و لعب اور حرص و ہوا سے پاک اور برگزیدگی اور پاکی سے موصوف ہو گیا اور خدائے تعالیٰ کے دیدار اور اس کے وصال کا مشتاق ہو گیا تو مزامیر کی آواز (بھی) کدورت سے صفائی کی طرف اور پستی سے بلندی کی طرف مائل کرتی ہے، اس لئے کہ اچھی آواز ارواح کی غذا ہے اور (وہ) عالم ملکوت کی سیر میں قوت بخشتی ہے اور (حضرت) ذوالنون مصری کے قول سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ جب ان سے اچھی آواز کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ خطابات اور اشادات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہر نیک مرد اور نیک عورت کو عنایت فرمائے ہیں۔ لہذا علت کے نہ رہنے کی وجہ سے ان دونوں کا سننا مباح ہے۔ اسی طرح جنگ میں نثارہ بجانا ہے کیا نہیں دیکھا کہ نبی ﷺ نے نکاح کے اعلان کے لئے دف بجانا جائز رکھا ہے۔ صحاح کی حدیث مروی ہے کہ نکاح کا اعلان کرو۔ چاہے دف ہی ہو۔ (۱)

عید کے دنوں میں خوشی کا اظہار حدیث شریف سے ثابت ہے اور جان لو بلاشبہ اس کی (دف کی) آواز میں دو خوبیاں ہیں۔

(۱) خوشی بخشنا

(۲) اظہار کرنا

خوشی کا سبب اس کی موزونیت ہے اور اعلان کا سبب اس کی شدت ہے۔ لہذا ان دونوں اوصاف کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے اس کے (سماع کے) سننے اور دف بجانے کو مباح ٹھہرایا جو مزامیر اس کے علاوہ ہے اسی پر قیاس کیا جائے گا کیونکہ ان دونوں کا حرام ہونا علت کی موجودگی ہے لہذا اس (علت) کے نہ رہنے سے وہ (خرمت) بھی نہیں رہی۔ یہی وہ دلیل ہے جس پر حضرت امام غزالی نے مزامیر کی آواز کو چھپانے والے پرندوں کی آواز کی مثل قرار دیا ہے اور اس کا سننا مباح ٹھہرایا

(۱) اِغْلِنُوا لِنِكَاحٍ وَلَوْ بِالذَّفِّ

ہے۔ لہذا اسی بنا پر بعض مغلوب الحال (صاحبوں) نے شوق کے غلبہ سے مزا میر سے گانا سنا ہے لیکن ہمارے مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سماع اس تہمت سے بری ہے اور وہ صرف مخصوص قوال کی آواز ہوتی تھی مع ان اشعار کے جو اللہ تعالیٰ کی صفت کے کمال کی خبر دیتے ہیں۔

(اصول السماع اردو ترجمہ علامہ اخلاق حسین دہلوی)

شرائط سماع

سماع کے سامعین مشائخ نے سماع سننے کے لئے چند شرطیں بتائی ہیں جن پر عمل کرنا ہر سننے والے کے لئے ضروری ہے۔ سماع سننے کی چھ شرطیں ہیں۔

(۱) مستمع۔ سماع سننے والے عشقی نسبت رکھتے ہوں۔
 (۲) مسموع (جو سنا گیا) یعنی جو کلام سننے میں آتا ہو وہ کسی حریق عشق صوفی کا ہو۔
 (۳) مسموع (سنانے والا) جو کلام سنا رہا ہو وہ بالغ ہو اور پابند شرع۔ کسی صاحب عشق کا مرید یا معتقد خاص ہو۔

(۴) ارادہ (نیت) عشق الہی پڑھنے یا قبض باطنی کے دور ہونے کے لئے ہو۔
 (۵) اخوان یعنی محفل سماع میں بیٹھنے والے سب عشقی نسبت رکھتے ہوں صرف زہد و عبادت کے حامل نہ ہوں۔

(۶) زماں (وقت) فراغت اطمینان اور سکون کا وقت ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی مشغولی نماز اور جماعت سے محروم کر دے۔

آداب سماع بھی چھ ہیں۔

(۱) سننے والے با وضو ہوں۔

(۲) نشست دوزانوں یا چازانوں ہو۔

(۳) لطیفہ قلب پر توجہ ہو یا اس لطیفہ پر جس پر مرشد نے توجہ کرنے کا حکم دیا ہو۔

(۴) محفل سماع کے آغاز اور انتہا پر فاتحہ خوانی ہو۔ اس فاتحہ میں ان بزرگ کا نام خاص طور پر لیا جائے جن سے سننے کی اجازت آئی ہے۔ (۱)
 (۵) سامعین میں جو کوئی وجد میں آکر کھڑا ہو جائے تو ساری محفل کھڑی ہو جائے۔

(۶) محفل میں کوئی صاحب نسبت بزرگ ہو جو صاحب کیف کو سینہ سے لگا کر توجہ دے اور نسبت عشقی کا فیضان کرے۔

(مکتوب سماع از مکتوبات عالیہ)

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی نے فرمایا کہ قوالی تین شرط سے سنی چاہئے۔

ایک اخوان دوسرے زمان تیسرے مکان۔

یعنی سننے والے (اخوان) سب ہم خیال ہوں اور مکان سر راہ اور مسجد کے قریب نہ ہو اور زماں یعنی وقت ایسا ہو کہ کھانے کا نہ ہو سونے کا نہ ہو اور نماز کا نہ ہو۔
 دہلی میں حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اجل شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قادریؒ سے سماع کو بہت فروغ ہوا آپ کثرت سے سماع سنتے تھے۔ سماع میں سامعین کو کیفیت ہوتی ہے اور وجد آتا ہے۔ وجد کے بارے میں علامۃ الوریٰ حضرت مولانا فخر الدین زراوی اصول السماع میں تحریر کرتے ہیں۔

وجد کی حقیقت

تواجد (۲) موزوں حرکت ہے جو مستمع (۳) سے بلا اختیار غلبہ سماع کے سبب

(۱) سلسلہ آبادانیہ میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہماکا۔

(۲) تواجد۔ وجد پیدا کرنے کی کوشش کرنا

(۳) مستمع۔ سماع سننے والا

صادر ہوتی ہے (اور وہ) مستحسن ہے کیوں کہ قلب وجد کا طالب ہوتا ہے اور وجد محبوب کے وجود کی طرف بلا تا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ارشاد سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تواجِد پر لہو و لعب کا اطلاق کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے معاویہ (کیا) وہ شخص بزرگ نہیں ہے جو دوست کے ذکر کے وقت جنبش کرے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے تواجِد کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تحقیق کہ جب اللہ تعالیٰ نے روز اول میں روحوں کو خطاب فرمایا اپنے اس قول اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) سے تو (روحیں) اپنے رب کے کلام سننے سے مستغرق و محو ہو گئیں۔ جب روحیں سماع سنتی ہیں تو اس کی یاد ان کو حرکت میں لاتی ہے۔ الغرض سماع میں جنبش کرنے سے انکار نہیں کیا گیا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خود ایسا کیا ہے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی ایسا کیا ہے۔ تحقیق کہ مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔ اَنْتَ مِنِّي وَ اَنَا مِنْكَ یعنی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تو انہوں نے جنبش فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر (طیار) رضی اللہ عنہ سے فرمایا اَشْبَهْتُ خُلُقِي وَ خُلُقِي تَمَّ خُلُقْتِ فِيْ اَوَّلِ خُلُقِي فِيْ مِثْلِي مِنْ مِثْلِي مِنْ مِثْلِي (تو انہوں نے جنبش فرمائی۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا کہ تم میرے بھائی بھی ہو اور محبوب بھی ہو) وَقَالَ لِزَيْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اَنْتَ اَخُونَا وَ مَوْلَانَا فَحَجَلْ (تو انہوں نے جنبش فرمائی)۔ (۱)

(۱) حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا جناب رسالت مآب ﷺ امیر المؤمنین حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کو یہ کلمات کہہ کر وجد میں لاتے تھے۔ حَرَقَهُ حَرَقَهُ عَيْنَ لَعْنَةٍ حَرَقَهُ شَيْءٌ صَغِيرٌ اَبِيْ يَهِيْ فَرَمَاتِيْ تَحْتِيْ كَهْ جَبْ دَرُوْشِ سَمَاعٍ كِيْ حَالَتِيْ فِيْ هَاتِيْ مَارْتَا يَهِيْ تَو هَاتِيْ كِيْ شَهْوَتِيْ جَهْرًا جَاتِيْ يَهِيْ اَوْرَجِبْ پَاوِيْ زَمِيْنِ پَر مَارْتَا يَهِيْ تَو جَو شَهْوَتِيْ پَاوِيْ فِيْ هُوْتِيْ يَهِيْ نَكَلْ جَاتِيْ يَهِيْ۔ اِذَا طَرَحَ جَبْ نَعْرَهَا مَارْتَا يَهِيْ تَو اَنْدَرُ كِيْ شَهْوَتِيْ بَاہِرْ نَكَلْ پَرْتِيْ يَهِيْ (سیر الاولیاء ص ۵۰۱)

خوشی میں جنبش کرنا روح کی صفت ہے جیسا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے اور قلب کی حرکت بھی اسی سے ہے۔ روح حرکت کرنے والی ہے اور قالب (بدن) کو حرکت دی جاتی ہے۔ جب روح نغمے سے حرکت میں آتی ہے اور دل بھی اس وقت اس کے ساتھ ہوتا ہے تو وجد کرنے والے سے موزوں حرکت کے سوا اور کچھ صادر نہیں ہوتا۔ جب نغمہ چچی تلی آواز ہے تو اس سے انکار کی کوئی راہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ وجد کرنے والے کے اختیار میں نہیں ہے۔ پھر رقص وجد کے علاوہ ایک چیز ہے کیونکہ اس (رقص) میں حرکت کرنا بناوٹی کاری گروں کے اختیار میں ہوتا ہے اور وہ بیوقوفوں کا کام ہے اور بناوٹی کاریگر خواہشات نفسانی سے مغلوب ہوتے ہیں۔ لہذا وہ بالاتفاق حرام ہے۔ لیکن وجد کرنے والوں کی حرکت ان کے احوال کے مختلف ہونے کی بنا پر رنگ برنگ کی ہوتی ہے جیسے ذبح ہونے والے جانور سے ذبح کے وقت صادر ہوتی ہے اور جو حرکت ان سے طلب کے وقت نمودار ہوتی ہے وہ ایسی ہوتی ہے جیسے ساحل سے پانی کو دیکھ کر مچھلی میں ہوتی ہے اور جو حرکت خوشی کے وقت ان میں پیدا ہوتی ہے وہ ایسی ہوتی ہے جیسے روشنی دیکھنے سے پروانے میں پیدا ہوتی ہے۔ لہذا وہ نفس کے لئے ہلاکت اور مصیبت ہے اور دل کے لئے طلب و حرکت ہے اور دل کے لئے مسرت ہے۔ الغرض نفس اس سے ہلاک ہو گیا اور دل نے اس سے راہ پائی اور روح اس سے مسرور ہو گئی۔ یہ جنبش اور وجد اہل کمال سے مخصوص ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اس قصیدے کے سنتے وقت صحابہ کرام سمیت جنبش فرمائی جو محبت کی باتوں سے بھرپور ہے۔

لَقَدْ لَسَعْتُ حَيَّةَ الْهَوَى كَبِدِي فَلَا طَبِيبَ لَهَا وَلَا رَاقٍ
إِلَّا الْحَبِيبُ الَّذِي شَفَعْتُ بِهِ فَعِنْدَهُ رَقِيبَتِي وَ تَرِيَاقِي

بلاشبہ دوستی کے سانپ نے مجھے ڈس لیا ہے اس کا نہ کوئی طبیب ہے نہ کوئی سیانا (جھاڑ پھونک کرنے والا) بجز اس دوست کے جس پر میں فریفتہ ہوں ہاں وہ محبوب

(علاج کر سکتا ہے) جس کا میں گرویدہ ہوں۔ سو اس کے پاس میرا منتر بھی ہے اور میری دوا بھی۔

یہاں تک کہ آپ کی چادر شریف آپ کے شانہ مبارک (کندھے) سے گر گئی۔ لہذا جب وجد فرمانا بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا عمل ہے تو وہ بہت ہی اچھا ہے اگرچہ اس کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے وہ ایک کھیل ہے جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو منسوب فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول آپ کا کھیل کیا ہی اچھا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع فرمایا جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اس وجد کے لئے ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے۔ اس کا ظاہر نظر آنے والی حرکات ہیں اس کا باطن پوشیدہ واردات ہیں اور وہ ارباب ظاہر کے نزدیک بیہودگی ہے اس لئے ہے کہ وہ پوشیدہ واردات سے ناواقف ہیں۔ وہ صرف ظاہری حرکات کو محسوس کرتے ہیں لیکن وہ (وجد) اہل باطن کے نزدیک جدوجہد اور ریاضت ہے اس لئے کہ وہ پوشیدہ مشاہدات و واردات پر حاوی ہیں اور ان سے واقف ہیں اور ظاہری حرکات کو نظر انداز کر دیتے ہیں پھر یہ حدیث شریف مستند ہے جو ان دونوں حالتوں کی اطلاع دیتی ہے اور وہ صحیح ہے اس میں کوئی شبہ نہیں البتہ صاحب عوارف (۱) کا جو خلجان ہے وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر منحصر ہے کہ انہوں نے وجد کرنے کو کھیل سے تعبیر کیا ہے۔ اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرنے والے اور شکر کرنے والے بزرگ ہیں اور دن ہو یا رات ظاہر ہو یا پوشیدہ وہ اس کی یاد میں سستی نہیں کرتے اور وہ ملائکہ کے اوصاف سے قریب تر ہیں لیکن عشق کی کیفیت

(۱) کتاب کا پورا نام عوارف المعارف ہے اور شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی تصنیف ہے زمانہ قدیم میں شیوخ اپنے مریدوں کو پڑھاتے تھے اس کتاب کا قلمی نسخہ حضرت شیخ نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کو دیا تھا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی نے حضرت بابا صاحب سے یہ کتاب پڑھی تھی۔ یہ اسرار طریقت کی جامع کتاب ہے اور عربی زبان میں ہے اردو ترجمہ بھی دستیاب ہے۔ (مصنف)

سے اور ذوق سماع سے مبرا ہیں اور جب ان دونوں (کیفیات) میں برابری لازم نہیں کہ ایک کے بغیر دوسرا حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ ہمارے شیخ نظام الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ نے فوائد (۱) (فوائد الفواد) میں شیخ عارف نجم الدین قدس اللہ سرہ سے نقل فرمایا ہے کہ شوق کی نعمت سماع کی نعمت کے سوا ہے ہر وہ نعمت جس کا وجود آدمی کے لئے ممکن ہے وہ سب اس برادر عزیز کے لئے موجود ہیں اور صحو کی قوت اور عبادت کی گہری مشغولیت کی وجہ سے ان دونوں کا اثر ان میں ناپید ہے۔ لہذا ان کا یہ تردد اس حدیث شریف کے ضعیف ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ ان کا ضعف حال کی جانب متوجہ کرتا ہے۔ صاحب قوت القلوب (۲) نے اس حدیث کو تحقیق کے ساتھ نقل کیا ہے ان کا زمانہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قریب ہے اور وہ احادیث و اخبار کی صحت اور عدم صحت کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

خاتمہ

یہ جان لو کہ سماع کا مسئلہ مذکور فرقوں میں مختلف فیہ ہے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ لہذا اس کا مباح ہونا کسی ایک زمانے سے بلا دوسرے زمانے کے مقید نہیں ہے یعنی یہ نہیں ہے کہ کسی زمانہ میں مباح ہے اور کسی میں نہیں۔ یہی حال اس کے مباح ہونے اور حرام ہونے کا ہے کہ دونوں حکم وحی کے علاوہ اور کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتے اور وحی نازل ہونا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد منقطع ہو چکا ہے پھر انکار کرنے والے کی یہ بات کیسے صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اس نے وہ بات کہی ہے جس کا

(۱) فوائد سے مراد فوائد الفواد ہے جو حضرت محبوب الہی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ حضرت امیر حسن علاء ہجری کی تالیف ہے جو نامور شاعر اور ادیب تھے حسن تخلص تھا حضرت محبوب الہی سے بیعت تھے۔ بدایوں شریف کے رہنے والے تھے، مزار دولت آباد میں ہے۔

(۲) قوت القلوب حضرت شیخ عثمان ابوطالب کی تالیف ہے جس میں اخلاق کے عنوانات کے تحت احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ (مصنف)

اسے حق نہیں ہے اور یہ بات ہے کہ سماع زمانہ سلف میں مباح تھا اور اب بالاتفاق حرام ہے کیونکہ موجودہ زمانہ میں اہل ناپید ہیں۔ یہ بات کہنی دراصل وحی کا اور علم غیب کا دعویٰ کرنا ہے کیونکہ اہل سماع کا ناپید ہونا ان دونوں کے بغیر متحقق نہیں ہوتا اور یہ بالاتفاق کفر ہے۔

لہذا ثابت ہو گیا کہ یقیناً اس قول میں گمراہی کا مادہ ہے اور گمراہ بدعتی کے سوا اور کوئی ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ لہذا اس رسالہ کو انصاف کی نظر سے مطالعہ کرو کہ اختلاف کا سبب پوری طرح معلوم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں نبی المختار علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی نیک آل کے طفیل سلف صالحین کی پیروی کرنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔

(رسالہ اصول السماع)

تشریح: سیر و حدیث کی تقریباً ہر کتاب میں حضور کے ادائے عمرہ کا ذکر موجود ہے۔ صلح حدیبیہ کے دوسرے سال کے واقعہ ہے۔ آنحضرت ﷺ صحابہ کرام کی کثیر جماعت کے ساتھ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ آمِنِينَ۔ مکہ شریف سے واپسی کے موقع پر عمارہ بنت حمزہ حضور ﷺ کے پاس چچا کہتی ہوئی دوڑ کر آئیں۔ حضرت علی، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر طیار بن ابی طالب آپس میں جھگڑ پڑے کہ اس یتیم بچی کی پرورش کون کرے۔ حضرت علی نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے لہذا اس کی پرورش میں کروں گا۔ آنحضرت نے یہ جذبہ دیکھ کر فرمایا اَنْتَ مِنْنِي وَاَنَا مِنْكَ (تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں) حضرت زید نے کہا حمزہ میرے دینی بھائی تھے اور یہ میری بھتیجی ہے لہذا اس کی پرورش کا میں حق دار ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا اَنْتَ مَوْلَى اللّٰهِ وَمَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ (تم اللہ اور رسول دونوں کے مولیٰ ہو) حضرت جعفر طیار نے کہا یہ میری چچا زاد بہن ہے اور اس کی خالہ (اسما بنت عمس) میری بیوی ہیں جو ماں کا حق ادا کرے گی۔ آنحضرت نے حضرت جعفر طیار کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا اَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي (تمہارا ظاہر و باطن دونوں مجھ سے ملتا جلتا ہے) سرکارِ دو عالم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ مبارک الفاظ سن کر حضرت جعفر طیار پر وجد طاری ہو گیا اور آپ رقص کرنے لگے۔

فَلَمَّا قَضَىٰ بِهَا لِيَجْعَلَ قَامَ جَعْفَرَ فَجَعَلَ حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هَذَا يَا جَعْفَرُ؟ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَانَ النَّجَاشِيُّ إِذَا رَاضِيَ أَحَدًا قَامَ فَجَعَلَ حَوْلَهُ - جب آنحضرت ﷺ نے (حضرت) جعفر کے حق میں فیصلہ کر دیا تو جعفر اٹھے اور حضور کے گرد ایک پاؤں اٹھا کر رقص کرنے لگے۔ آنحضرت نے پوچھا جعفر یہ کیا ہے؟ جعفر نے کہا یا رسول اللہ! نجاشی جب کسی کو خوش کرتا ہے تو وہ اس کے گرد اسی طرح رقص کرتا ہے۔ یہ روایت ابو داؤد، بیہقی ابن ہشام اور واقدی نے نقل کی ہے۔

عارف باللہ حضرت امام احمد بن محمد بن محمد طوسی الغزالی نے ”جواز سماع مع مزامیر“ پر عربی میں ایک بڑا مفید رسالہ ”بَوَارِقُ الْأَلْمَاعِ فِي تَكْفِيرِ مَنْ يَحْرِمُ السَّمَاعِ تَحْرِيرُ كَيْفَا“ ہے۔ امام احمد غزالی نے اس رسالہ میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ سماع مزامیر کے ساتھ جائز ہے۔ اس رسالہ کا اردو ترجمہ مولانا حکیم محمد محسن فاروقی رئیس پیمراؤں ضلع مراد آباد یوپی نے کیا اور اس کا نام ”رسالہ جواز سماع“ رکھا۔ اس رسالہ پر فاضل اجل مولانا محمد طیب مکی پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور نے تقریظ لکھی ہے۔ یہ رسالہ ستمبر ۱۹۰۲ء میں حافظ احمد علی خاں شوق منصرم کتب خانہ ریاست رامپور و مالک مطبع احمدی لنگر خانہ رامپور کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ اس رسالہ سے چند اقتباسات نقل کئے جا رہے ہیں تاکہ لوگ سماع کے بارے میں جان سکیں کہ ”سماع مع مزامیر“ جائز ہے۔

حضرت امام احمد غزالی لکھتے ہیں:

صوفیائے کرام و فقراء باصفا جو راگ سنتے ہیں اور قوال جو حقانی اشعار گاتا ہے اور مضامین تو حید سناتا ہے ان کو اس لئے سنتے ہیں کہ دل میں رقت پیدا ہو اور دقائق حقائق و اسرار حقیقت پر مطلع ہوں۔ حجابہائے کشف درمیان سے انھیں اور خیالات لطیف سے بہریاب ہوں۔

(رسالہ جواز سماع ص ۳)

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ لِعِنِّي اللَّهُ تَعَالَىٰ بِنَاوِثٍ مِّنْ جَوْشَرٍ جَاهِتَا هُوَ زِيَادَةٌ كَرْدِيَتَا هُوَ۔ بعض مفسرین نے اس موقع پر لفظ ”خلق“ کے معنی صوت حسن یعنی اچھی آواز کے لکھے ہیں کہ اس میں خدائے تعالیٰ جیسی چاہتا ہے زیادتی پیدا کرتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا یعنی جو شخص قرآن کو خوش الحانی کے ساتھ نہ پڑھے اس کا شمار ہم میں نہیں ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ یعنی اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو۔ بہر کیف اس سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ نغمہ ہائے موسیقی یا یوں کہو کہ تال سر کے ساتھ آواز بلند کرنا انسان کا مطلوب و محبوب ہے۔ فقرار اور اہل حال و قال میں جو راگ یا سماع مروج و متعارف ہے اس میں تین چیزوں کی ضرورت ہے۔

(۱) زمان (۲) مکان (۳) اخوان

(۱) زمان

سماع کا وقت وہ ہونا چاہئے جس وقت سننے والوں کے قلوب صاف مچیں ہوں اور ان کا مقصد راگ سننے سے یہ ہو کہ اس کے ذریعہ سے اجتماع حواس ہوگا اور ہمارا ظاہر حظوظ نفسانیہ سنے پاک ہوگا اور باطن جو برے خیالات سے آلودہ رہتا ہے اس کا تزکیہ ہوگا اور توجہ پورے طور پر حضور قلب کے ہم اس قابل ہونگے کہ حضرت جل و علیٰ کی حضوری و خوشنودی حاصل کر سکیں جس سے اعلیٰ کوئی مرتبہ انسان کے لئے نہیں ہے اور اسی لئے انسان پیدا کیا گیا ہے تو جب اس درجہ صفائی قلب و تجرد علائق کا وقت ہو اور صاحب دلان پاک سرشت ایک جگہ جمع ہوں اور انکی غرض بھی سوائے تقرب ذات کے اور کچھ نہ ہو تو ضرور ہے کہ ایسے وقت اور ایسے اجتماع سے اصحاب نظر کے انوار قلوب ایک دوسرے پر منعکس ہونگے اور نور و سرور برابر ترقی کرے گا۔ ہر ایک تجلیات حقیقی سے مستفیض و منور ہوگا اور بہت سے پردے اٹھ جائینگے بعینہ یہی حال جنت میں اہل جنت کا ہوگا۔ (رسالہ جواز سماع ص ۸)

(۲) مکان

سماع کے لئے بہتر و مناسب ایسا مکان ہے جو تخلیہ کا ہوتا کہ طبیعت منتشر نہ ہونے پائے یا خانقاہ ہو۔ سچ پوچھو تو سب سے بہتر مسجد ہے کیونکہ مسجد عبادت کے لئے بنائی جاتی ہے اور قلب ایک ایسی چیز ہے جو معرفت الہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور انوار ایزدی کا محل و جائے نزول ہے تو جب کوئی صاحبِ دل صرف اس لئے مسجد میں بیٹھ کر سماع میں متوجہ ہو کہ دل میں نور بڑھے اور نفس مجلی و مصفی ہو تو ظاہر ہے کہ نہایت مناسب ہوگا بمقابلہ اس شخص کے جو حضور قلب تو رکھتا نہیں اور نماز پڑھنے مسجد میں آوے۔ اس بزرگ کا سماع زیادہ بہتر ہوگا۔ قاعدہ ہے کہ جو مقامات عبادت ہوتے ہیں ان پر تجلیات عالم غیب سے نازل ہو کرتے ہیں جیسا کہ اصطبل کو جو ہر قسم کی نجاست و غلاظت کی جگہ ہے مسجد بنا لیا جاتا ہے تو ایک طرح کی عظمت و شان اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔

پس جس وقت اہل صفا و پاک باطن لوگ مکان عبادت میں جمع ہوئے اور اس اجتماع سے انکا مقصد بھی یہی ہے کہ ایک دوسرے کی صفائیِ قلوب میں ترقی کرے اور تجلیات و انوار سے زیادہ مشرف ہو، دل و نفس کا تزکیہ ہو خصوصاً اس مکان کی فضیلت کا بھی اثر حاصل کرے تو ضرور ہے کہ ان کے احوال میں کافی تغیر ہوگا اور روشنی باطن کا بہت فائدہ اس جگہ کی خصوصیت سے ان کو پہنچے گا۔ لہذا مسجد میں سماع زیادہ موجب خیر و برکات ہوگا۔ نسبت کسی دوسری جگہ کے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسجد پر ہیزگار کا گھر ہے سو ان صاحبوں سے زیادہ پر ہیزگار و مستحق قیام کون ہو سکتا ہے۔ (رسالہ جواز سماع ص ۱۱)

(۳) اخوان

ایک تو اخوان مطلق جو کلمہ کے شریک ہیں اور فحوائے انما المؤمنون اخوة سب بھائی ہیں۔ اہل اللہ کو ان عام بھائیوں کی صحبت تو بالکل روا نہیں ہے۔ صرف اتنی دیر کی

اجازت ہے کہ ان کے نفع کی کوئی بات انہیں بتادی جائے۔ اس سے زیادہ مجالست مناسب نہیں۔ دوسرے اخوان ارادت و محبت۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ہیں تو عوام میں داخل مگر فقرا سے محبت رکھتے ہیں۔ اپنے جان و مال سے اہل اللہ کی خدمت کرتے ہیں اور آرام دیتے ہیں تاکہ وہ باطمینان تمام اپنے اشغال و اذکار میں مصروف رہ سکیں اور فکر معاش ان کے نیک و ضروری کام میں حارج نہ ہو۔ ایسے لوگ بھی اگرچہ ان کے ہم مشرب نہیں ہیں لیکن چونکہ محبت و معتقد ہوتے ہیں ان کی صحبت جائز ہے۔ اس لئے بوجہ ارادت و اعتقاد کے وہ لوگ ان بزرگوں کے پاس بیٹھ کر کچھ نہ کچھ حاصل کریں گے۔ (رسالہ جواز سماع ص ۱۲)

اخوان الصفا

یہ وہ لوگ ہیں جو ارباب ذوق و شوق و اصحاب وجد و شہود کہلاتے ہیں جن کے دل صاف و منور ہیں اور واصل بخدا ہیں۔ فقرا کو ایسے لوگوں کی مصاحبت و مجالست خصوصاً سماع میں واجب ہے جیسا کہ لڑائی کے وقت ہتھیار لگانا واجب و ضروری ہے۔ مریدوں کو ایسے بزرگوں کی خدمت میں جانا ثواب ہے اور جو لوگ ان صاحبوں سے محبت رکھتے ہیں ان کے لئے بھی بہت بہتر ہے گو وہ خود کچھ نہ ہوں اس لئے کہ حرکات و سکنات میں اہل کمال سے مشابہت پیدا کرنا بھی اچھی بات ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت پیدا کرے اس کا شمار اسی (۱) قوم میں سے ہوتا ہے اور جو کسی جماعت سے محبت رکھے گا اس کا حشر اس کے ساتھ ہوگا۔

قرآن شریف میں آیا ہے وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّاسْمَعَهُمْ مَنَّافِقُونَ کے بیان میں فرمایا ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ ان میں کوئی خیر و بہتری جانتا تو انہیں سنا تا حق اور حکمت و نصیحت کی باتیں۔ اب یہ سنانا عام ہے کہ قرآن سنا تا یا حدیث یا اشعار فحوائے اِنَّ مِنَ الشُّعْرِ لِحِكْمَةٍ اشعار میں بھی حکمت کی باتیں ہوتی ہیں۔ اس آیت کے مضمون سے

(۱) مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

صاف ظاہر ہے کہ جس شخص میں خدا نے خیر نہ سمجھی اسے حکمت و معرفت وغیرہ امور خیر نہیں سنائے۔ لہذا جو خیر و حق اشعار حقانی میں ہے (جو سماع میں گائے جاتے ہیں) ان سے بھی اسے محروم رکھے گا اور ایسا ہی شخص سماع سے انکار کر سکتا ہے جسے سماع میں کوئی خیر و حکمت وغیرہ فوائد محسوس نہ ہوں۔ اگر کوئی گانا سننے، دف سننے، اور خوش آوازیوں سے محفوظ ہونے سے انکار کرے اور اسے برا سمجھے تو فی الحقیقت وہ سنت کا خلاف کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ سنت کی مخالفت کا اعتقاد بھی کفر ہے۔

جوازِ سماع

بخاری و مسلم کی حدیث ہے (۱) ربیع بنت معوذ بن عفراء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے یہاں تشریف لائے اور میرے بچھونے پر تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت میرے پاس دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی دف بجا رہی تھیں اور اپنے بزرگوں کے متعلق جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے اشعار گارہی تھیں ایک شعر یہ تھا

قارب اقوام بدر قة تھمد بضر ب و طعن والسیوف المھند

گاتے گاتے ایک لڑکی نے یہ مصرع پڑھا (۲) و فینا نبی یعلم مافی غد (یعنی ہم میں ایک نبی ہیں اور وہ ایسے ہیں جو کل کا حال جانتے ہیں) یہ مصرع حضرت نے سن کر اس سے فرمایا اس مصرع کو مت پڑھو اور وہی کہتی رہو جو پہلے سے کہتی تھیں۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لڑکیوں سے گانا اور اشعار مع دف سننے (رسالہ جواز سماع ص ۱۲-۱۳-۱۴)

(۱) عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت جاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجلس علی فراشی و عندی جویریتان یضربان بالدف و یند بن من قتل من آبائھن یوم بدر فقالت احدھما و فینا بنی یعلم مافی غد ا فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعی هذا قولی ما کنت تقولین و کان الشعر تحارب اقوام یرقہ تھمد بضر ب و طعن والسیوف المھند فعدلت.

(۲) احدھما الی قولھا و فینا نبی یعلم مافی غد (پ ۲۳ س الزمر آیت ۱۷-۱۸ ر کوع ۱۶)

وفی مسند احمد ان الحبشہ کانوا یدفون بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویرقصون ویقولون محمد عبد صالح فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما یقولون قال یقول محمد عبد صالح (۱)

یعنی مسند امام حمد میں ہے کہ حبشی لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دف بجا رہے تھے اور رقص کر رہے تھے اور یہ الفاظ کہتے جاتے تھے محمد عبد صالح آپ نے کسی سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا کہتے ہیں عرض کیا گیا محمد عبد صالح کہتے ہیں۔ یہ حدیث صراحۃً اس پر دلالت کرتی ہے کہ رقص دیکھنا اور غنا مع دف کے سینا جائز ہے۔ (رسالہ جواز سماع ص ۱۷)

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی ﷺ کان واقفا علی باب بیتی والحبشۃ یلعبون بحر ابہم فی المسجد وانا انظر الی لعبہم۔ یعنی بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر کے دروازے پر تشریف فرما تھے، حبشی لوگ اپنے نیزوں سے مسجد میں کھیل رہے تھے اور میں ان کا کھیل دیکھ رہی تھی۔ پس جب کہ کھیل مسجد میں اور شارع علیہ السلام کے سامنے جائز ہوا تو دوسرے موقعوں پر بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا (رسالہ جواز سماع ص ۱۹)

ہم ایک آیت اور پیش کرتے ہیں فَبَشِّرْ عِبَادَ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَبَابِ۔ یعنی اے پیغمبر ہمارے ان بندوں کو خوشخبری سنا دو جو کلام کو کان لگا کر سنتے اور اسکی اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہدایت دی ہے اور یہی (لوگ) عقل سلیم بھی رکھتے ہیں۔ اس میں لفظ قول آیا ہے جو عام ہے کہ قرآن ہو یا حدیث یا حکایت صالحین یا کوئی اشعار سنے۔ یہاں خدائے تعالیٰ نے اس شخص کو عقل مند و ہدایت پذیر فرمایا ہے جو کوئی قول سنے اور اس میں سے اچھی بات کی پیروی کرے۔ (رسالہ جواز سماع ص ۲۱)

(۱) ایک روایت میں حدیث کے یہ الفاظ ہیں: كانت الحبشہ یرفون بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویرقصون ویقولون محمد عبد صالح حبشی حضور کے سامنے رقص کرتے ہوئے یہ گارہے تھے کہ محمد عبد صالح (محمد اللہ کے صالح بندے ہیں) مسند جلد ۳ ص ۱۵۲

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک انصاری عورت آپ ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میں نے آپ کے حضور میں دف بجا کر گانے کی منت مانی ہے۔ آپ اجازت دیں تو میں جرات کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے منت مانی ہے تو بجاؤ ان بی بی نے آپ کے سامنے دف بجا کر یہ شعر گائے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مِنْ تَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَادْعَى لِلَّهِ دَاعٍ

اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے عورت کا گانا اور دف بجانا سنا اور ان کو اجازت دی۔ یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ نذر حرام کام کی کی جائے تو ہوتی ہی نہیں، جب منت پوری کرنے کی اجازت دی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ فعل حرام نہ تھا۔ (رسالہ جواز سماع ص ۲۲) حضرت امام غزالی اس باب کے آخر میں لکھتے ہیں:

”ہم نے جو حدیثیں درباب اباحت سماع و دف وغنا و اشعار بیان کی ہیں احاد الاصل (۱) اور مشہور الفرع (۲) ہیں۔ پس ان کا جو کوئی انکار کرے وہ فاسق ہے اور جو شخص امام ابوحنیفہ کے قول کو رسول اللہ ﷺ کے فعل پر ترجیح دے وہ بالاتفاق کافر ہے۔“ (رسالہ جواز سماع ص ۲۶)

ظاہر ہے کہ کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ میں کوئی نص قطعی سماع کی حرمت میں وارد نہیں ہوئی پھر کس طرح اس کو حرام کہا جاسکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عام لوگوں کے سماع اور رقص (کو دنا اور حال لانا) کو ایسا سمجھ لو جیسے رسول اللہ ﷺ کے حضور حبشی لوگوں نے گایا اور ناچے اور کوئی اس کی اباحت و جواز کا مخالف نہیں۔ (رسالہ جواز سماع ص ۳۰) آنحضرت ﷺ نے دف کے ساتھ رقص دیکھا اور حضرت عائشہ کو بلا کر دکھایا بھی ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت سے ایک حدیث ہے۔

(۱) احاد الاصل: وہ احادیث جنکی روایت میں ابتدا سے ایک یا دو راوی ہوں۔

(۲) مشہور الفرع: وہ حدیثیں جنکی روایت آگے جا کر باعتبار کثرت روایت حدیثت کو پہنچ گئی ہو۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالساً فسمعنا لفظاً وصوت
صبيان مقام رسول اللہ فاذا حبشیه تزفن ولصبيان حولها فقال يا
عائشہ تعالی فانظري فجئت وموضعت لحي علی منكب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وفجعلت انظر اليها۔

آنحضرت ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ شور اور بچوں کی آوازیں سنائی دیں۔
آنحضرت اٹھ کر گئے دیکھا کہ ایک حبشی عورت ہے جو رقص کر رہی ہے اور بچے اس کے گرد
جمع ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ! آؤ تم بھی دیکھو۔ میں آئی اور اپنی ٹھوڑی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے پر رکھ کر دیکھنے لگی۔ الجامع الاصول کے حاشیہ پر تزفن کے
لفظ کی تشریح ان الفاظ میں ہے۔ تزفن ای ترقص وتضرب بالدف یعنی تزفن کا یہ
مطلب ہے کہ وہ دف بجا کر رقص کر رہی تھی۔ پھر اس حاشیہ میں اس پوری حدیث اور اس
سے پہلے نمبر کی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں وفی ہذین عظیم لطف النبی صلی
اللہ علیہ وسلم بالعباد وجواز سماع اللہو بقدر الحاجة۔ ان دونوں
روایتوں میں امت پر نبی ﷺ کے لطف و کرم کا ذکر ہے اور نیز ان روایتوں سے بقدر
ضرورت سماع لہو (تفریحی گانے) کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

رقص کے بارے میں سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء
محبوب الہی کا ارشاد (سیر الاولیاء کی روشنی میں):

حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ رقص کرنا اسی وقت اچھا ہے جب کہ بے اختیار
اور بے قرار ہو کر گرے اور سلطان عشق اس قدر غالب آجائے کہ اگر وجد نہ کرے تو اسے
نقصان کا اندیشہ ہو۔ نیز فرمایا بدایوں میں ایک واعظ و ناصح تھا اس سے پوچھا گیا کہ سماع
ورقص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا اتنا جانتا ہوں کہ جو بے خود ہوتا ہے وہ
گرم توے پر رقص کر سکتا ہے۔ (سیر الاولیاء۔ امیر خورد کرمانی اردو ترجمہ لاہور) میں نے

(امیر خورد کرمانی) سلطان المشائخ کے دست مبارک کا لکھا ہوا دیکھا ہے کہ بعض پر سماع میں ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ انہیں سدھ بدھ نہیں رہتی اور بعض پر گوہالت طاری ہوتی ہے لیکن وہ اس حالت سے مغلوب نہیں ہوتے اور کمال بھی یہی ہے کہ سماع میں مغلوب نہ ہو۔ بعض سماع میں اس قدر بے خود ہو جاتے ہیں کہ اگر ان کے پاؤں میں لوہے کی میخ ٹھونک دیں تو انہیں خبر نہیں ہوتی اور بعض کی سماع میں یہ حالت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میں بھی مشغول ہوتے ہیں لیکن اگر پاؤں تلے پھول کی پتی بھی آجائے تو اس کی خبر انہیں رہتی ہے اور یہ مرتبہ کاملوں کا ہے۔

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ سماع میں ناموزوں رقص معیوب خیال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ العزیز سماع میں ایک شخص کو مقرر کرتے کہ جو شخص بے اصول رقص کرے اسے مجلس سے نکال دینا۔ (سیر الاولیاء اردو ترجمہ لاہور)

حضرت سلطان المشائخ کی مجلس سماع

حضرت سلطان المشائخ کی عادت تھی کہ مجلس سماع میں شامل ہونے سے دو دن پیشتر کم کھانا کھایا کرتے۔ حضرت اشراق کے بعد مجلس سماع میں محبت و عشق کے سجادہ پر صدر مجلس بنتے۔

اس وقت مشائخ کبار مثلاً شیخ ضیاء الدین رومی۔ میرے (امیر خورد کرمانی) نانا مولانا شمس الدین دامغانی، مولانا حسام الدین، مولانا نظام الدین پانی پتی، شیخ علی زنبیلی جو زمانہ کے سجادہ اور حیدریوں کے سر حلقہ تھے۔ ان کے علاوہ خشکی و تری کے مسافر جو شہر میں موجود ہوتے اس مجلس میں حاضر ہوتے۔ جب نہاری طعام خرچ ہو چکتا تو خوش آواز قوال جو آپ کے ساتھ رہتے مثلاً حسن پبیدی کہ صورت و سیرت میں صوفی مرد تھا اور صامت نام قوال دونوں باری باری اشعار پڑھتے۔ حسن پبیدی عجب قوال تھا شروع کرتے ہی عاشقوں کے دلوں میں آگ سی پھونک دیتا اور سنگ دلوں کو بھی اپنی جگہ سے ہلا دیتا اور وہ چکی کی طرح

گردش کرنے لگتے۔ بعد ازاں صامت قوال جو علم موسیقی میں ناطق معانی تھا شعر پڑھا کرتا۔ الغرض جب سماع شروع ہوتا حضرت سلطان المشائخ پر سماع کا اثر ہوتا۔ حضرت سلطان المشائخ اپنے مقام پر سجادہ کرامت پر کھڑے ہو کر ایک گھڑی تک روتے رہتے اور آستین پر کار و مال آنسوؤں سے تر ہو جاتا تو ہنگامہ سے سماع برپا ہوتا۔ گریہ کے وقت آپ کے چہرہ مبارک پر جیسا کہ عام لوگوں میں ہوتا ہے کسی قسم کا تغیر ظاہر نہ ہوتا۔ کبھی آپ آہ یا نعرہ نہ مارتے صرف ٹھنڈا سانس بھرا کرتے۔ بعض بڑے بڑے جید عالم جو سماع کے منکر تھے حاضر مجلس ہوتے اور حضرت سلطان المشائخ کا گریہ دیکھ کر کمر ہمت باندھ کر آپ کے قدموں پر گرتے اور جس بات کا انکار کرتے تھے لب اقرار سے حضرت کی زمین بوسی کرتے۔

(سیر الاولیاء اردو ترجمہ رسالہ منادی دہلی)

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کا سماع سے عشق

شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کو سماع سے عشق تھا آپ سماع خوب سنتے تھے۔ ایک بار سماع کا ذوق ہوا کوئی قوال موجود نہ تھا۔ آپ نے مولانا بدر الدین اسحاق سے فرمایا وہ خط جو قاضی حمید الدین ناگوری (۱) نے ہمیں بھیجا ہے سناؤ۔ مولانا خطوں

(۱) شیخ حمید الدین ناگوری مشہور سہروردی بزرگ ہیں۔ سلسلہ نسب خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کا نام شیخ محمد اور لقب حمید الدین ہے۔ مرید و خلیفہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے ہیں۔ آپ کا شمار شیخ الشیوخ کے اجل خلفاء میں ہے۔ زمانہ قدیم میں نام کے ساتھ لقب بھی لکھتے تھے۔ یہ لقب اتنا مشہور ہو جاتا کہ لوگ اصل نام کو بھول جاتے تھے اور لقب سے پکارتے تھے۔ مثال کے طور پر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا نام محمد اور لقب نظام الدین ہے۔ عوام (حضرت) نظام الدین کے نام سے زیادہ جانتی ہے۔ آپ بہت بڑے عالم، عارف اور بزرگ تھے۔ آپ نے تصوف میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ آپ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے استاد بھی ہیں اور خلیفہ بھی۔ حضرت خواجہ قطب صاحب نے وصال سے قبل اپنے تبرکات بطور امانت آپ کے پاس رکھے۔ آپ نے حضرت قطب صاحب کے وصال کے چوتھے دن حضرت بابا صاحب کے دہلی آنے پر تبرکات ان کو پیش کئے۔ (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

سے بھرا ہوا جھولا لائے اور اس میں ہاتھ ڈالا اتفاق سے وہی خط ہاتھ آیا جو قاضی صاحب کا تھا۔ مولانا نے خط سنانا شروع کیا۔ حمد و نعت کے بعد تحریر تھا ”فقیر حقیر ضعیف نحیف محمد عطا کہ بندہ درویشاں است و از سر و دیدہ خاک قدم ایثاں“ اتنا سنانا تھا کہ حضرت بابا صاحب پر کیفیت طاری ہو گئی اور آپ وجد کرنے لگے۔

حضرت بابا صاحب کا سماع کے بارے میں فتویٰ

ایک بار آپ سے کسی نے پوچھا کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ! ایک سماع میں جلابھی اور راکھ ہو گیا اور دوسرا ابھی اختلاف ہی کر رہا ہے۔

حضرت محبوب الہی کی آرزو

مولانا علی شاہ جاندار نے دُرِ رِظَامِی میں ایک اہم واقعہ نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت محبوب الہی نے ایک بار فرمایا میں نے شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ روحہ کو دیکھا آپ حجرے میں تشریف رکھتے ہیں، سر برہنہ ہے، چہرہ متغیر ہے اور آپ یہ اشعار گن گنا رہے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ)

۹ رمضان المبارک ۶۴۴ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف درگاہ حضرت قطب صاحب مہرولی شریف میں حضرت خواجہ قطب صاحب کے پائیں اونچے چبوترے پر ہے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ قبۃ الاسلام، مدینۃ الاولیاء بدایوں شریف کے مشہور بزرگ سلطان العارفین حضرت خواجہ سید حسن شاہی روشن ضمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف بڑے سرکار اور آپ کے چھوٹے بھائی حضرت خواجہ بدر الدین شاہ ولایت المعروف چھوٹے سرکار آپ ہی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ احقر غفرلہ نے صاحبزادہ گرامی محمد صہیب فریدی سلمہ کی ولادت سے قبل دیکھا کہ حضرت قاضی صاحب صبح صادق کے وقت غریب خانہ پر تشریف لائے ہیں اور احقر کو ایک اشرفی عنایت کی ہے۔ آپ کی آمد سے پورا گھر مثل چودھویں چاند کے روشن ہو گیا۔ سبحان اللہ علی ذالک (مصنف)

خواہم کہ ہمیشہ در رضای تو زیم خاکی شوم و زیر پای تو زیم
مقصود من بختہ ز کونین توئی از بہر تو میرم و برای تو زیم
ترجمہ: میں صرف تیری رضا کے لئے جینا چاہتا ہوں۔ خاک میں
تبدیل ہونا چاہتا ہوں تاکہ تیرے قدموں تلے جی سکوں۔
اس دنیا میں مجھ ناتواں کا مقصود و منظور صرف تو ہے۔ میری آرزو ہے
کہ جیوں تو تیرے لئے اور مروں تو تیرے لئے۔

اشعار پڑھنے کے بعد آپ نے سر سجدے میں رکھ دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ
نے یہ عمل کئی مرتبہ کیا۔ میں اسی دوران حجرے میں داخل ہو گیا۔ اپنا سر شیخ کے
قدموں میں رکھ دیا۔ شیخ نے فرمایا مانگو کیا مانگتے ہو۔ میں نے دین کی دولت میں سے
ایک چیز مانگ لی۔ شیخ نے عطا کر دی۔ میں بعد میں پشیمان ہوا کہ میں نے یہ کیوں نہیں
مانگا کہ حالت سماع میں میری موت واقع ہو۔

مولانا علی شاہ جاندار اور حضرت قاضی محی الدین کاشانی کے دریافت کرنے پر
آپ نے فرمایا کہ میں نے درویشی میں استقامت کی درخواست کی تھی۔
فوائد الفواد (مرتبہ شیخ حسن علاء سبزی) میں بھی اس واقعہ کی طرف اشارہ ملتا
ہے۔ افغانستان کے مشہور شاعر استاد خلیل اللہ خلیلی نے شاعرانہ انداز میں اس واقعہ کو
نظم کیا ہے۔

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی سبع سنابل شریف میں اس واقعہ کو اس طرح
تحریر کرتے ہیں ”ایک روز مخدوم شیخ فرید گنج شکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قرب میں مسرور
تھے اسی حالت میں آپ نے ارشاد فرمایا ”بابا نظام الدین اس وقت جو مانگنا چاہتے ہو
مانگ لو“ آپ نے دین پر استقامت کی درخواست کی۔ حضرت مخدوم شیخ فرید کے
تشریف لے جانے کے بعد آپ کی خانقاہ میں جب کبھی قوالی ہوتی اور حضرت سلطان
المشاخ پر رقت و کیفیت طاری ہوتی تو آپ افسوس کرتے کہ میں نے اپنے پیر دستگیر
سے دین کے کام میں استقامت چاہی یہ کیوں نہ مانگا کہ میری جان سماع میں جائے

آپ اکثر اوقات یہ شعر پڑھتے۔

از کاسہ رباب مرا نعمتی رسید شد آفتاب ہر کہ از وزرہ چشید
(ساز کے پیالہ سے مجھے وہ نعمت ملی ہے جس نے اس میں سے ایک زرہ چکھ لیا
وہ سورج کی طرح ہو جاتا ہے) (سبع سنابل ص ۱۳۶-۱۳۷)

حضرت محبوب الہی کی مجلس سماع پر حملہ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی ایک دن خیمہ لگا کر سماع سن رہے تھے۔
بادشاہ کے محتسب نے چند لوگوں کے ساتھ آپ کے خیمے پر حملہ کیا اور اس کی رسیاں کاٹ
دیں۔ خیمہ اپنی جگہ لگا رہا اور آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سماع میں مشغول رہے۔
خواجہ حسن نظامی دہلوی نظامی بنسری میں لکھتے ہیں:

کئی روز کے بعد حضرت نے ایک جگہ خیمہ لگا کر قوالی کی مجلس منعقد کی۔ ہم سب
(راج کمار ہری دیو وغیرہ) خیمے کے اندر حاضر تھے اور قوالی ہو رہی تھی۔ حضرت اور حاضرین
پر ذوق و شوق کا عالم طاری تھا۔ یکا یک بادشاہ کے محتسب قاضی ضیاء الدین سنائی اور ان
کے بیٹے چند ہتھیار بند سپاہیوں کے ساتھ وہاں آئے اور زوردار لہجے میں چیخ کر کہا قوالی
بند کرو۔ سلطان نے حکم دیا ہے کہ تلوار کے زور سے اس خلاف شریعت کام کو روکا جائے۔
حضرت اور حاضرین مجلس نے توجہ نہ کی۔ قاضی صاحب کے لڑکوں نے خیمہ کی رسیاں کاٹ
دیں۔ انہوں نے دیکھا کہ رسیاں کاٹنے کے باوجود خیمہ اپنی جگہ بدستور قائم ہے۔ قاضی
صاحب نے چیخ کر کہا مولانا نظام الدین! تم مجھے اپنی کرامت دکھاتے ہو؟ میں جانتا ہوں
کہ تم خدا کے مقبول بندے ہو مگر اس وقت تم ایک گناہ کر رہے ہو اور میں گناہوں کے مٹانے
کے لئے بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوں۔ یہ سن کر آپ نے دونوں ہاتھ اوپر کئے اور قوالی
بند کرادی۔ اس کے بعد قاضی صاحب سے فرمایا میں نے کوئی کرامت نہیں دکھائی۔ میں
قوالی کے ذریعہ ساتھیوں کے ساتھ خدا کو یاد کر رہا تھا اور خدا نے ہی اس خیمہ کو رسیوں کے

بغیر قائم رکھا ہے۔ میری کرامت کا اس میں دخل نہیں ہے۔ یہ جواب سن کر قاضی صاحب اور ان کے لڑکے واپس چلے گئے اور حضرت نے قوالوں کو حکم دیا کہ گانا شروع کریں چنانچہ پھر قوالی ہونے لگی۔ (۱)

قاضی صاحب کی بیماری

دوسرے دن حضرت کو معلوم ہوا کہ قاضی صاحب کے دونوں بیٹے گھر جا کر کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو کر مر گئے اور قاضی صاحب بھی اسی مرض میں مبتلا ہیں اور سخت بیمار ہیں۔ حضرت نے حکم دیا کہ میں قاضی صاحب کی عیادت کے لئے جاتا ہوں تم سب بھی چلو۔ ہم سب قاضی صاحب کے گھر عیادت کے لئے پہنچے۔ قاضی صاحب نے اپنے خادموں سے کہا میرا عمامہ لے جاؤ اور گھر کے دروازے سے میرے پلنگ تک بچھا دو اور حضرت سے عرض کرو اس عمامہ پر حضرت پاؤں رکھتے ہوئے تشریف لائیں۔ حضرت نے وہ عمامہ اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا اور فرمایا یہ شریعت کا عمامہ ہے میں اس پر پاؤں نہیں رکھ سکتا۔ حضرت قاضی صاحب کے پلنگ کے پاس کچھ دیر کھڑے رہے۔ قاضی صاحب کو ہوش نہ تھا وہ سکرات میں مبتلا تھے۔ حضرت باہر تشریف لائے اور پاکی پر بیٹھ کر خانقاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ پاکی تھوڑی دور آگے بڑھی تھی کہ قاضی صاحب کا خادم بھاگا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ قاضی صاحب نے انتقال فرمایا۔ حضرت نے اتنا سن کر فرمایا ”ایک ذات حامی شریعت بود افسوس آں ہم نہ ماند۔“ ایک ذات شریعت کی حمایت کرنے والی تھی افسوس وہ بھی نہ رہی۔ (۲)

(۱) نظامی بنسری ص ۳۰۲-۳۰۳۔ یہ کتاب خواجہ صاحب نے راج کمار ہری دیو جس کا حضرت نے احمد ایاز نام رکھا تھا کی فارسی کتاب چہل روزہ اور دوسری کتب کی مدد سے لکھی ہے۔

(۲) نظامی بنسری ص ۳۰۴

بادشاہ کا حکم اور حضرت کا جواب

دو تین دن بعد سلطان غیاث الدین تغلق کا حکم حضرت کے پاس آیا چونکہ آپ سماع (گانا) سنتے ہیں اور گانا شریعت میں حرام ہے۔ اس واسطے آپ میرے دربار میں آئیے اور میرے حاکم شرع (مفتی اعظم) سے شہر کے سب علماء کے سامنے اور میری موجودگی میں بحث کیجئے۔ اگر آپ نے گانے کا جواز ثابت کر دیا تو ہم سب بھی گانا سننا شروع کر دیں گے ورنہ آپ کو اس گناہ سے توبہ کرنی ہوگی۔ میرے حضرت نے اس حکم کے جواب میں بادشاہ کو تحریر بھیجی کہ میری اور میرے بزرگوں کی عادت یہ رہی ہے کہ ہم کبھی کسی بادشاہ کے پاس نہیں گئے ہیں۔ نہ بادشاہوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیتے ہیں لیکن یہ دربار چونکہ شریعت کا دربار ہے اس واسطے میں اکیلا اس دربار میں آؤں گا اس شرط کے ساتھ کہ اگر بادشاہ وہاں ہو تو وہ اہل علم سے اونچی جگہ نہ بیٹھے۔ سب لوگ زمین کے فرش پر مساوی حالت میں نشست کریں۔ اس تحریر کا جواب بادشاہ نے بھیجا کہ مجھے یہ شرط منظور ہے اور میں آپ سب کے ساتھ خاک کے فرش پر بیٹھوں گا۔ چنانچہ دوسرے دن حضرت گھوڑی پر سوار ہو کر تغلق آباد تشریف لے گئے۔ جہاں بادشاہ نے نیا شہر بنانا شروع کیا ہے۔ حضرت نے حکم دیا کہ کوئی آدمی میرے ساتھ اس دربار میں نہ جائے ورنہ یہ کہا جائے گا کہ نظام الدین مریدوں کے ہجوم کے ساتھ یہاں آیا اور اس نے مفتی اعظم کو مرعوب کر دیا۔ ہم سب غلاموں نے ہر چند التجائیں کیں کہ ہم سب مجلس سے باہر رہیں گے ہم کو وہاں جانے کی اجازت دی جائے مگر حضرت نے ان التجاؤں کو قبول نہ فرمایا۔ (۱)

مناظرہ سماع

حضرت محبوب الہی خواجہ اقبال کے ساتھ گھوڑی پر سوار ہو کر بادشاہ کے دربار میں پہنچے۔ بادشاہ فوجی افسروں کے ساتھ بیچ میں بیٹھا ہوا تھا۔ دائیں طرف علماء کی جماعت تھی

جس میں حاکم شرع (مفتی اعظم) بیچ میں بیٹھے تھے۔ بائیں صف میں حضرت محبوب الہی اکیلے بیٹھے تھے۔ مجمع کثیر تھا۔ حضرت کے کچھ مریدان مثل حضرت مولانا فخر الدین زراوی، مولانا سید امام، مولانا سید رفیع الدین، اور مولانا احمد ایاز آپ کی محبت میں آپ سے چھپ کر دربار میں پہنچے اور اس طرح حضرت کے پیچھے بیٹھے کہ حضرت کو خبر نہ ہو۔ جب سب لوگ آگئے بادشاہ نے مفتی اعظم سے کہا مناظرہ شروع کیجئے۔ مفتی صاحب نے پوچھا آپ کا نام مولانا نظام الدین ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ مفتی صاحب نے پوچھا کیا آپ مسلمان ہیں؟ آپ نے جواب دیا الحمد للہ میں مسلمان ہوں۔

مفتی صاحب نے سوال کیا کیا آپ حنفی ہیں۔ آپ نے جواب دیا ہاں میں امام ابوحنیفہ کی تقلید کرتا ہوں اور حنفی ہوں۔ مفتی صاحب نے پوچھا کیا آپ گانا سنتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں میں گانا سنتا ہوں۔ مفتی صاحب نے پوچھا اس گانے میں مزامیر (باجے) بھی ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کبھی ہوتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے۔ مفتی صاحب نے پوچھا وہ گانا گھر کے اندر مخفی طریقے سے ہوتا ہے؟ حضرت نے جواب دیا گھر اندر بھی اور مجلس عام میں بھی دونوں طرح سنتا ہوں۔ مفتی صاحب نے کہا کوئی دلیل گانے سننے کے جواز میں آپ کے پاس ہے؟ آپ نے فرمایا بخاری شریف میں صحیح حدیث موجود ہے، اس کے بعد آپ نے حدیث پڑھی جس کا مطلب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مدینے کے انصار کی لڑکیاں دف بجا کر گارہی تھیں اور آنحضرت ان کا گانا سن رہے تھے۔ اتنے میں حضرت عمر وہاں آگئے اور انھوں نے لڑکیوں کو گانے سے روکا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا ان لڑکیوں کو گانے بجانے سے نہ روکو کہ آج ان کی عید کا دن ہے اور ہر قوم کا ایک عید کا دن ہوتا ہے۔ یہ حدیث سن کر مفتی اعظم نے کہا ”ترا ما حدیث چہ کار تو کہ مشرب ابوحنیفہ می داری قول ابوحنیفہ بیار۔“ یعنی تم کو رسول کی حدیث سے کیا واسطہ تم حنفی ہو اور ابوحنیفہ کا مشرب رکھتے ہو ابوحنیفہ کا قول دلیل میں پیش کرو۔ حضرت نے جواب دیا ”سبحان اللہ! من کہ قول رسول می آرم تو می گوئی کہ قول امتی بیار ابوحنیفہ کہ بود کہ

من قول ابوہمقابلہ قول رسول می آرم“

ترجمہ: ”سبحان اللہ! میں رسول اللہ ﷺ کا قول پیش کرتا ہوں اور تم ایک امتی کا قول مانگتے ہو۔ ابوحنیفہ کون تھے جن کا قول رسول کے قول کے مقابلے میں پیش کروں“ جو قوم رسول کے قول کے مقابلے میں ایک امتی کا قول مانگتی ہے وہ اس سے نہیں ڈرتی کہ وہ قوم جلاوطن ہو جائے اور وہ قحط میں مبتلا ہو اور اس کا شہر برباد و ویران ہو جائے۔ یہ سن کر مفتی اعظم اور شیخ زادہ فرجام نے بادشاہ اور حاضرین کو اشتعال دلانے کے لئے کہا یہ شخص ناصر فقہ حنفی اور حامی شریعت بادشاہ کی موجودگی میں امام ابوحنیفہ کی توہین کرتا ہے اس کو حکم دیجئے کہ گانا سننے سے توبہ کرے۔ حضرت نے بادشاہ سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ کو ایسا غلط حکم نہ دینا چاہئے۔ حاکم شرع نے کہا اپنے اختیارات سے کام لے کر تمہیں روکوں گا۔ حضرت نے فرمایا چند روزہ اختیارات پر گھمنڈ نہ کرو وہ جلد فنا ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بارہ روز کے بعد مفتی اعظم اپنے عہدہ سے معزول کر دیئے گئے۔

بادشاہ نے مفتی اعظم اور شیخ زادہ فرجام سے کہا شور و غل نہ کریں اور شیخ کی دلیل کا جواب دیں۔ یکا یک بادشاہ کو خبر دی گئی کہ شیخ بہار الدین زکریا ملتانی کے پوتے شیخ علیم الدین سہروردی تشریف لائے ہیں۔ بادشاہ ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ حضرت بھی ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ شیخ علیم الدین سہروردی نے پہلے حضرت سے مصافحہ کیا اور حضرت کے پاس بیٹھ گئے۔ بادشاہ نے شیخ سے کہا اس وقت شیخ نظام الدین بدایونی کو مناظرہ کے لئے بلایا گیا ہے۔ آپ ابھی حج کر کے آئے ہیں اور آپ نے اسلامی ملکوں کی سیاحت بھی کی ہے۔ مجھے بتائیے کہ وہاں آپ نے کیا دیکھا۔ شیخ علیم الدین نے جواب دیا میں نے وہاں دیکھا کہ بعض مشائخ گانا (سماع) سنتے ہیں اور بعض نہیں سنتے ہیں۔ بادشاہ نے سوال کیا کیا ان اسلامی ملکوں کے بادشاہ مشائخ کو گانا سننے سے روکتے ہیں یا نہیں؟ شیخ نے جواب دیا کسی اسلامی ملک میں کسی مسلمان بادشاہ کو گانے سے روکتے نہیں دیکھا اور میری ذاتی رائے بھی یہی ہے اور میں نے اس پر ایک کتاب بھی لکھی ہے کہ

جو لوگ ذوق قلب سے گانا سنتے ہیں ان کے لئے جائز ہے اور جو لوگ ہوس نفس سے سنتے ہیں ان کے لئے ناجائز ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے لَاهِلِهِ حَلَالٌ وَ لِغَيْرِهِ حَرَامٌ جو سننے کے اہل ہیں ان کے لئے حلال ہے اور جو اس کی اہلیت نہیں رکھتے ان کے لئے حرام ہے۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ شیخ نظام الدین بدایونی اور ان کے مرید اور خلفاء ذوق قلب سے گانا سنتے ہیں اس لئے ان کے لئے سننا جائز ہے۔ بادشاہ نے یہ سن کر کہا میں حکم دیتا ہوں کہ شیخ نظام الدین بدایونی اور ان کے مریدوں کو اور ان کے خلفاء کو سماع سننے اور سماع کی مجلس کرنے سے میری حکومت کا کوئی آدمی نہ روکے۔ (۱)

ہنوز دلی دور است

سلطان غیاث الدین تغلق حضرت کا مخالف تھا، اس نے بنگالہ سے حضرت کے نام ایک خط قاصد کی معرفت بھیجا تھا جس میں لکھا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ دہلی آنے کے بعد ایسے شخص کو دیکھوں جو حنفی ہے اور امام ابوحنفیہ کی فقہ کے خلاف سماع مزا میر سے سنتا ہے اور سماع کی محفلیں منع کرتا ہے۔ حضرت کو یہ خط خواجہ سید محمد امام نے سنایا آپ نے فرمایا اس خط کی پیشانی پر لکھ دو ”ہنوز دلی دور است“ (ابھی دلی دور ہے) اور خط قاصد کو واپس دیدو کہ وہ بادشاہ کو بنگالہ پہنچا دے۔ بادشاہ نے اس سے قبل باؤلی بنانے کے لئے مزدوروں کو منع کیا تھا۔ جب بادشاہ بنگالہ کی فتح سے دہلی واپس آ رہا تھا اس کے استقبال کے لئے شہزادہ نے شہر سے باہر تین کوس کے فاصلے پر موضع افغان پور میں لکڑی کا شاندار محل تعمیر کرایا۔ بادشاہ محل دیکھ کر بہت خوش ہوا، جب شہزادہ نے بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نذر کے ہاتھی پیش کئے تو لکڑی کا محل وزن برداشت نہ کر سکا اور گر گیا۔ بادشاہ، اس کا بیٹا اور ولی عہد کے مخالف امیر سب دب کر مر گئے، اس طرح بادشاہ دہلی شہر کا منہ نہ دیکھ سکا اور حضرت کا فرمان ”ہنوز دہلی دور است“ صحیح ثابت ہوا۔ (۲)

گرچہ از خلقوم عبداللہ بود

گفتہ او گفتہ اللہ بود

(۱) نظامی بنسری ص ۳۰۶-۳۱۰

(۲) نظامی بنسری ص ۳۳۰-۳۳۱

مُبَاحٌ لِأَهْلِهِ كَالْبَصِيرَةِ افروز واقعہ

حضرت میر عبد الواحد چشتی بلگرامی نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف سبع سنابل میں حضرت قاضی حمید الدین ناگوری مرید و خلیفہ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا بصیرت افروز واقعہ لکھا ہے۔ یہ واقعہ اہل بصیرت کے لئے نصیحت ہے فَاغْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔ اے بصیرت والو! نصیحت حاصل کرو۔ میر عبد الواحد چشتی لکھتے ہیں:

”قاضی حمید الدین راستے میں جا رہے تھے۔ ایک چڑیا کو دیکھا کہ اس کی چونچ میں بارہ سوراخ ہیں اور ہر سوراخ سے جدا جدا آواز آتی ہے۔ آپ نے جب اس کی آواز سنی تو مدہوش و بے خود و مست ہو کر رقص کرنے لگے۔ (۱) حضرت خضر علیہ السلام حاضر تھے۔ جب قاضی حمید الدین رقص سے فارغ ہوئے خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا یہ رقص جو آپ

(۱) قطب سہرسا حضرت شاہ جعفر علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ کا سماع سے متعلق واقعہ احقر غفرلہ سے مولوی محمد اکمل اشرفی مرید حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ اشرف کچھوچھوی (صاحبزادہ و خلیفہ حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں) نے بیان کیا کہ میں حضرت قطب سہرسا کے ساتھ سفر میں تھا۔ راستہ میں ایک باغ سے پیپھا کے بولنے کی آواز آئی، آپ پیپھا کی آواز سن کر بیخود و مست ہو گئے۔ بہت دیر تک کیفیت طاری رہی۔ کیفیت کے دوران اکثر آپ وجد فرماتے۔ مولوی محمد اکمل اشرفی نے یہ بھی کہا کہ جب آپ کے دادا حضرت قطب سہرسا کا وصال ہوا اس وقت میں والدہ بنگال میں حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ اشرف کے ساتھ سفر میں تھا۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت قطب سہرسا تشریف لائے اور کہا اکمل! آج ہمارا فاتحہ سوئم تھا، یہ فیروزی فاتحہ کی ہے، کھاؤ۔ صبح کو میں نے حضرت پیر و مرشد سے خواب کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا شاہ صاحب اس علاقے کے قطب تھے، ان کا وصال ہو گیا ہے۔ چلو فاتحہ خوانی کے لئے سر بیلہ چلیں۔ یہ واقعہ مولوی محمد اکمل اشرفی نے حاجی عبدالرؤف مرحوم کے بنگلے پر ان کی موجودگی میں بیان کیا۔ اس کے بعد حاجی صاحب نے آپ کے کئی واقعات بیان کئے جس سے آپ کی بزرگی کی شان نمایاں ہو رہی تھی۔ اسی دوران ظہر کی اذان ہو گئی۔ حاجی صاحب ضروریات کے لئے چلے گئے اور ہم لوگ خانقاہ آ گئے۔ حاجی صاحب کبھی عم محترم اور کبھی چچا کہہ کر آپ کا ذکر کرتے تھے۔ حضرت شاہ مصطفیٰ اشرف صاحب فرمایا کرتے تھے کہ شاہ صاحب خوشبو ہیں۔ مفتی محمد قاسم صاحب ساکن ہریوہ ضلع سہرسا بہار نے عرس (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

نے کیا اور یہ سماع جیسا کہ آپ نے سنا آپ سے پہلے لوگوں نے بھی سنا ہے؟ قاضی حمید الدین پر سماع کا کیف طاری تھا۔ حضرت خضر سے فرمایا کہ کہیں سے قوالوں کو موجود کیجئے تاکہ ہم سماع سنیں۔ خواجہ خضر نے فرمایا کہ جب سے خواجہ جنید بغدادی نے توبہ کی اور اللہ کی رحمت سے واصل ہوئے اسی روز سے بغداد میں سماع ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ جو شخص سماع سنتا ہے اسے پھانسی پر چڑھاتے اور قوالوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ لیکن خاندان چشت میں خواجہ جنید بغدادی کے بعد خواجہ ناصر الدین چشتی اور خواجہ قطب الدین مودود چشتی نے سماع سنا ہے اور خواجہ عثمان ہارونی نے بھی سنا ہے۔

قاضی حمید الدین نے سات غلام خوش الحان بازار سے خریدے انہیں اپنی غزلیں یاد کرائیں اور وہ سب غلام ان غزلوں کو دلکش و بلند آواز سے پڑھنے لگے۔ قاضی حمید الدین سماع سنتے اور رقص کرتے۔ جو مفتیان وقت معترض ہوئے اور کہا کہ سماع شرعاً ممنوع ہے۔

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ کا)

حضرت قطب سہرسا کے موقع پر تقریر کے دوران فرمایا کہ میرے والد صلاح الدین مرنی نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں اور پیر و مرشد حضرت مصطفیٰ اشرف صاحب ریوہ سے نیل گاڑی پر سوار ہو کر جا رہے تھے۔ کچھ دور چلنے کے بعد حضرت نے فرمایا نیل گاڑی روکو، خوشبو محسوس رہی ہے۔ ہم نے ادھر ادھر دیکھا کہیں سے خوشبو محسوس نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی آدمی آتا دکھائی پڑا۔ ہم لوگ رُک گئے، کافی دیر کے بعد دیکھا حضرت قطب سہرسا شاہ جعفر علی فریدی تشریف لارہے ہیں۔ دونوں نے ایک دوسرے سے ملاقات کی۔ حضرت قطب سہرسا کو جس طرف جانا تھا چلے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد ہم لوگ بھی حضرت پیر و مرشد کے ساتھ چلے گئے۔ حضرت پیر و مرشد نے شاہ صاحب کا نام لے کر فرمایا یہی خوشبو تھی جو دور سے محسوس ہو رہی تھی اور جس کی ملاقات کے لئے میں یہاں رُکا تھا۔

والد حضرت عارف باللہ مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی نے آپ کا سماع کا واقعہ بیان کیا کہ آپ کسی درگاہ پر اس وقت اس کا نام ذہن میں نہیں ہے، عرس میں تشریف لے گئے۔ دوران سماع دیکھا کہ صاحب عرس اپنی قبر مبارک سے نکل کر آپ سے ملاقات کیلئے آرہے ہیں۔ آپ ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے۔ ضعیفی کا عالم تھا، عمر شریف سو سے تجاوز کر چکی تھی۔ کیفیت کے عالم میں جیسے ہی اٹھے، پاؤں میں لغزش ہوئی اور گر پڑے۔ گرنے سے آپ کے منہ کا آگے کا دانت شہید ہو گیا۔ یہ تھا آپ کا سماع اور مباح لاهلہ کی زندہ مثال۔ حضرت بابا فرید گنج شکر کے بارے میں بھی مشہور ہے کہ آپ کو چھینگر کی آواز پر وجد آ گیا اور اسی کیفیت میں آپ کافی دیر رہے۔

جنید بغدادی نے سماع سے توبہ کی ہے۔ قاضی حمید الدین نے کہا کہ خواجہ جنید نے سماع سنا ہے اور جو بزرگ ان کے زمانے میں تھے انہوں بھی سماع سنا ہے۔ جب اہل سماع فوت ہو گئے تو آپ نے توبہ کر لی۔ لہذا ان کی توبہ ہم پر حجت نہیں جب کہ جنید بغدادی نے خود سماع کے مباح ہونے کا فتویٰ دیا ہے کہ جب آپ سے پوچھا گیا کہ سماع کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں تو فرمایا کہ ”بندہ اللہ کے تقرب کے لئے جو کام بھی کرے وہ مباح ہے۔“ جب علماء نے دیکھا کہ قاضی حمید الدین سماع پر فریفتہ ہیں۔ اس روایت کے بموجب سماع کو از سر نو جاری کر دیں گے تو ان سے کہا کہ دہلی میں علم کی قلت ہے اور یہاں اسلام نیا نیا آیا ہے آپ کو بغداد جانا چاہیے تو قاضی حمید الدین بغداد تشریف لے گئے۔

بغداد میں اس وقت سات سو (۷۰۰) علماء اہل فتویٰ موجود تھے۔ بغداد میں قاضی حمید الدین کے ایک مرید تھے جو بڑے معزز اور صاحب ثروت تھے۔ آپ انہیں کے مکان پر فروکش ہوئے۔ مکان کا ایک حجرہ بند تھا آپ نے پوچھا اس حجرہ میں کیا ہے؟ جواب دیا کہ بانسری بجانے والا میرا ایک دوست ہے جس کا یہی پیشہ ہے۔ قتل کے خوف سے ہم نے اسی حجرہ میں اسے بند کر رکھا ہے۔ قاضی حمید الدین بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ”اے بھائی! میں تو سماع کا شیدائی ہوں اس لئے تو آؤ حجروں سے نکالو اور کہو کہ بانسری بجائے“ حضرت جنید کے وصال کو دو سو برس گذر چکے تھے اور کسی نے بغداد میں سماع نہ سنا تھا۔ نے بجانے والا حجرہ سے باہر آیا اور نے بجائی۔

قاضی حمید الدین سماع میں مدہوش ہو گئے۔ ادھر قاضی شہر اور اہل فتویٰ علماء کو اس کی خبر پہنچی۔ قاضی نے اطلاع بھیجی کہ جس شخص نے سماع سنا ہے اسے حاضر کرو۔ جب قاضی کا فرستادہ آیا اور اس نے قاضی حمید الدین کی کیفیت دیکھی تو قسم کھا کر بولا یہ شخص ضرور سماع کو دوبارہ رائج کر دے گا۔ قاضی حمید الدین کی جب وہ حالت جاتی رہی تو قاضی کے پیامبر سے کہا ”اے عزیز! جاؤ اور قاضی سے کہو کہ کل مجلس کا اہتمام کریں اور علماء کو بھی بلائیں۔“ حمید الدین بھی حاضر ہوگا۔ اگر حمید الدین سماع کا اہل ہوگا تو سماع سنے گا ورنہ جہاں اتنے آدمیوں کو تم نے پھانسی پر چڑھایا ہے حمید الدین کو بھی چڑھا دینا“ قاضی کا فرستادہ واپس گیا اور سارا ماجرا بیان کر دیا جسے ان سب نے قبول کر لیا۔ جب قاضی علماء مفتیان شہر اکابر اور

بالائیں اعلیٰ عہد یدار وغیرہ سب آگئے تو اہل فتویٰ نے دریافت کیا کہ آپ سماع سنتے ہیں تو کیا اس دبے ہوئے فتنے کو پھر ابھار رہے ہیں؟ قاضی حمید الدین نے جواب دیا کہ ہاں ہم سماع سنتے ہیں اور علمائے ثلاثہ کی روایت کے مطابق سماع کو مباح کہتے ہیں۔ رہے امام اعظم تو امام اعظم کے قول پر شراب حرام ہے مگر پیاسے کو جب انتہائی پیاس میں پانی میسر نہ ہو تو شراب مباح ہے۔ اگر اس نے بوقت ضرورت (بقدر ضرورت) نہ پی تو گنہگار اور اپنے نفس کو ہلاک کرنے والا ہوگا جب کہ نفس کا ہلاک کرنا شرعاً جائز نہیں۔

اسی طرح امام اعظم کے قول کے بموجب غمزدوں اور درد مندوں کو سماع جائز ہے مگر بے فکروں اور نفس پروروں کے لئے حرام ہے۔ پھر امام شافعی کے نزدیک اگر کوئی شخص ملال قلبی (۱) کے دور کرنے کے لئے سماع سے تو جائز ہے۔ جب کہ اہل سماع کے لئے سماع ہر ایک کے نزدیک جائز ہے۔ خواہ وہ ایام اعظم ہوں یا امام شافعی۔ اہل فتویٰ علماء نے جب یہ کلمات سنے تو عرض کیا کہ ”اے قاضی حمید الدین! آپ نے جو کچھ فرمایا ہے سب کتب معتبرہ سے ماخوذ ہے مگر ہمیں اب کوئی ایسی دلیل درکار ہے جس سے معلوم ہو کہ آپ بھی درد مند ہیں کہ آپ کے دل کامل بغیر سماع کے شفا نہیں پاسکتا“

قاضی حمید الدین نے فرمایا مزا میر حاضر کریں۔ اتفاقاً قاضی حمید الدین کے مرید کے گھر میں بہتر ۷۲ بانسریاں اور ساز تھے سب موجود کئے گئے۔ قاضی حمید الدین نے فرمایا کہ ”اے مزا میر اگر ہمارا درد دل بغیر تمھاری آواز کے ٹھیک نہیں ہوتا تو بغیر سازندہ کے بچنے لگو“

(۱) ایک بار کا واقعہ ہے کہ دادا حضرت قطب سہر شاہ جعفر علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید پر جذب طاری ہوا اور نسبت کا فیضان بھی رُک گیا جس سے انہیں قبض باطنی ہو گیا۔ یہ مرید بڑے ذاکر اور شاعر تھے۔ ایک جس دم میں کئی سو مرتبہ اسم ذات اور نفی اثبات کا ذکر ضرب کے ساتھ کرتے تھے۔ والد حضرت عارف باللہ مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی کو خط کے ذریعہ ان کی حالت کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے جواب میں مکتوب میں لکھا کہ بھائی صاحب نے یہ کہو کہ سماع کا سننا ان کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ وہ سماع سنیں اس سے ان کی جذباتی کیفیت دور ہوگی۔ نسبت کا فیضان ہوگا، قبض دور ہوگا، بسط حاصل ہوگا۔ مقام میں ترقی ہوگی اور جذب سے سلوک کی منزل میں آجائیں گے۔ انہوں نے آپ کے مشورے پر عمل کیا، کچھ دن بعد ان کی جذباتی کیفیت دور ہوئی اور سلوک کی منزل میں آگئے۔ سبحان اللہ علی ذالک فاعتبروا یا اولی الابصار (نصیحت حاصل کرو اے بصیرت والو)

(پھر کیا تھا) ہر ساز سے آواز آنے لگی اور تمام حاضرین مجلس حتیٰ کہ علماء اور مفتی صاحبان اور قاضی صاحبان پر حالت طاری ہو گئی اور سب رقص کرنے لگے۔ قاضی حمید الدین نے فرمایا کہ آپ تمام صاحبان سماع کو حرام کہتے تھے اب آپ نے سماع کے اسرار دیکھے اور اہل درد کے مرض کا معائنہ کیا، چنانچہ تمام علماء و مفتیان کرام نے تحریری فتویٰ دیا کہ مَبَاحٌ لِأَهْلِ سَمَاعِ أَهْلِ سَمَاعِ کے لئے حلال ہے اور اس پر دستخط کر دیئے۔ (۱)

سیر الاقطاب میں لکھا ہے ہندوستان میں سماع کی بنا قاضی حمید الدین ناگوری نے ڈالی۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری سماع کے مضبوط ستون تھے۔ آپ کی ذات مبارک سے دہلی میں سماع کے رواج کو بڑھا و املا۔ آپ کی سماع کی محفل میں مشائخ وقت تشریف لے جاتے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی سماع کی محفل میں تشریف لے جاتے۔ سبع سنابل کی روایت کے مطابق آپ کا وصال بھی قاضی صاحب کے یہاں منعقد محفل سماع میں ہوا۔ (۲)

حضرت میر عبد الواحد چشتی بلگرامی لکھتے ہیں:

خواجہ کی وفات کے وقت ایک روز قاضی حمید الدین کی خانقاہ میں سماع تھا۔ بڑے بڑے مشائخ اور نامور علماء موجود تھے اور قوال یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر نفس (۳) از غیب جان دیگر است

اس شعر پر خواجہ قطب الدین پر وجد طاری ہو گیا۔ آپ کھڑے ہو گئے اور نعرہ مارنا چاہا کہ قاضی حمید الدین نے خواجہ کا منہ بند کر دیا اور کہا کیا دنیا کو جلانا چاہتے ہو۔ حضرت خواجہ نے منہ بند کر لیا اور اسی وقت آپ کا تمام بدن پھنک گیا۔ ۱۴ ربيع الاول دوشنبہ کو

(۱) سبع سنابل صفحہ ۲۳۹-۲۴۱ اردو ترجمہ مفتی خلیل احمد خاں برکاتی

(۲) اقتباس الانوار میں مولانا محمد اکرم براسوی نے مرآة الاسرار اور سیر العارفين کے حوالے سے روایت نقل کی ہے یہ محفل سماع شیخ علی سبزی کی خانقاہ میں منعقد ہوئی تھی۔ بہر حال یہ بات طے شدہ ہے کہ آپ کا وصال محفل سماع میں مذکورہ شعر پر ہوا تھا۔

(۳) یہ شعر حضرت شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ بعض کتب میں یہ شعر اس طرح لکھا ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جان دیگر است

صاحب اقتباس الانوار نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (اقتباس الانوار ص ۲۴۲)

چاشت کے وقت اور ایک روایت کے مطابق ظہر کے وقت ۶۳۵ھ (۱) میں خواجہ قطب الدین نے اپنی جان حق کو سوپ دی اور اس دار فنا سے عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ (۲)

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور سماع

شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی کی بابت مشہور ہے کہ آپ نے سماع نہیں سنا لیکن ایسا نہیں ہے آپ نے سماع سنا ہے اور وجد بھی کیا ہے۔ جن دنوں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، محبوب الہی بدایوں میں مولانا سید علاء الدین اصولی سے تعلیم حاصل کر رہے تھے انہیں ایام میں ابو بکر خراط نامی قوال پاک پٹن شریف سے ملتان اور دیگر مقامات کی سیر کرتا ہوا بدایوں آیا اس نے مولانا اصولی سے اپنے سفر کے اہم واقعات بیان کئے۔ حضرت محبوب الہی بھی اس وقت موجود تھے اس نے کہا کہ ملتان میں ایک عظیم بزرگ کی خانقاہ ہے ان کا نام شیخ بہاء الدین زکریا ہے وہاں بے شمار دولت ہے لیکن اس کے باوجود زند و تقویٰ اور عبادت کا یہ عالم ہے کہ لوٹیا آٹا گوندتے وقت بھی ذکر میں مشغول رہتی ہیں لوگ کہتے ہیں کہ شیخ نے سماع نہیں سنا لیکن ایسا نہیں ہے شیخ نے مجھ سے سماع سنا اور میں نے عربی کے یہ اشعار گائے تو شیخ کو وجد آیا۔ سماع کے دوران شیخ نے کمرہ بند کر دیا اور چراغ گل کر دیا تھا۔ عربی اشعار یہ ہیں۔

لَقَدْ لَسَعْتُ حَيَّةُ الْهَوَى كَبْدِي فَلَا طَبِيبَ لَهَا وَلَا رَاقٍ
إِلَّا الْحَبِيبُ الَّذِي شَفَعْتُ بِهِ فَعِنْدَهُ رَقِيَّتِي وَ تِرْيَاقِي
(سیر الاولیاء)

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان اشعار کو صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ سنا اور جنبش فرمائی یہاں تک کہ آپ کی ردائے مبارک

(۱) بعض کتب میں آپ کی تاریخ وصال ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۵ء لکھی ہے۔

(۲) سبع سنابل ص ۱۴۲ اردو ترجمہ مفتی خلیل احمد خاں برکاتی

(چادر شریف) کاندھے سے گر گئی (اصول السماع)

حضرت شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی اور سماع

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انفاس العارفین میں لکھتے ہیں کہ میرے والد حضرت شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی نے مجھ سے فرمایا کہ ایک بار میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے گیا۔ یکا یک میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میری گناہ گار آنکھیں اور وجود اس قابل نہیں کہ اس مقدس بارگاہ میں حاضری دیں۔ اس خیال کے آتے ہی مزار مبارک سے متصل چبوترے پر رک گیا۔ اسی دوران آپ کی روحانیت جلوہ گر ہوئی اور مجھے حکم دیا کہ آگے آؤ میں دو تین قدم آگے بڑھا۔ اسی اثنا میں نے دیکھا کہ آسمان سے چار فرشتے ایک تخت اٹھائے ہوئے آپ کی قبر مبارک کے قریب اترے۔ معلوم ہوا کہ اس تخت پر حضرت خواجہ ^{نقشہ} سب بند ہیں دونوں بزرگ کی ملاقات ہوئی۔ دونوں شیوخ نے خلوت میں راز و نیاز کی باتیں کیں اس کے بعد فرشتے تخت کو اٹھا کر روانہ ہو گئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا نزدیک آؤ میں دو تین قدم آگے بڑھا۔ آپ بار بار نزدیک آنے کے لئے فرماتے رہے اور میں آہستہ آہستہ قریب ہوتا گیا یہاں تک کہ آپ کے بہت نزدیک ہو گیا۔ آپ نے پوچھا شعر کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کَلَامٌ حَسَنَةٌ حُسْنٌ وَ قَبِيحَةٌ قَبِيحٌ یعنی شعر بھی من جملہ دیگر کلام کے ہے اس میں جو بہتر ہے وہ اچھا ہے اور جو خراب ہے وہ قبیح ہے اس پر آپ نے فرمایا بارک اللہ۔

پھر آپ نے دریافت کیا خوبصورت آواز کے بارے میں تمہارا نظریہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ آپ نے فرمایا بارک اللہ لیکن جب یہ دونوں باتیں (شعر اور آواز) جمع ہو جائیں پھر؟ میں نے کہا نُورٌ عَلَى

نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ آپ نے فرمایا بارک اللہ تم بھی کبھی کبھی ایک دو بیت سن لیا کرو۔ میں نے عرض کیا حضرت خواجہ نقشبند کی موجودگی میں آپ نے یہ بات کیوں نہیں فرمائی؟ آپ نے خلاف ادب یا مصلحت نہیں تھی دونوں میں سے ایک فرمایا۔ حضرت والد ماجد (شاہ عبدالرحیم) نے فرمایا عرصہ کی بات ہے صحیح الفاظ یاد نہیں رہے۔

(انفاس الارفین ص ۱۰۹-۱۱۰)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور سماع (۱)

عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ نے احياناً مزامیر کے ساتھ غنا سنا ہے اور بغیر مزامیر کے ساتھ زیادہ سنا ہے۔ القول الجلی میں ہے کہ آپ کو شدید مرض لاحق ہوا جب مرض میں کچھ تخفیف ہوئی آپ نے گانے والے سے گانا سنا آپ پر جوش و خروش کا عالم طاری ہوا آپ نے فرمایا ہمہ او است ہے نہ ہمہ

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی کے صاحبزادے قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر میں بدھ کے دن ۱۲ شوال ۱۱۱۴ھ مطابق ۲۱ فروری ۱۷۰۳ء نانی ہال میں پیدا ہوئے اور ہفتہ کے دن ۳۰ محرم ۱۱۷۶ھ ۲۱ اگست ۱۷۶۲ء کو دہلی میں انتقال فرمایا۔ اپنے والد سے علوم کی تکمیل کے بعد مدینہ شریف تشریف لے گئے۔ شیخ ابراہیم کردی شیخ ابو طاہر مدنی اور دیگر اکابر علماء سے وہاں علم حاصل کیا۔ آپ کے علم و فضل اور بزرگی کے بارے میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مقامات مظہری میں لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ غلام علی نقشبندی قدس اللہ سرہ نے حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید دہلوی سے سنا کہ حضرت شاہ ولی اللہ نے طریقہ جدیدہ کا بیان کیا ہے۔ اسرار معرفت اور غوامض علوم کے بیان میں ان کی خاص طرز ہے۔ باوجود ان علوم و کمالات کے وہ علمائے ربانیوں میں سے ہیں۔ محقق صوفیا میں ان جیسا علم ظاہر و باطن کا جامع اور علوم جدیدہ کا بیان کرنے والے ایسے چند ہی افراد گزرے ہوں گے۔ مولانا عبدالحی ندوی نے نزمۃ الخواطر کی جلد چھ میں لکھا ہے کہ علامہ فضل حق فرزند علامہ فضل امام خیر آبادی الور میں تھے اور ان کے ہاتھ میں حضرت شاہ ولی اللہ کی تالیف ”إزالة الخفاء“ تھی

از دست یعنی وحدت صرفہ ہے اور بس۔ ایک شخص نے جو سماع کو حلال جانتا تھا آپ سے دریافت کیا مزامیر کی آواز میں آپ کو حسن و لذت محسوس ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا بہت لذت محسوس کرتا ہوں اگر میں کچھ وقت اس میں صرف کروں باقی اشغال سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا۔ اللہ نے مجھ کو شریعت کی پابندی کا لباس پہنایا ہے۔ لہذا خلاف شرع امور سے مجھ کو نفرت دی ہے۔ بدعتوں میں بیٹھنے امر ووں اور نامحروموں کے گانے سننے یا کسی غیر شریفہ عورت سے نکاح کرنے سے مجھ کو نفرت ہے۔ میری جان جان کی فطرت اس پر ہے کہ تجلی اعظم کا نقش اس پر لگا رہے اور یہ بات رسول اللہ ﷺ سے میراث میں مجھ کو ملی ہے۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا سن لو اللہ نے مجھ کو اپنا خلیل بنایا ہے اور جس کو اللہ اپنا خلیل بنائے وہ غیر اللہ کو کیسے خلیل بنائے۔ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى اتَّخَذَنِي خَلِيلًا وَمَا يَنْبَغِي لِمَنْ اتَّخَذَهُ اللَّهُ خَلِيلًا أَنْ يَتَّخِذَ غَيْرَ اللَّهِ خَلِيلًا أَوْ كَمَا قَالَ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات جو حقیقت میں مطلع انوار صبح سعادت اور مظہر

اور وہ فرما رہے تھے جس شخص نے یہ کتاب تالیف کی ہے وہ ایسا بحر ذخار ہے جس کا ساحل نظر نہیں آتا۔ ان پر رد و قدح کرنے والا ایسا غبی اور جاہل ہے کہ اس کے اچھے ہونے کی امید نہیں۔ مولانا مفتی عنایت احمد کاکوری کا قول ہے کہ شاہ ولی اللہ مثل شجر طوبیٰ ہیں۔ جس کا تنہ ان (شاہ ولی اللہ) کے گھر میں ہے اور اس کی شاخیں مسلمانوں کے گھروں میں ہیں۔ مسلمانوں کا کوئی گھر اور کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں اس مبارک درخت کی شاخ نہ پہنچی ہو۔ ہندوستان پاکستان بنگلہ دیش کے تمام علماء کی حدیث کی سند آپ سے ہے۔ احقر غفرلہ کا سلسلہ سند حدیث چھ واسطوں سے آپ سے ملتا ہے۔ احقر نے (۱) مفتی محمد ابراہیم فریدی (۲) مولانا حامد رضا خاں بریلوی۔ مولانا عبدالعزیز محدث بریلوی، مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (۳) اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قاضی بریلوی (۴) مولانا شاہ آل رسول مازہروی (۵) مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۶) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (مصنف)

آثار فخر اقبال تھی۔ عالم خواب میں خواجہ بزرگ حضرت شیخ معین الدین چشتی اور قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ اسرارہما کی ارواح کی ملازمت کے شرف سے مشرف ہوا۔ گویا ایک عالی شان مجلس منعقد ہے اور یہ دونوں بزرگ ایک جگہ تشریف فرما ہیں غالباً درمیان میں سرود بھی ہے (محفل سرود و سماع منعقد ہے) اور اکثر حاضرین پر وجد اور شوق و ذوق کی کیفیت غالب ہے۔ ان شیخین میں سے ایک اس محفل کے کنارے پر کھڑے ہوئے اور دوسرے ان کے مقابل دوسرے کنارہ پر کھڑے ہوئے ہیں۔ اسی اثنا میں ان حضرات کی توجہ و توجیہ سے اس فقیر کی حالت میں تغیر پیدا ہوا اور بے اختیار مثل گردباد (گولہ) غلطاں و پیچاں مجلس کی ایک سمت سے دوسری سمت جاتا تھا۔ ان حضرات میں جس کے قریب پہنچتا تھا تو ان کی ایک قوی نسبت تیز آندھی کی طرح میری طرف پہنچی تھی۔ اور ان کی قوت تحریک سے میں دوسری طرف متحرک ہو جاتا تھا۔ پھر اس طرف سے بھی تیز آندھی کی طرح ایک نسبت پاتا تھا جس کے سبب سے پھر پہلی سمت دوڑ جاتا تھا۔ اسی تگ و دو میں ایک آواز سنی کہ وہ فرما رہے ہیں کہ ”اس کی نسبت اس معنی کی نسبت رکھتی ہے، اگر اس قدر مشترک کی میں شرح کرو جو دونوں بزرگوں کی نسبت سے میں نے پائی ہے (تو وہ یہ ہے کہ (وہ) محض اسم ذات تھا اس کیفیت کے ساتھ کہ اسم عین مسمی ہو گیا کلمہ اللہ کو عین اللہ دیکھتا تھا گویا ایک سمت سے دوسری سمت تک عین اللہ میں گردش کر رہا تھا اور ان میں سے ہر ایک کی نسبت فائضہ میں اشتراک کے بعد ایک انتہائی باریک فرق ہے جس کے بیان سے عاجز کے زبان و قلم دونوں قاصر ہیں۔ اس وقت یہ (علم) ادراک ہوا۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ (القول الجلی ص ۵۴۹)

آپ نے (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے) تحریر فرمایا کہ ایک مجذوب تھا جو ایک نانباہی کی دوکان پر بیٹھا رہتا تھا اور کسی سے بات چیت نہیں کرتا تھا۔ مرنے

کے بعد اس کو واقعہ میں میں نے دیکھا کہ اس کے سامنے ساز اور سرود رکھے ہوئے ہیں اور وہ نانبائی سے کہہ رہا ہے کہ اسے لے اور بجا۔ اس نے اسے لے کر بجانا شروع کیا۔ اس مجذوب کو غصہ آگیا اور ساز اس کے ہاتھ سے یہ کہہ کر چھین لیا کہ تو بجانا نہیں جانتا اور خود بجانا شروع کیا اور گویا بجانے سے مراد ذکر و کیفیت اور اس کے معنی کے ساتھ حالت کے تحقق کا ارادہ تھا۔ جب خود ہاتھ میں لے کر بجانا شروع کیا تو ایک عجیب حالت طاری ہوئی اور ایک دوہا ہندی زبان میں جس کے معنی نفی اثبات ہیں گانے لگا ایسا کہ نفی کے وقت وہ خود فنا ہو گیا اور حق جلی و علی اس میں متجلی ہو گیا۔ اس وقت اس کا یہ حال تھا کہ ناف سے لے کر سر تک بجلیاں چمک رہی تھیں۔ اس حالت کے درمیان مجھ کو یہ سمجھایا کہ ذکر اس طرح کرو کہ نفی کے وقت تم خود فنا ہو جاؤ اور صرف وجود حق باقی رہ جائے۔ پس اس کیفیت نے مجھ میں انتقال کیا۔ پھر بارہا میں نے اس طریقہ سے ذکر کیا۔ واللہ الموفق۔ (القول الجلی ص ۶۰۱)

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی نور اللہ مرقدہ (۱) سماع و غنا پر ایک مفید رسالہ غنا و سماع اصفیا (۱۴۱۰ھ) تصنیف فرمایا اس میں سے کچھ اقتباسات نقل کئے جا رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کی خوش الحانی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا لَقَدْ أُعْطِيَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ آلِ دَاوُدَ کے الحان میں سے ایک لحن ان کو ملا ہے۔

امام مقدسی نے لکھا ہے کہ حضرت مشاد دینوری نے جناب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آل حضرت ﷺ سے سماع کے متعلق دریافت کیا کہ آپ کا کیا ارشاد ہے۔ آپ نے فرمایا لَا أَنْكُرُ مِنْهُ شَيْئًا وَ لَكِنْ قُلْ لَهُمْ يَفْتَتِحُونَ قَبْلَهُ

(۱) وصال ۱۷ جمادی الآخری ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۹۳ء مدفن درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر چتلی قبر دہلی۔ ۶

بِالْقُرْآنِ وَ يَخْتَتِمُونَ بَعْدَهُ بِالْقُرْآنِ۔

یعنی سماع میں کچھ منکر نہیں پاتا تم ان سے کہو کہ وہ سماع کی ابتدا اور اختتام قرآن مجید سے کریں۔

امام غزالی نے فرمایا ہے ابن جریج سماع کے مسئلہ میں سماع کے قائل تھے۔ کسی نے ان سے کہا قیامت کے دن سماع کو حسنات کے زمرے میں رکھو گے یا سیمات کے زمرے میں آپ نے فرمایا لغو کا شبیہ ہے اور اللہ کا ارشاد ہے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ (بقرہ: ۲۲۵) نہیں پکڑتا تم کو اللہ ناکارہ قسموں پر۔ مشکوٰۃ کے باب البیان والشعر کے فصل اول میں صحیح مسلم کی روایت ہے عَنْ عَمْرٍو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَدِفْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمِّيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هَيْه تُمْ أَنْشُدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هَيْه حَتَّى أَنْشُدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ

عمرو بن شرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اونٹ پر بیٹھا تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تمہارے پاس اُمیہ بن ابی الصلت کے کچھ شعر ہیں، میں نے کہا، جی ہاں آپ نے فرمایا پڑھو میں نے ایک شعر پڑھا۔ آپ نے ہیہ (زیر سے) کہا میں نے اُمیہ کا دوسرا شعر پڑھا اور آپ کی طلب در طلب میں ایک سو شعر اُمیہ کے سنائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر پر تشریف لے گئے قریش کی ایک لڑکی نے نذر مانی اگر آں حضرت ﷺ خیریت سے آگئے تو میں حضرت عائشہ کے گھر میں دف بجاؤں گی۔ جب آں حضرت ﷺ بخیریت تشریف لے آئے حضرت عائشہ نے اس کی نذر کا ذکر آں حضرت ﷺ سے کیا۔ آپ نے

(۱) ہیہ یہ کلمہ پیش کرنے کے معنی میں ہے اگر آخری ہ پر زیر لگا کر ہیہ کہا جائے تو طلب اس شی کی ہے یعنی اُمیہ بن ابی الصلت کے مزید شعر پڑھو اور اگر ہیہ دوزیر سے پڑھے تو صرف شعر کی طلب ہے کسی کا ہو۔ (غناء و سماع اصفیاء)

فرمایا فَلتَضْرِبْ وَه بجالے۔ اگر دف بجانا گناہ اور معصیت ہوتا آں حضرت ﷺ دف بجانے سے روکتے اور کفارہ دینے کا حکم کرتے۔

امام شععی نے بیان کیا کہ عید کا دن تھا۔ عیاض اشعری کی گزر واقع ہوئی انہوں نے فرمایا مَالِي لَا آرَاهُمْ يُفَلْسُونَ فَإِنَّهُ مِنَ السَّنَةِ كِيَابَاتِ هِي لُؤْكَ دَف نِهِيں بجا رہے ہیں (تفلیس دف بجانے کو کہتے ہیں) یہ تو مسنون طریقہ ہے۔

امام غزالی نے فرمایا ہے خوشی کے اوقات میں خوشی کے اظہار کے لئے مباح ہے عید کے دنوں میں، نکاح کرنے، پردیسی کی آمد، ولیمہ کے، دن عقیقہ کے دن، بچہ کی ولادت کے، دن ختنہ کرانے کے دن، حفظ قرآن مجید پر اظہار سرور کرنا اور دف بجانا جائز ہے۔ دیکھو رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو انصار کی عورتیں مکان کی چھتوں پر چڑھ گئیں انہوں نے دف بجا کر خوش الحانی کے ساتھ یہ شعر گائے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَاتِ الْوَدَاعِ (۱)
وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا اللَّهُ دَاعِيَ
أَيْهَا الْمَبْعُوثُ فِينَا جِئْتُ بِالْأَمْرِ الْمَطَاعِ

(۱) ہم پر بدر کامل طلوع ہوا ہے وداع کی گھاٹیوں کی طرف سے

(۲) ہم پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا لازم ہو گیا ہے جب تک کہ اللہ کی طرف کوئی

بلانے والا بلا تار ہے۔

(۳) اے وہ ذات گرامی جس کو ہماری ہدایت کے واسطے اللہ نے بھیجا ہے۔

آپ ایسی چیز لے کر آئے ہیں جو مسلم اور مطاع ہے۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ صحابی کی ایک جماعت نے رقص کیا۔ ائمہ

اعلام نے فرمایا ہے جن افراد نے سماع کو حرام کہا ہے انہوں نے روایات منکرہ اور ضعیفہ سے استدلال کیا ہے۔ صحیح حدیث ان کے پاس نہیں ہے۔

(۱) وداع (واؤ بالفتح) ایک پہاڑ کا نام

علامہ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف زہری رضی اللہ عنہم اجمعین مدینہ منورہ کے اجلہ تابعین اور کبار محدثین میں سے تھے۔ انہوں نے سماع و مزامیر کی اباحت کا فتویٰ دیا تھا۔ خلیفہ ہارون رشید عباسی کے زمانے میں وہ بغداد آئے۔ آپ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے اساتذہ میں سے ہیں لوگوں کا رجوع آپ کی طرف ہوا۔ بعض افراد نے آپ سے کہا آپ مزامیر کیوں سنتے ہیں۔ اعتراض کرنے والوں کی بات آپ کو ناگوار ہوئی آپ نے خدا کی قسم کھا کر کہا میں حدیث شریف کی روایت اس وقت کیا کروں گا جب کہ عود بجا کر غنا نہ کر لوں۔ آپ نے فرمایا جو چیز شریعت میں جائز ہے اس کا مانع کون ہے۔

وَاتَّفَقَ أَنَّهُ اجْتَمَعَ بِالْخَلِيفَةِ هَارُونَ الرَّشِيدِ فَقَالَ لَهُ الْخَلِيفَةُ حَدَّثْنَا يَا اِبْرَاهِيمَ فَقَالَ اِئْتِنِي بِالْعُودِ قَالَ تَرِيدُ عُودَ الْمِجْمَرَامِ عُودَ الْغِنَاءِ قَالَ بَلْ عُودَ الْغِنَاءِ فَأَحْضِرْهُ فَضَرَبَ بِهِ غَنَاءً ثُمَّ حَدَّثَهُ فَقَالَ لَهُ الْخَلِيفَةُ مَنْ قَالَ بِتَحْرِيمِ هَذَا مِنْ عُلَمَائِكُمْ فَأَجَابَ مَنْ رَبَطَهُ اللَّهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِالظَّاهِرِ۔

اتفاق سے ان کا اور خلیفہ ہارون رشید کا اجتماع ہوا۔ خلیفہ نے ان سے کہا ابراہیم ہم سے حدیث شریف بیان کرو۔ ابراہیم نے کہا مجھ کو عود دو۔ خلیفہ نے کہا جلانے والی عود چاہئے یا گانے والی۔ آپ نے کہا میں گانے والی عود چاہتا ہوں۔ چنانچہ عود لائی گئی۔ آپ نے عود بجا کر گانا گایا اور پھر ہارون رشید کو حدیث سنائی۔ ہارون رشید نے آپ سے کہا تمہارے علماء میں سے اس کی حرمت کا کون قائل ہے۔ آپ نے جواب میں کہا جس کا دل اللہ نے ظواہر سے باندھ رکھا ہے۔

امام احمد بن حنبل نے آپ سے روایت اس دور میں کی ہے جب آپ عود بجا کر اور غنا کر کے حدیث شریف کی روایت کیا کرتے تھے۔ امام مسلم نے آپ کی مرویات لی ہیں۔

کتنے ہی حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دف و عود و مزار اور بانسری سنی ہے۔ مثلاً عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن جعفر طیار ہاشمی، عبد اللہ بن زبیر، معاویہ بن ابی سفیان، حسان بن ثابت، عمرو بن العاص وغیر ہم اور حضرات تابعین میں سے خارجہ بن زید، عبد الرحمن بن حسان، سعید بن المسیب، عطاء بن ابی رباح، شععی ابن ابی عقیق، ابراہیم بن سعد بن ابراہیم اور مدینہ منورہ کے اکثر فقہا ہیں۔

بغیر آلات طرب غنا کا سننا پڑھنے والا مرد ہو یا عورت، صحابہ کرام سے کثیر افراد نے سنا ہے۔ جیسے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، سعد بن ابی وقاص، ابو مسعود انصاری، عبد اللہ بن ارقم، بلال، اسامہ بن زید، عمرو بن العاص، معاویہ بن ابی سفیان، نعمان بن بشیر، حسان بن ثابت، عبد الرحمن بن عوف، حمزہ بن عبد المطلب، عبد اللہ بن عمر، براء بن مالک، عبد اللہ بن زبیر، مغیر بن شعبہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

علامہ تاج الدین فرزند (امام) تقی الدین سبکی شافعی نے طبقات الشافعیہ الکبریٰ کی جلد اول صفحہ ۲۴۱ و ۲۴۲ میں اسماعیل بن یحییٰ المزنی کے حال میں لکھا ہے کہ مزنی نے کہا میں اور ابراہیم بن اسماعیل بن علیہ شافعی کے ساتھ جا رہے تھے کہ ہمارا گزر ایک گھر پر ہوا وہاں ایک لونڈی پڑھ رہی تھی۔

خَلِيلِي مَا بَالَ الْمَطَايَا كَانْنَا

نَرَاهَا عَلَى الْأَعْقَابِ بِالْقَوْمِ تَنْكُصُ

(امام) شافعی نے کہا ادھر مڑو تاکہ ہم سنیں چنانچہ ہم ادھر گئے اور لڑکی کا گانا سنا۔ جب اس کا گانا تمام ہوا ہم وہاں سے چلے۔ شافعی نے ابراہیم بن اسماعیل سے کہا کیا تم کو لذت حاصل ہوئی۔ ابراہیم نے نفی میں جواب دیا۔ شافعی نے اس سے کہا تم میں حس نہیں ہے۔

علامہ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم کا واقعہ گزر چکا ہے۔ اس واقعہ کو علامہ زحمتی

نے ربیع الا برار میں لکھا ہے اس میں اس کا اضافہ ہے۔

خلیفہ ہارون رشید نے کہا بَلِّغْنِي اَنْ مَالِكِ بْنِ اَنْسِ يُحَرِّمُهُ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ مالک بن انس اس کو حرام کہتے ہیں۔ ابراہیم نے ہارون رشید سے کہا وَلِمَالِكِ اَنْ يُحَرِّمَ وَيُحَلِّلُ وَلِلّٰهِ مَا كَانَ هَذَا لِابْنِ عَمِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَكْرَمُ الْخَلْقِ اِلَّا عَنْ وَجْهِ مِنْ رَبِّهِ فَهَلْ يَجُوزُ ذَالِكَ لِمَالِكٍ كَمَا مَالِكٌ كُو حَرَامٌ كَرْنِي يَا حَلَالٌ كَرْنِي كَا اَخْتِيَارِ هِيَ خَدَا كِي قَسْمِ يِه بَات تُو تَهْمَارِي چچا كے بٹے حضرت محمد ﷺ كو بهي بغير وحى كے حاصل نہ تھی حالانكہ آپ تمام مخلوق سے اكرم ہیں جو كچھ آپ نے فرمایا وہ وحى كی بنا پر ہے تو كیا مالك كو یہ جائز ہے؟

حضرت ابراہیم سعد بن ابراہیم زہری حضرت امام ابو حنیفہ کے اجلہ اصحاب

میں سے تھے۔

نہایت الارب میں لکھا ہے کہ یہ ایسا امر ہے کہ اس کا حکم رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے نہ حلت کا اور نہ حرمت کا کوئی ایسا حکم ہے جس کو لیا جائے۔ لہذا اس کا حکم اباحت کا ہے متقدمین میں سے جس نے اس کو چھوڑا ہے تو رع کی بنا پر چھوڑا ہے جیسا کہ انہوں نے عمدہ نرم کپڑوں کا پہنا چھوڑا ہے اور اچھی عورتوں سے ملنا چھوڑا ہے حالانکہ یہ سب امور حلال ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے گوہ نہیں کھایا حالانکہ آپ کے دسترخوان پر رکھا گیا اور آپ سے دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ یہ میرے قوم کی زمین میں نہیں تھا اور میری طبیعت اس کو نہیں لے رہی ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اس کو میں نہیں کھا رہا ہوں۔ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا جب تم اہل مدینہ کو کسی امر پر مجتمع دیکھو سمجھ جاؤ کہ وہ سنت ہے۔

(۱) عربی ادب و محاسرات کی کتاب (مصنف)

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا طرز عمل

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سماع کے قائل تھے۔ مشہور نقشبندی مجددی بزرگ حضرت شاہ غلام علی دہلوی مقامات مظہری میں اپنے شیخ حضرت میرزا مظہر جانجاناں نقشبندی مجددی دہلوی کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

فرماتے ہیں السماع یورث الرقة یجلب الرحمة سماع رقت بخشا ہے اور رقت رحمت کا سبب ہے پس جو چیز رحمت الہی کا باعث ہو وہ کس طرح حرام ہو سکتی ہے۔

(مقامات مظہری بارہویں فصل، ص ۱۰۵، اردو ترجمہ اقبال احمد مجددی)

حضرت مرزا مظہر جانجاناں فرماتے تھے کہ بعض اوقات خاندانِ چشتیہ کی نسبت کا جب ظہور ہوتا ہے تو سماع اچھا لگتا ہے اور عشق و محبت کا سوز و گداز جو کہ اس کے اکابر کی نسبت کا لازمہ ہے میرے باطن کے رنگ پر غالب آجاتا ہے۔ ایک شب فقیر راقم (غلام علی دہلوی) عشرہ کی نماز کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر تھا اور خلوت تھی کہ غایت کیفیات و حالات میں حضرت (میرزا مظہر جانجاناں) تنہا گن گنارہے تھے اور انتہائی گریہ طاری تھا۔ جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا کہ اس وقت چشتی بزرگان رحمۃ اللہ علیہم کا ظہور تھا۔

(مقامات مظہری آٹھویں فصل ص ۸۶)

حضرت شیخ سیف الدین مجددی بن عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے بانسری سنی ہے۔ ایک بار بانسری کی آواز سے آپ پر اس قدر کیفیت و گریہ طاری ہوا کہ آپ بیخود ہو گئے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی مقامات مظہری میں لکھتے ہیں:

(حضرت میرزا مظہر جانجاناں) فرماتے ہیں کہ حضرت سید (نور محمد بدایونی) کے پیر حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہما ایک رات تہجد کی نماز کے لئے اٹھے تو بانسری کی آواز ان کے کان میں آئی۔ بے تاب اور بے خود ہو کر گر پڑے جس سے دست مبارک پر چوٹ

لگ گئی۔ فرمانے لگے لوگ مجھے بے درد کہتے ہیں، بے درد تو وہ ہیں جن پر سماع کی تاثیر نہیں ہوتی۔ فرماتے ہیں کہ اس طریقہ کے ایک بزرگ ایک جگہ جا رہے تھے کہ ان کے کان میں سماع کی آواز آئی تاب نہ لا کر بیٹھ گئے اور اس کی سوزش کو ضبط کر گئے جس کی گرمی سے ان کے سر کی کھوپڑی پھٹ گئی۔ (مقامات مظہری چودھویں فصل ص ۱۲۹)

شراح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی محدث کی تحریر

شراح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ فی تمییز الصحابہ میں لکھا ہے کہ حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی میں گانا گایا گیا تھا، دف بجاتھا اور اشعار پڑھے گئے تھے۔ اکثر صحابہ کرام شادی مبارک میں شریک تھے۔ انہوں نے گانے، دف اور اشعار پر اظہارِ خوشی میں رقص بھی کیا۔ ان صحابہ کرام میں ہندوستان کے شہر بھٹنڈا (پنجاب) میں پیداے ہوئے ہندی صحابی بابارتن ہندی بھی شامل تھے۔ بابارتن ہندی مشرف باسلام ہونے کے بعد کچھ عرصہ وہیں رہ گئے اور ۲ ہجری میں مدینہ منورہ میں حضرت بی بی فاطمہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شادی میں شریک ہوئے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کا ذکر کیا ہے:

قال رتن كنت في زفاف فاطمه انا و اكثر الصحابه و كان ثم من يغني شيئاً فطابت قلوبنا ورقصنا بضر بهم الدف و قولهم الشعر فلموا كان من الغد سألنا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ليلتنا فقلنا كنا في زفاف فاطمه فدعا لنا ولم ينكر علينا. (الاصابه في تمییز الصحابه جلد ۱، ص ۵۳۴)

بابارتن ہندی نے کہا کہ میں اور اکثر صحابہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی میں شریک تھے۔ پھر کچھ گانے لگے، ہمارے دل مسرور ہوئے اور ہم دف کی تھاپ اور شعر پر رقص کرنے لگے۔ دوسرے دن ہم نے رسول اللہ ﷺ سے گزشتہ شب کے تعلق سے عرض کیا کہ ہم فاطمہ کی شادی میں شریک تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ہمارے لئے دعا کی اور انکار نہیں کیا۔

سلاسل طریقت

سلاسل سلسلہ کی جمع ہے۔ سلسلہ زنجیر کو کہتے ہیں جس طرح زنجیر کی ایک کڑی دوسری کڑی سے پیوستہ ہوتی ہے اسی طرح صوفی بزرگ ایک کے بعد ایک اپنے سلسلہ کے پیروں (مشائخ) سے جڑے ہوتے ہیں ہر پیر (شیخ) زنجیر کی ایک کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کڑی کو ایک ماہر آہن گر یعنی پیر (شیخ) بڑی محنت اور خاص اہتمام سے موڑ کر زنجیر کا حصہ بناتا ہے اور زنجیر میں ڈالنے سے پہلے اس کی مضبوطی پائیداری کو خوب جانچ لیتا ہے۔ اس زنجیر کی ہر کڑی کو اس سے پہلے آنے والی کڑی روکے اور سنبھالے رکھتی ہے اگر زنجیر کی آخری کڑی پر کوئی بوجھ ڈالا جائے یا اس کو کسی کھینچاؤ سے واسطہ پڑے تو یہ وزن، بوجھ اور کھینچاؤ کی سختی کسی ایک کڑی پر نہیں بلکہ زنجیر کی ساری کڑیوں پر تقسیم ہو جاتی ہے۔

طریقت میں چار پیر چودہ خانوادے مشہور ہیں۔ یہ چودہ خانوادے اصل قرار دئے گئے اور باقی فروع (شاخ)۔ یہ خانوادے اپنے پیر (شیخ) کے نام سے مشہور ہیں۔ مشہور چار پیر یہ ہیں۔

(۱) حضرت امام حسن علیہ السلام

(۲) حضرت امام حسین علیہ السلام

(۳) حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حضرت خواجہ کمیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ

بیشتر سلاسل انہیں چار پیر کے واسطے سے مولائے کائنات حضرت علی کرم

اللہ وجہ سے ملتے ہیں اور حضرت مولائے کائنات کے واسطے سے آقائے دو عالم ﷺ سے ملتے ہیں۔ نقش بندی سلسلہ حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے آقائے دو عالم ﷺ سے ملتا ہے۔

نقش بندی سلسلہ کی دوسری شاخ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے رسول خدا ﷺ سے ملتی ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا ہے۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی سلاسل چلے لیکن انہیں شہرت حاصل نہیں ہوئی۔ حبش میں حضرت جعفر بن طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ حضرت رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور صحابی تھے جنہوں نے ۳۸ افراد کے ساتھ حبش ہجرت کی تھی اور حبش کے بادشاہ نجاشی کو اسلام سے آشنا کرایا تھا۔

قطب سہر ساعارف باللہ حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات عالیہ میں چودہ خانوادوں کی تفصیل اس طرح کی ہے۔

(۱) زیدیہ: حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید قدس سرہ سے جو حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔

(۲) عیاضیہ: حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہ سے جو خواجہ عبدالواحد بن زید کے مرید و خلیفہ ہیں۔

(۳) ادہمیہ: حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی سے جو خواجہ فضیل بن عیاض کے مرید و خلیفہ ہیں۔

(۴) ہبیریہ: حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری سے جو حضرت حذیفہ مرعشی کے مرید و خلیفہ ہیں اور وہ حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی کے۔

(۵) چشتیہ: حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری (۱) سے جو حضرت خواجہ ہبیرہ

بصری کے خلیفہ ہیں۔

(۶) عجمیہ: حضرت خواجہ حبیب عجمی سے جو حضرت خواجہ حسن بصری کے مرید و خلیفہ ہیں۔

(۷) طیفوریہ: سلطان الاولیاء حضرت خواجہ بایزید بسطامی سے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ حضرت بایزید کا نام طیفور ہے۔

(۸) کرخیہ: حضرت شیخ معروف کرخی سے جو حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے خلیفہ ہیں۔

(۹) سقطیہ: حضرت خواجہ سری سقطی سے جن کو حضرت معروف کرخی سے خلافت ہے۔

(۱۰) جنیدیہ: سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی سے جن کو حضرت عبداللہ سری سقطی سے خرقہ خلافت حاصل ہے۔

(۱۱) گاذوریہ: حضرت خواجہ ابواسحاق گاذرونی سے جو حضرت ابو عبداللہ خفیف کے مرید و خلیفہ ہیں۔

(۱۲) طوسیہ: حضرت خواجہ علاء الدین طوسی سے جو حضرت شیخ وجیہہ الدین ابو حفص بن عمر کے مرید و خلیفہ ہیں۔

(۱۳) سہروردیہ: حضرت خواجہ شیخ ابونجیب ضیاء الدین عبدالقادر سہروردی سے جو حضرت شیخ وجیہہ الدین ابو حفص بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں آپ کو حضور غوث اعظم اور حضرت احمد غزالی قدس سرہما (برادر خورد حضرت امام محمد غزالی) سے بھی اجازت و خلافت حاصل ہے۔

(۱۴) فردوسیہ: شیخ نجم الدین کبریٰ فردوسی سے جو حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبدالقادر سہروردی کے خلیفہ ہیں۔

(مکتوبات عالیہ ص ۵)

اگر غور سے دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ یہ خانوادے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں مثال کے طور پر سلسلہ چشتیہ کو بیچے۔ سلسلہ چشتیہ حضرت ممشاد علودینوری سے منسوب ہے ان کے اوپر کے بزرگ حضرت ہبیرۃ البصری حضرت حذیفۃ المرعشی شیخ ابراہیم بن ادہم خواجہ فضیل بن عیاض شیخ عبدالواحد بن زید ہیں جن سے زید یہ عیاضیہ، ادہمیہ اور ہبیریہ منسوب ہیں۔ اس طرح چشتی سلسلہ میں اوپر کے چار سلسلے آگئے اور یہ الگ الگ پانچ سلسلے نہ ہو کر ایک ہی سلسلہ ہے جس کا نام چشتیہ ہے۔ اسی طرح جنیدیہ سلسلہ جو سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی سے منسوب ہے ان کے اوپر کے بزرگ حضرت شیخ معروف کرخی شیخ سری سقطی ہیں جن سے سلسلہ کرخیہ و سقطیہ منسوب ہے اس طرح جنیدیہ سلسلہ میں کرخیہ اور سقطیہ شامل ہے۔ اس طرح یہ الگ الگ سلسلہ نہ ہو کر ایک ہی سلسلہ جنیدیہ ہے۔ اسی طرح سلسلہ فردوسیہ شیخ نجم الدین کبریٰ سے ہے جو حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبدالقادر سہروردی کے خلیفہ ہیں جن سے سلسلہ سہروردیہ ہے۔ سلسلہ فردوسیہ دراصل سہروردیہ سلسلہ کی شاخ ہے لیکن بزرگوں نے دونوں سلسلوں کو الگ الگ خانوادہ مانا ہے۔ یہ چودہ خانوادے حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کے واسطے سے مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتے ہیں اس طرح یہ چار پیر چودہ خانوادے نہ ہو کر ایک ہی خانوادہ ہے اور ان کا ایک ہی پیر ہے اور وہ پیر ہیں مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ جن کے مرشد ہیں آقائے دو عالم ﷺ۔

ابوالفضل نے آئین اکبری میں بھی ان چودہ خانوادوں کا ذکر کیا ہے۔ فرق

صرف یہ ہے کہ آئین اکبری میں حبیان لکھا ہے اور مکتوبات عالیہ میں عجمیہ لکھا ہے۔ یہ سلسلہ حضرت خواجہ حبیب عجمی سے منسوب ہے کسی نے اسے حبیان لکھا ہے اور کسی نے عجمیہ۔ شیخ عبدالرحمن چشتی نے مراۃ الاسرار میں عجمیہ لکھا ہے۔

خیال شریف میں رہے کہ سلسلہ قلندریہ اور مدار یہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطے سے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطے سے تین مشہور سلسلے نقشبندیہ، قلندریہ اور مدار یہ جاری ہوئے۔

(۱۵) اویسیہ: یہ سلسلہ خیر التابین عاشق رسول حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ

سے منسوب ہے جن کو خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی

اللہ عنہ نے بارشاد سید عالم ﷺ خرقہ پہنایا تھا اور دعا کے طالب

ہوئے تھے۔ یہ سلسلہ ایک مستقل خانوادہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت

اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کی ذات مبارک بڑی بابرکت اور تمام اویسی

نسبت اکابرین کی مقتدا ہے۔

آپ کی ذات مبارک وہ پہلی ذات ہے جس نے ظاہری طور پر حاضر ہوئے بغیر اپنی

قوی نسبت سے فیضان نبی ﷺ حاصل کیا اور نسبت قائم کی۔ آپ کا شمار بارگاہ نبوت کے

خاص مقربوں میں ہوتا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے جس کے راوی حضرت عمر فاروق رضی

اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ رَجُلًا يَا تَيْكُم بِالْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ۔

یمن سے تمہارے پاس ایک شخص آئے گا اس کا نام اویس ہوگا۔

پھر بعض علامتوں کے ذکر کے بعد فرمایا:

فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

تم میں سے جو ان سے ملے ان سے اپنے لئے استغفار کی درخواست کرے۔

صحیح مسلم کی دوسری روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسُ فَعَرُّ وَهُ فَلَيسْتَغْفِرَ لَكُمْ۔
 تابعین میں افضل وہ شخص ہے جس کا نام اویس ہے جب ان سے ملو تو اپنے لئے
 استغفار کی درخواست کرو۔

مشائخ نے بغیر ظاہری زیارت آنحضرت ﷺ یا بغیر ظاہری شرف ملاقات کسی شیخ
 سے فیض حاصل کیا اور بیعت و اجازت حاصل کی اس کو اویسی نسبت کا نام دیا، یہ سلسلہ اویسی
 سلسلہ کہلایا۔ بعض مشائخ اہل تصوف نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اگر کسی شخص کو بعد کے
 زمانے میں خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت میسر ہوئی اور آپ نے خواب میں اس کو
 بیعت فرمایا، اور ادو وظائف کی تلقین کی اور اجازت عطا فرمائی وہ سب صحیح مانا جائیگا کیونکہ
 حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کی اس نے
 واقعی میں آپ کی زیارت کی کیونکہ شیطان آپ کی شبیہ مبارک کی نقل نہیں اتار سکتا (مَنْ
 رَأَى رَأَى الْحَقَّ)

عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اویسی طریقہ بیعت کو صحیح بتایا ہے۔
 القول الجمیل میں اپنے والد کا واقعہ لکھتے ہیں ”میں نے اپنے والد بزرگوار سے سنا فرماتے
 تھے کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، میں نے آپ سے بیعت کی۔
 آنحضرت ﷺ نے میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں دست مبارک میں کر لیا۔ پس میں
 تو اسی طرح جیسے خواب میں دیکھا مصافحہ کرتا ہوں بیعت لینے کے وقت۔

(القول الجمیل ص ۳۵)

فروعی خانوادے

ان چودہ خانوادوں کے علاوہ جو بھی خانوادے ہیں ان کو مشائخ کرام نے فروع میں شمار کیا ہے۔ مشہور تینتالیس خانوادے مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱) قادر یہ: یہ سلسلہ محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ المعروف بہ غوث اعظم پیران پیر دستگیر سے منسوب ہے جو امام ولایت ہیں اور بزرگوں میں بہت اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔
- (۲) یسویہ: حضرت شیخ احمد یسوی پیر ترکستان سے منسوب ہے۔
- (۳) نقشبندیہ: حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند بخاری سے منسوب ہے۔

ہے۔

(۴) نوریہ: حضرت خواجہ سید ابوالحسن احمد نوری (۱) بغدادی سے منسوب ہے۔

(۵) خضرویہ: حضرت خواجہ احمد خضرویہ بلخی سے منسوب ہے۔

(۶) شطاریہ: اس خانوادے کے متعدد نام ہیں ہندوستان میں شطاریہ کہلاتا ہے چونکہ ہندوستان میں شیخ عبداللہ شطاری سے پھیلا ایران و توران میں عشقیہ اور روم میں بسطامیہ کہلاتا ہے۔

(۷) بخاریہ: حضرت مخدوم شیخ جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم

جہانیاں جہاں گشت سے منسوب ہے جن کو ۱۵ مشائخ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔

(۸) زاہدیہ: حضرت شیخ بد الدین زاہد سے منسوب ہے۔

(۱) مفتی غلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیاء میں آپ کا نام شیخ ابوالحسن نوری لکھا ہے۔

- (۹) انصاریہ: حضرت شیخ عبداللہ انصاری پیر ہرات سے منسوب ہے۔
- (۱۰) صفویہ: حضرت شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی سے منسوب ہے۔
- (۱۱) عمید روسیہ: حضرت سید عبداللہ عمید روس سے منسوب ہے۔
- (۱۲) قلندریہ: یہ خانوادہ حضرت عبداللہ علم بردار (۱) کے واسطے سے حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔
- (۱۳) طیار یہ: اس خانوادہ کی نسبت حضرت جعفر بن طیار رضی اللہ عنہ سے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور صحابی ہیں۔ آپ نے حبش میں اسلام کی تبلیغ کی اور شاہ حبش کو اسلام سے آشنا کرایا۔ (۲)
- (۱۴) مدار یہ: حضرت شیخ بدیع الدین قطب مدار قدس سرہ سے منسوب ہے۔ جو حضرت بایزید بسطامی طیفور شامی کے خلیفہ تھے۔
- (۱۵) رفاعیہ: حضرت سید احمد رفاعی سے منسوب ہے۔
- (۱۶) بدویہ: حضرت سید ابوالعباس احمد بن علی بن محمد بن ابو بکر مقدسی شامی بدوی سے منسوب ہے۔
- (۱۷) شاذلیہ: حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی سے منسوب ہے۔ آپ کی الہامی دعائے حزب البحر تمام مشائخ کے معمول میں ہے۔

(۱) بعض مشائخ کا کہنا ہے یہ سلسلہ حضرت سیدنا عبدالعزیز علم بردار مکی صحابی رسول اللہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے آپ کو قلندر فرمایا تھا اس لئے آپ کے سلسلہ کو قلندریہ سلسلہ کہتے ہیں۔

بعض سفروں میں حضرت سیدنا عبدالعزیز مکی نے رسول اللہ ﷺ کا علم اٹھایا تھا اس سبب سے آپ علمبردار مشہور ہوئے (رسالہ غوثیہ حجۃ العارفین شاہ مجاہد قلندر رسالہ قلندریہ) خانوادہ کے مرتبین مشائخ نے اس سلسلہ کو فروع قرار دیا ہے دراصل یہ خانوادہ اصول کے چودہ خانوادوں کی فروع نہیں بلکہ خود مستقل خانوادہ ہے۔ (مصنف)

(۲) یہ خانوادہ بھی چودہ خانوادہ کی شاخ نہیں بلکہ الگ مستقل خانوادہ ہے (مصنف)

(۱۸) ہمدانیہ: امیر کبیر سید علی ہمدانی سے منسوب ہے۔ آپ کی الہامی دعا اور ادفتحہ مشائخ کرام کے معمول میں ہے۔

(۱۹) رحیمیہ: حضرت ابو محمد عبدالرحیم بن احمد سے منسوب ہے۔

(۲۰) سعیدیہ: حضرت ابو سعید قلوری سے منسوب ہے۔

(۲۱) مولویہ: مولانا جلال الدین رومی سے منسوب ہے جو مولانا روم

کہلاتے ہیں آپ کی مشہور تصنیف مثنوی شریف ہے جو مثنوی مولانا روم کے نام سے مشہور ہے۔

(۲۲) علاییہ: حضرت شیخ علاء الدین سمنانی قدس سرہ سے منسوب ہے۔

(۲۳) جمالیہ: حضرت مخدوم شیخ جمال الدین قطب ہانسی سے منسوب ہے

جو حضرت بابا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے خلیفہ اعظم ہیں۔

(۲۴) صابریہ: حضرت مخدوم سید علاء الدین علی احمد صابر کلیری سے

منسوب ہے۔

(۲۵) نظامیہ: سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب

الہی بدایونی ثم دہلوی سے منسوب ہے۔

(۲۶) اشرفیہ: حضرت مخدوم حافظ محمد اشرف سمنانی کچھوچھوی سے

منسوب ہے۔

(۲۷) قدوسیہ: قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے منسوب ہے۔

(۲۸) مجددویہ: امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی سے

منسوب ہے۔

(۲۹) ابوالعلائیہ: حضرت امیر ابوالعلی نقش بندی اکبر آبادی (آگروی)

المعروف بہ سیدنا سے منسوب ہے۔

(۳۰) نوشاہیہ: حضرت حاجی محمد نوشہہ قادری سے منسوب ہے۔ جن کا

سلسلہ حضرت سید عبدالوہاب قادری کے واسطے سے حضور غوث اعظم سے ملتا ہے۔

(۳۱) رشیدیہ: مولانا شاہ محمد رشید جون پوری مصنف مناظر رشیدیہ سے

منسوب ہے۔ مولانا عبدالعلیم آسی غازی پوری اسی خانوادہ کے بزرگ اور سجادہ نشین تھے۔

(۳۲) رزاقیہ: حضرت سید عبدالرزاق قادری بے کمر بانسوی المعروف

بہ سرکار بانسہ سے منسوب ہے۔ علمائے فرنگی محل آپ سے وابستہ ہیں۔ علمائے فرنگی

محل میں استاذ الہند ملا نظام الدین فرنگی محلی آپ کے پہلے خلیفہ ہیں۔

(۳۳) برکاتیہ: حضرت سید شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی سے ہے علمائے

بدایوں اور بریلی آپ کے سلسلہ سے وابستہ ہیں۔

(۳۴) مجیبیہ: حضرت پیر شاہ مجیب اللہ قادری پھلواری سے ہے۔

(۳۵) آبادانیہ: عاشق الہی حضرت صوفی شاہ آبادانی سیال کوٹی ثم دہلوی

سے ہے۔

(۳۶) فضل رحمانیہ: حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی سے

ہے۔

(۳۷) وارثیہ: حضرت حاجی سید وارث علی شاہ دیوہ شریف سے ہے۔

(۳۸) حافظیہ: حافظ ہندی شیخ لطافت علی شاہ شیخ پوری سے۔

(۳۹) فریدیہ: سلطان المشائخ حافظ شاہ فرید الدین آروی سے

(۴۰) شیریہ: شاہجی حضرت شاہ محمد شیر پیلی بھیتی سے۔

(۴۱) رضویہ: اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی سے

منسوب ہے۔

(۴۲) سلسلہ بیابانیہ: ہندوستان میں یہ سلسلہ علاقہ روس ترکمانستان ازبکستان

سے آیا اور دین کی اشاعت اور مخلوق خدا کی خدمت کی۔ اس سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت

شاہ ترکان بیابانی ہیں۔ یہ بزرگ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی سے پہلے ترکمانستان سے دہلی تشریف لائے۔ حضرت شاہ ترکان بیابانی کی درگاہ دہلی میں ترکمان گیٹ پر ہے۔ ترکمان گیٹ کا نام آپ کے نام پر رکھا گیا۔ جنوبی ہندوستان آندھرا پردیش، کرناٹک وغیرہ میں اس سلسلہ کی خانقاہیں ہیں۔

(۴۳) رشی سلسلہ: رشی سلسلہ خالص کشمیری ہے۔ اس سلسلہ کے بانی حضرت

نور الدین رشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضرت رشی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۷۵۷ھ مطابق ۱۳۵۶ء میں کشمیر کے کیموہ گاؤں میں ہوئی۔ اس سلسلہ کے وابستگان کشمیر میں ہیں۔

سلسلہ زاہد یہ: یہ سلسلہ امیر کبیر حضرت شیخ فخر الدین زاہد خداداد بزرگ سے منسوب ہے۔ آپ کا نام فخر الدین تھا مگر غایت زہد و ورع کے سبب ”زاہد“ کہلانے لگے۔ اس خاندان کے جو پہلے بزرگ ہندوستان آئے وہ شیخ کبیر حضرت شیخ شہاب الدین امام کعبہ تھے۔ آپ حنفی مصلہ کے امام تھے۔ غیبی اشارہ پا کر اشاعت دین اسلام کے لئے ہندوستان آئے اور میرٹھ شہر میں سکونت اختیار کی۔ ایک اندازہ کے مطابق آپ حضرت خواجہ غریب نواز کے مبارک عہد میں ہندوستان تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ اہلیہ اور صاحبزادہ امیر کبیر فخر الدین زاہد بھی تشریف لائے جن سے اس سلسلہ کا اجرا ہوا۔ آپ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ہم عصر تھے۔ مولانا غوثی شاہ شطاری احمد آبادی نے گلزار ابرار میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ مولانا غوثی لکھتے ہیں:

(آپ کا) مولد و خواب گاہ دونوں میرٹھ ہیں۔ اسکندر فیلفوس کے خاندان میں اور

خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کے ہم عصر تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک سال مال و متاع سے بھری ہوئی کشتی دریائے جمنا میں ڈوب گئی۔ جن مال والوں کو نقصان پہنچا تھا انہوں نے اپنا حال در خواجہ بختیار کاکی کی خدمت میں عرض کیا۔ خواجہ نے فرمایا دریا کا یہ کنارہ اس درویش کے سپرد ہے اور وہ کنارہ برادر فخر الدین سے تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ کشتی اس کنارہ پر ڈوبی تھی لہذا آفت زدہ لوگ شیخ فخر الدین کے آستانے پر حاضر ہو کر روئے۔ شیخ نے اس مضمون کا

ایک رقعہ لکھ کر دریا میں ڈالا کہ وہ کشتی مال کو صحیح سالم کنارے پر پہنچا دے۔ رقعہ نیچے بیٹھ گیا اور کشتی مع مال و متاع پانی کے اوپر آگئی۔ کہتے ہیں کہ ایک روز چالیس آدمیوں میں سے ایک آدمی نکل کر آپ کے پاس آیا جس کی پیشانی پر کلمہ طیبہ کے حروف لکھے ہوئے تھے اس نے کہا آسمانی آفت اس ملک کے واسطے بھیجی گئی ہے لیکن یہ شہر اس ”زاہد“ کے ظل حمایت میں ہے لہذا خرابی سے محفوظ رہے گا۔ اس بنیاد پر آپ کا سلسلہ ”زاہدی“ لفظ سے مشہور ہوا۔
(اذکار الابرار و ترجمہ گلزار ابرار)

میرٹھ میں آپ ”شاہ ولایت“ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا آستانہ ”درگاہ شاہ ولایت“ میرٹھ شہر میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے: شیخ فخر الدین کبیر زاہد، شیخ شہاب الدین امام کعبہ، شیخ صدر الدین سمرقندی، شیخ عبدالسلام قندھاری، شیخ عبدالکریم معشوق، خواجہ قطب الدین، عبدالحمید، خواجہ حسن تاتار، خواجہ ابواسحاق گازر دنی، خواجہ عبداللہ خفیف شیرازی، خواجہ ردیم، سید الطائفہ حضرت ابولقاسم جنید بغدادی، خواجہ سری سقطی، خواجہ معروف کرخی، خواجہ داؤد طائی، خواجہ حبیب عجمی، خواجہ امام حسن بصری، امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت شیخ شہاب الدین حق گو شہید زاہدی، شیخ فخر الدین ثانی زاہدی، شیخ بہار الدین گنج رواں کالپوی، چراغ ہند شیخ صدر الدین، حاجی ظفر آبادی، مخدوم بدر الدین، بدر عالم زاہدی بہاری، سلسلہ زاہدیہ کے مشہور بزرگ ہیں۔ شیخ بدر الدین بدر عالم زاہدی (متوفی ۸۴۳ھ) سے اس سلسلہ کو خوب فروغ ہوا۔ آپ مخدوم الملک شیخ شرف الدین بن احمد منیری المعروف بہ مخدوم بہاری کے ہم عصر تھے۔ آپ مخدوم بہاری کی ہدایت پر اسلامی مشن لیکر بنگالہ روانہ ہوئے اور بنگال، بہار و بنگلہ دیش میں دین کی اشاعت کی۔ آخر عمر میں حضرت مخدوم بہاری نے آپ کو واپس بہار آنے کی دعوت کی۔ آپ بہار شریف کے لئے روانہ ہوئے لیکن آپ کے پہنچنے سے دو ماہ قبل مخدوم بہاری کا وصال ہو گیا اور آپ کی ملاقات نہ ہو سکی۔ مخدوم بہاری کا آستانہ بڑی درگاہ اور مخدوم بدر عالم کا آستانہ چھوٹی درگاہ کے نام سے مشہور ہے۔

اس سلسلہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ سلسلہ ہندوستان سے جاری ہوا اور سارے عالم کو اپنے فیض سے فیضیاب کیا۔ میرٹھ شہر کو یہ شرف حاصل ہے کہ امام کعبہ شیخ شہاب الدین حضرت خواجہ غریب نواز کے عہد مبارک میں ہندوستان تشریف لائے اور ان کے صاحبزادہ امیر کبیر شیخ فخر الدین زاہد خداداد بزرگ سے سلسلہ زاہد یہ تمام عالم میں پھیلا۔

شجراتِ طریقت

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرِهِ طَيِّبَةً اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرَعُهَا فِي السَّمَاءِ۔ (۱)
 شجر عربی میں درخت کو کہتے ہیں جس طرح درخت کی ایک جڑ ہوتی ہے اور پھرتا
 اور شاخیں ہوتی ہیں اسی طرح شجرہ کا بھی حال ہے کہ اس کی بنیاد تو اللہ اور رسول کے اسمائے
 گرامی ہیں اور پھر شاخوں کی طرح دیگر بزرگوں کے نام ہیں۔ (تذکرہ نظامی ص ۷۶)
 حضرت میر عبد الواحد بلگرامی چشتی سبع سنابل میں لکھتے ہیں:

پیران طریقت نے بیعت کے ثبوت اور اس دینی اخوت کے لئے دو نشانیاں مقرر کی
 ہیں۔ ایک تو کاغذی جس پر وہ اپنے پیروں کے نام لکھتے ہیں اس کو شجرہ کہتے ہیں۔ اس لئے
 کہ شاخ درشاخ ہونے میں درخت سے مناسبت رکھتا ہے۔ جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ
 سے درخت کے نیچے بیعت واقع ہوئی اذیْبَا يِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ اسی طرح
 مریدوں کی اپنے پیروں کے ساتھ بیعت اس درخت کے نیچے ہوتی ہے جس کو لکھ کر
 مریدوں کو دیدیتے ہیں۔

دوسری علامت ٹوپی ہے۔ مخدوم شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے
 کہ کلاہ اصل میں حضرت حق جل و علا کی جانب سے ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام
 بہشت سے چار ٹوپیاں لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یک ترکی، دو ترکی، سہ

(۱) پارہ ۱۳، سورہ ابراہیم رکوع ۱۶، آیت ۲۳۔ کلمہ طیبہ (پاکیزہ بات) مانند درخت پاکیزہ کے جڑ اس کی
 محکم ہے اور ڈالیاں اس کی بیج آسمان کے۔ (ترجمہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی) پاکیزہ درخت سے
 مراد اکثر مفسرین نے کھجور کا درخت لیا ہے۔ (مصنف)

ترکی، چہار ترکی (ایک گوشہ، دو گوشہ، تین گوشہ اور چار گوشہ والی) اور عرض کیا کہ فرمان باری تعالیٰ یہ ہے کہ آپ یہ چاروں ٹوپیاں سر مبارک پر رکھیں پھر جسے چاہیں عطا فرمادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چاروں ٹوپیاں سر مبارک پر رکھیں۔ اس کے بعد کلاہ یک ترکی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ تمہاری ٹوپی ہے جسے چاہو دو۔ کلاہ دو ترکی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھی اور فرمایا یہ تمہاری ٹوپی ہے جسے چاہو بخش دو۔ کلاہ سہ ترکی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھی اور فرمایا کہ یہ تمہاری ٹوپی ہے جسے چاہو سوئپ دو۔ کلاہ چہار ترکی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر رکھی اور فرمایا یہ تمہاری ٹوپی ہے جسے اس کے لائق دیکھو اور جو اس کا حق ادا کر سکے اسے عطا کر دو۔ مجھے یہ فرمان تھا کہ کلاہ چہار ترکی تمہیں پہناؤں۔ (سبع سنابل شریف دوسرا سنبلہ) احقر غفرلہ کونو (۹) مبارک سلسلوں قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، کبردیہ، مداریہ، قلندریہ، شاذلیہ، رفاعیہ میں اجازت و خلافت حاصل ہے۔ سب سے پہلے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے شجرات لکھے جاتے ہیں۔

چشتیہ سلسلہ

چشت ایک شہر کا نام ہے جو خراسان میں ہے وہاں کچھ خدار سیدہ بزرگوں نے تبلیغی و اصلاحی مرکز قائم کیا اس کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اور ایک جہاں فیضیاب ہوا یہ تبلیغی و اصلاحی نظام اس مقام کی نسبت سے چشتیہ سلسلہ کہلایا اور اس سلسلے سے وابستہ حضرات چشتی کہلائے۔ چشت نام کا ایک شہر پاکستان میں اوج اور ملتان کے درمیان بھی ہے مگر ہمارے خواجگان چشت خراسان والے چشت سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا رحیم بخش خلیفہ حضرت مولانا محمد فخر الدین چشتی دہلوی رۃ الانوار میں لکھتے ہیں۔

”چشت نام کے دو مقام ہیں ایک شہر خراسان میں اہرات کے قریب اور دوسرا ہندوستان (پاکستان) میں اوج اور ملتان کے قریب۔ خواجگان چشت خراسان والے چشت سے نسبت رکھتے ہیں۔“ حضرت خواجہ ابواسحاق شامی پہلے بزرگ ہیں جن کے نام کے ساتھ چشتی لکھا گیا ہے۔

حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی شام کے رہنے والے تھے۔ شام سے چل کر بغداد آئے اور حضرت ممشاد علودینوری (متوفی ۲۹۸ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے۔ عرض کیا ابواسحاق شامی۔

حضرت نے فرمایا:

آج سے لوگ تجھے ابواسحاق چشتی کہہ کر پکاریں گے۔ چشت اور اس کے گرد و نواح کے لوگ تجھ سے ہدایت پائیں گے اور ہر وہ شخص جو تیرے سلسلہ ارادت میں

داخل ہو گا اس کو قیامت تک چشتی کہہ کر پکاریں گے۔ (لطائف اشرفی، مرآة الاسرار، شجرة الانوار، خزینة الاصفیاء جلد اول) اس کے بعد خواجہ ممشاد علودینوری نے آپ کی تعلیم و تربیت فرمائی اور اجازت و خلافت دے کر چشت روانہ کیا۔ آپ نے چشت میں تبلیغ اور اصلاح کا کام بڑے خلوص و محبت سے کیا۔ یہاں آپ کے محبت بھرے پر خلوص جدوجہد سے ایک عظیم الشان روحانی اصلاحی مرکز قائم ہوا اور ایک عظیم سلسلہ کی داغ بیل پڑی جو چشتی سلسلہ کہلایا۔ آپ کا وصال ۳۲۹ھ مطابق ۹۴۰ء میں "چشت" میں ہوا اور ہمیں دفن کئے گئے۔

چشتیہ سلسلہ کی داغ بیل چشت میں حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی نے ڈالی لیکن اسکو پروان چڑھانے اور پھیلانے کا کام خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری المعروف بہ خواجہ غریب نواز نے کیا۔ ہندوپاک میں اس سلسلہ کو جاری کرنے کا شرف آپ ہی کو حاصل ہے لیکن اس حقیقت (۱) سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آپ سے قبل کچھ چشتی بزرگ مثلاً خواجہ ابو محمد بن ابی احمد چشتی سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ہندوستان تشریف لائے اور تبلیغ کی۔

ہند کے بادشاہ دین کے وہ معین

خواجہ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

(۱) نجات الانس مولانا عبدالرحمن جامی

سلسلہ عالیہ چشتیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ بْنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهِ وَ سَلِّمْ

الہی بحرمت جناب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

الہی بحرمت امام المشرق والمغرب مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ ابو محمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ ناصر الدین ابویوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن سجری
رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں تین
خلفاء حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صابر کلیری
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی قدس سرہم سے سلسلہ چشتیہ کی کافی
اشاعت ہوئی بعد میں یہ سلسلہ ان کے نام سے جمالیہ صابریہ اور نظامیہ مشہور
ہوا۔ احقر غفرلہ کو سلسلہ صابریہ اور نظامیہ دونوں سلسلوں کی اجازت ہے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ آبادانیہ

- الہی بحر مت حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ احمد عارف ردولوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ محمد بن احمد عارف ردولوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت خواجہ سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت پیر محمد خاں لودی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شاہ محمد خاں لودی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ محمد جیاسندھی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مولانا میر محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت شاہ عبدالعلیم لوہاروی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت حاجی دیدار علی خاں غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت حافظ شاہ فرید الدین آروی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رحمۃ اللہ علیہ
 احقر غفرلہ محمد انور علی فریدی سہیل

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قطب مدار یہ

احقر غفرلہ کو والد حضرت مرشدی مولائی مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی
 نور اللہ مرقدہ کے علاوہ یادگار سلف حضرت حکیم شاہ قریش احمد قدوسی چشتی
 صابری قدس سرہ سجادہ نشین درگاہ حضرت قطب عالم گنگوہ شریف سے بھی
 اجازت و خلافت حاصل ہے یہ سلسلہ اس طرح ہے۔

گدائے کوئے صابر ناچیز محمد انور علی فریدی سہیل

الہی بحر مت حضرت حکیم شاہ قریش احمد قدوسی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت حکیم شاہ قمیش احمد قدوسی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شاہ دزولیش احمد قدوسی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شاہ میر عبداللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شاہ صابر بخش دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شاہ غلام سادات چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شاہ نصیر الدین ذکر اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ محمد قطب مدار چشتی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت بندگی شیخ ابراہیم رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (۱)

الہی بحر مت حضرت شاہ ابو سعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ جلال الدین تھانیری رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت قطب عالم حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ محمد بن احمد عارف ردولوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ احمد عارف ردولوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت شیخ العالم حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت حکیم شاہ قریش احمد قدوسی صابری رحمۃ اللہ علیہ کو عارف باللہ
حضرت حکیم شاہ محمد منعم حافظی صابری قادری سے بھی اجازت و خلافت حاصل
تھی یہ سلسلہ حضرت مولانا حافظ لطافت علی شاہ شیخ پوری کی نسبت سے حافظیہ
کہلاتا ہے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حافظیہ

- خاک پائے خواجگان چشت محمد انور علی فریدی سہیل
الہی بحر مت حضرت حکیم شاہ قریش احمد قدوسی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت حکیم محمد منعم حافظی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مولانا مفتی محمد مشتاق احمد انبیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت حافظ صابر علی رام پوری رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت حافظ لطافت علی شاہ شیخ پوری رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شاہ محمد نظام پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شاہ محمد ماہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت حافظ محمد شہید پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مولانا محمد اکرم براسوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ سونداھا صوفی سفیدونی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ داؤد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ جلال الدین تھامیری رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ محمد عارف ردولوی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت شیخ احمد عارف ردولوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت شیخ شیوخ العالم حضرت بابا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر
رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت خواجہ خواجگان والی ہندوستان حضرت خواجہ معین الدین
حسن چشتی بہشتی المعروف بہ خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ امدادیہ

خاک پائے خواجگان چشت بندہ مسکین محمد انور علی فریدی سہیل

حضرت صوفی سید عبدالسلام قادری چشتی مدظلہ

حضرت سید شاہ امان اللہ قادری چشتی پھلواری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ محی الدین قادری چشتی پھلواری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ بدر الدین قادری چشتی پھلواری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صابری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاں جی نور محمد جھنجھناوی صابری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبدالباری صابری امر وہوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبدالہادی صابری امر وہوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عضد الدین صابری امر وہوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد حامد مکی صابری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمدی فیاض صابری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محبت اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ابو سعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ جلال الدین تھائیری رحمۃ اللہ علیہ

قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد بن احمد عارف رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ احمد عارف ردولوی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ شمس الدین شاہ ولایت پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ

(۱) سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ

بندہ عاجز مسکین محمد انور علی فریدی سہیل

- الہی بحر مت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت حافظ شاہ فرید الدین آروی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت حاجی دیدار علی خاں غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت صوفی شاہ آبادانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مولانا محمد زکریا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ محمد جیاسندھی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شاہ محمد خاں لودی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت پیر محمد خاں لودی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت خواجہ سید آدم نبوری رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ درویش بن قاسم اودھی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت سید بڑھن بہراپنچی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت سید اجمل بہراپنچی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی
 رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی
 رحمۃ اللہ علیہ

(۲) سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ مینائیہ

بندہ عاصی محمد انور علی فریدی سہیل غفرلہ
 الہی بحر مت حضرت سید عبدالسلام قادری چشتی مدظلہ
 الہی بحر مت حضرت سید دانش علی چشتی مینائی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شاہ عزیز اللہ عزیز صفی پوری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شاہ خادم علی صفی پوری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ محمد حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شاہ غلام پیر رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شاہ افہام اللہ رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت شیخ بھولن رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ زاہد رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت سید عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ اکرم رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ مبارک رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ عبدالصمد صفی پوری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ سعد الدین خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت مخدوم شاہ محمد مینا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ سارنگ رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ صدر الدین راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت مخدوم جلال الدین جہانیا جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی رحمۃ
 اللہ علیہ
 الہی بحر مت سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی
 رحمۃ اللہ علیہ

(۳) سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ نیازیہ

بندۂ ناچیز مسکین محمد انور علی فریدی سہیل

الہی بحر مت حضرت سید عبدالسلام قادری چشتی زمینی مدظلہ
 الہی بحر مت حضرت شاہ محمد سلیمان چشتی زمینی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شاہ قطب الدین نیازی غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت شاہ محی الدین بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شاہ نظام الدین بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت مولانا محمد فخر الدین محبت النبی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہان آبادی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ ابو یوسف یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ جمال الدین جمن چشتی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ محمود راجن چشتی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ علم الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ سراج الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت شیخ کمال الدین علامہ رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی
 رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی
 رحمۃ اللہ علیہ

(۴) سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میناسیہ برکاتیہ رضویہ

خاک پائے خواجگان چشت محمد انور علی فریدی سہیل
 الہی بحر مت حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحر مت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت سید شاہ شمس الدین آل احمد اچھے میاں مارہروی
رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت سید شاہ حمزہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت سید شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت سید اولیس رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت میر عبد الجلیل بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت میر عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت شیخ حسین سکندر آبادی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ عبدالصمد صفی پوری رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ سعد الدین خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ محمد مینا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ سارنگ مجکوی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت سید راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیا جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی
رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ

(۵) سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ مجیبیہ

خاک پائے خواجگانِ چشت فقیر محمد انور علی فریدی سہیل

الہی بحر مت حضرت صوفی سید عبدالسلام قادری چشتی مدظلہ

الہی بحر مت حضرت سید شاہ امان اللہ قادری چشتی پھلواری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت سید شاہ محی الدین قادری چشتی پھلواری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت سید شاہ بدر الدین قادری چشتی پھلواری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت سید شاہ علی حبیب نصر قادری چشتی پھلواری

رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت سید شاہ ابوالحسن فرد قادری چشتی پھلواری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت سید شاہ نعمت اللہ قادری چشتی پھلواری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت سید شاہ مجیب اللہ قادری چشتی پھلواری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت شاہ معزالدین کرجوی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت شاہ پیر محمد کریم سلونی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

الہی حضرت شاہ عبدالکریم چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت شاہ عبداللہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت شاہ سلطان چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت شاہ محمد قاسم چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت شاہ احمد چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت شاہ میراں چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت شاہ فیض اللہ المعروف بہ قاضی شاہ چشتی نظامی

رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ حسام الدین مانک پوری چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ نور الحق پنڈوی المعروف بہ مخدوم شیخ نور
قطب عالم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحر مت حضرت مخدوم شیخ سراج الدین چشتی نظامی آئینہ ہند
المعروف بہ مخدوم انخی سراج رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحر مت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ بندہ نوازیہ قدوسیہ آبادانیہ

بندہ مسکین فقیر محمد انور علی فریدی سہیل

حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حافظ شاہ فرید الدین آروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی دیدار علی خاں غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ عبد العظیم لوہاروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صوفی شاہ آبادانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا میر محمد زکریا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد جیاسندھی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد خاں لودی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر محمد خاں لودی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت میاں شیخ بن حکیم اودھی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت خواجہ صدر الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت خواجہ علاء الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت بندہ نواز گیسو دراز خواجہ سید محمد حسنی الحسینی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت شیخ نصیر الدین نمود روشن چراغ دہلی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الہی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اویسیہ

سلسلہ آبادانیہ میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ اویسیہ کی اجازت بھی ہے۔ عاشق الہی حضرت صوفی شاہ آبادانی دہلوی کو حضرت سید نظام الدین اولیاء محبوب الہی قدس سرہ سے بلا واسطہ بیعت اور نسبت اویسی حاصل تھی۔ اس کا تفصیلی ذکر تذکرہ آبادانیہ ص ۵۲-۵۵ پر احقر نے کیا ہے۔ سلسلہ طریقت اس طرح ہے:

احقر غفرلہ محمد انور علی سہیل فریدی، مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی، شاہ جعفر علی فریدی، شاہ فرید الدین آروی، شاہ دیدار علی غازی پوری، سید شاہ عبدالعلیم لوہاری بھوپالی، حافظ شاہ احسان علی فریدی، صوفی شاہ آبادانی، خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ نصیریہ

- الہی بحرمت مرشد اعظم آقائے نامدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- الہی بحرمت امام الاولیا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
- الہی بحرمت شیخ الاعظم حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت خواجہ سعید الدین حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت خواجہ امین الدین الہبیری رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت خواجہ ممشاد علودینوری رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت سالار چشتیاں حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالاحمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت خواجہ ابو محمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت خواجہ سید قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت خواجہ اعظم حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت نائب رسول اللہ فی الہند خواجہ خواجگان حضرت معین الدین حسن چشتی
اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت سرسلسلہ نظامیہ سلطان المشائخ محبوب الہی حضرت خواجہ سید نظام الدین
اولیا رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ المشائخ مخدوم شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ سراج الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ علیم الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ محمود عرف شیخ راجن چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ جمال الدین عرف جمن چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ حسن محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ یحییٰ مدنی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت مولانا فخر الدین محبت النبی چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت قبلہ عالم حضرت شیخ نور محمد مہاروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شاہ سلیمان تونسوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی مدظلہ (۱)

خاک پائے خواجگان بندہ عاصی محمد انور علی سہیل فریدی

(۱) احقر کو حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی مدظلہ نے وہ تمام اجازتیں عطا فرمائی ہیں جو انہیں حاصل ہیں۔ احقر یہاں پر صرف تین شجرے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ، سلسلہ عالیہ شاذلیہ اور سلسلہ عالیہ رفاعیہ تحریر کر رہا ہے۔

شجرہ عالیہ قادریہ

سلسلہ آبادانیہ میں شجرہ قادریہ تین طریقے سے ہے جس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے:
پہلا طریقہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا
وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

الہی بحرمت آقائے دو عالم سید عالم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

الہی بحرمت امیر المومنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

الہی بحرمت سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ ابوالقاسم ابراہیم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت محبوب سبحانی غوث صدیقی محی الدین سید عبدالقادر جیلانی بغدادی

المعروف بہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دوسرا طریقہ:

اس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا

وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

الہی بحرمت آقائے دو عالم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

الہی بحرمت امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

الہی بحرمت حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت امام حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت سید ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید عبداللہ محض رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید موسیٰ جون رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید عبداللہ مورث رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت داؤد رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید موسیٰ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید محمد مورث رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید یحییٰ زاہد رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید موسیٰ جنگلی دوست رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید صالح بن موسیٰ جنگلی دوست رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی محبوب سبحانی غوث صمدانی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 اس شجرے کے لکھنے کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ اپنے شیخ سے شروع کرے اور آقائے
 دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کرے۔
 تیسرا طریقہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
 مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَيْهِ
 لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

الہی بحرمت آقائے دو عالم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 الہی بحرمت امام المشرق والمغرب اسد اللہ الغالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ
 الہی بحرمت حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت عبد اللہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت سید الطائف حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ ابوالقاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی (۱) رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ عنہ
 حضرت غوث اعظم سے قطب ربانی عاشق الہی حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمۃ اللہ علیہ
 کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے۔

الہی بحرمت تاج الاصفیاء حضرت سید عبدالرزاق قادری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شرف الدین قتال قادری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ عبدالوہاب قادری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شیخ بہاء الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ عقیل پارسا قادری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ شمس الدین صحرائی قادری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شاہ گدار حمان اول قادری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شاہ گدار حمان ثانی بن محبوب علی قادری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شاہ فضیل قادری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ کمال کبھلی قادری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ سید آدم حسنی بنوری رحمۃ اللہ علیہ

(۱) مخزومی اور مخزومی دونوں صحیح ہیں۔

الہی بحرمت حضرت بابا پیر محمد خاں لودی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شاہ محمد خاں لودی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شاہ محمد جیاسندھی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت مولانا میر محمد زکریا قادری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت قطب ربانی عاشق الہی حضرت صوفی شاہ آبادانی قادری سیالکوٹی

ثم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ کو اپنے شیخ کے علاوہ حضرت حافظ شاہ جمال اللہ

راپوری سے بھی اجازت حاصل تھی (رسالہ نظام المشائخ اگست ۱۹۲۵ء) یہ سلسلہ اس طرح ہے:

الہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت حافظ شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ محمد درویش اودھی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ محمد بڈھن بہراپٹی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ محمد اجمل بہراپٹی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ شمس الدین علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ المعروف
بہ حضرت غوث اعظم پیران پیر دستگیر۔

حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ سے فقیر راقم السطور کا سلسلہ اس طرح ہے:

الہی بحرمت قطب ربانی عاشق الہی حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت امام الزاہدین حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت قدوۃ العارفین حضرت شاہ عبدالعلیم لوہاروی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت واقف اسرار خفی و جلی حضرت حاجی دیدار علی خاں غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت سلطان المشائخ حضرت حافظ شاہ فرید الدین آروی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت مولوی

الہی بحرمت فضیلت مآب

الہی بحرمت حضرت مولانا

شاہ جعفر علی فریدی

حضرت شاہ نثار احمد قادری

شاہ مصلح الدین آروی

الہی بحرمت حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رحمۃ اللہ علیہ قطب بدایوں

خاکپائے عارفان فقیر محمد انور علی سہیل فریدی

سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

- الہی بحرمت آقائے نامدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
الہی بحرمت مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ سری سقطی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ ابوالقاسم ابراہیم نصیر آبادی
الہی بحرمت حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت ابوالحسن ہنکاری رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت پیران پیر غوث اعظم دستگیر شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی
رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت تاج الاصفیاء حضرت شیخ عبدالرزاق قادری رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ ابوصالح نصر قادری رضی اللہ عنہ

- الہی بحرمت حضرت شیخ محی الدین ابونصر قادری رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ علی قادری رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ موسیٰ قادری رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ حسن قادری رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ احمد جیلانی قادری رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ بہار الدین قادری شطاری رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ ابراہیم ارجی رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ محمد بھکاری رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ ضیاء الدین (شیخ جیا) رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ جمال الاولیاء رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ محمد کاپوی رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ احمد کاپوی رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ فضل اللہ کاپوی رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شاہ برکت اللہ قادری عشقی مارہروی رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شاہ آل محمد قادری مارہروی رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ حمزہ قادری رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں قادری رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ آل رسول قادری رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ ابوالحسن احمد نوری قادری رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت مفتی اعظم شاہ مصطفیٰ رضا قادری رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رضی اللہ عنہ
 بندہ عاصی محمد انور علی سہیل فریدی غفرلہ

شجرہ عالیہ نقشبندیہ

امام طریقت حضرت خواجہ سید بہار الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ طریقت (نقشبندیہ) کے اسناد کئی طرق پر ہیں۔

پہلا طریقہ

اس شجرہ میں فیض اوہست ہے، اتصال صحبت و ملاقات نہیں ہے، بلکہ اتصال نسبت روحانیت ہے جس کو نسبت اویسی یا فیض اویسی کہتے ہیں اس میں تربیت روح سے ہوتی ہے صحبت میں رہنے سے نہیں جیسا کہ حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی کو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کی روح پاک سے اور حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کو حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ کی روح مقدس سے اور خواجہ بایزید بسطامی کو سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کی روح سے اس فیض اویسی کا ذکر حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے رسالہ قدسیہ میں کیا ہے (مکتوبات عالیہ) اس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ آبادانیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

وَسَلَّمْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

الہی بحرمت حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

الہی بحرمت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

- الہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ محمود الخیر فتویٰ رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ علی رامیتنی عرف خواجہ عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
 دوسرا طریقہ:

یہ سلسلہ بھی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ہے۔ اس میں ہر بزرگ کی ملاقات اور حصول تربیت دوسرے بزرگ سے ثابت ہے اس کو اتصال صحبت کہتے ہیں۔ عام طریقہ سے یہی شجرہ بزرگان طریقت دیتے ہیں۔ اس کے لکھنے کا طریقہ پہلے کی ہی طرح ہے یعنی پہلے بسم اللہ پھر کلمہ درود شریف اسکے بعد بزرگان سلسلہ کے نام۔

- الہی بحرمت حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 الہی بحرمت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت قاسم بن محمد بن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت عبداللہ سری سقطی رحمۃ اللہ
 الہی بحرمت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت شیخ ابوالقاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت شیخ ابوالقاسم امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت خواجہ علی رامیتینی عرف خواجہ عزیزان رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت خواجہ محمد بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ
 تیسرا طریقہ:

تیسرا طریقہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے سے فخر دو عالم
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ اس میں بھی اتصال صحبت و تربیت ہے۔ یہ شجرہ
 اس طرح ہے۔

الہی بحرمت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
 الہی بحرمت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ
 الہی بحرمت سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام

- الہی بحرمت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
 الہی بحرمت حضرت امام باقر علیہ السلام
 الہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
 الہی بحرمت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
 الہی بحرمت حضرت امام علی رضا علیہ السلام
 الہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت عبداللہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ ابوعلی کاتب رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت شیخ ابولقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ محمود الخیر فغوی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ سید امیر کلا رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

چوتھا طریقہ:

یہ سلسلہ حضرت انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے منتہی ہوتا ہے، اس میں بھی اتصال تربیت ہے۔

الہی بحرمت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

الہی بحرمت حضرت انس بن مالک خادم رسول اللہ رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت امام حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ عبداللہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت جنید بغدادی حضرت خواجہ نقشبند تک شجرہ طریقت سلسلہ نمبر ۱۲ اور ۱۳ کے مطابق ہے۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین امام نقشبند سے حضرت صوفی شاہ آبادانی تک سلسلہ اس طرح ہے:

الہی بحرمت حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت مولانا یعقوب چیرخی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد املنگی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد رضی الدین عرف خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ مجد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ سید آدم نبوری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت بابا پیر محمد خاں لودی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شاہ محمد خاں لودی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ محمد جیا سندھی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت مولانا میر محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمۃ اللہ علیہ
 قطب ربانی عاشق الہی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ سے راقم السطور تک سلسلہ
 اس طرح ہے۔

الہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت حاجی دیدار علی خاں غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت حافظ شاہ فرید الدین آروی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ	الہی بحرمت حضرت شاہ نثار احمد رحمۃ اللہ علیہ
--	---

الہی بحرمت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رحمۃ اللہ علیہ
 فقیر محمد انور علی سہیل فریدی

شجرہ عالیہ سہروردیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا
وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَیْهِ

الہی بحرمت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
الہی بحرمت امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت سید الشہداء

حضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت امام

زین العابدین علیہ السلام

حضرت شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت امام

محمد باقر علیہ السلام

الہی بحرمت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

الہی بحرمت حضرت امام علی رضا علیہ السلام

الہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت سید الطائف حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت ممشاد علودینوی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت احمد اسود دینوری رحمۃ اللہ علیہ

- الہی بحرمت حضرت شیخ محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ وجیہہ الدین ابو حفص سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ ضیاء الدین ابونجیب عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ صدالدین عارف سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت جلال الدین المعروف بہ مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ اجمل بہراپنچی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ بدھن بہراپنچی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ درویش بن قاسم اودھی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت پیر محمد خاں لودی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شاہ محمد خاں رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شاد محمد قریشی عباسی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ محمد جیاسندھی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت مولانا میر محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت حاجی دیدار علی خاں غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت حافظ شاہ فرید الدین آروی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ	الہی بحرمت حضرت شاہ نثار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
--	---

الہی بحرمت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رحمۃ اللہ علیہ
خاکپائے عارفان محمد انور علی سہیل فریدی

سلسلہ عالیہ کبرویہ

- الہی بحرمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 الہی بحرمت مولائے کائنات حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
 الہی بحرمت سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت ابوعلی رودباری رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت ابوعلی کاتب رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت ابوعثمان مغربی رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت ابوالقاسم گرگانی رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت ابوبکر نساخ رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت احمد (۱) غزالی رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ ضیاء الدین ابونجیب عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ عنہ
 الہی بحرمت حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ

(۱) حضرت امام محمد غزالی کے بھائی

الہی بحرمت حضرت شیخ نجم الدین (۱) کبریٰ رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت بابا کمال رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شیخ احمد رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شیخ عطایا خالدي رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شیخ شمس الدین فرغانی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شیخ حمید الدین سمرقندی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شیخ جلال الدین بخاری رضی اللہ عنہ (مخدوم جہانیاں جہاں گشت)

الہی بحرمت حضرت سید اجمل بہراپنچی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شیخ بدھن بہراپنچی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شیخ درویش اودھی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ آدم بنوری رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت پیر محمد خاں لودی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شاہ محمد خاں لودی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شیخ محمد جیاسندھی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت مولانا میر محمد زکریا قادری رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رضی اللہ عنہ

(۱) آپ سے سلسلہ کبرویہ جاری ہوا۔

الہی بحرمت حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت حاجی دیدار علی خاں رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت شاہ فرید الدین آروی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شاہ
جعفر علی فریدی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت شاہ ثار احمد
قادری رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رضی اللہ عنہ

احقر راقم السطور خادم الفقراء، محمد انور علی سہیل فریدی

سلسلہ عالیہ مداریہ

- الہی بحرمت حضرت احمد مصطفیٰ محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
الہی بحرمت امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت عبداللہ علم بردار رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت یحییٰ بن الدین شامی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت عین الدین شامی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت خواجہ طیفور شامی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ بدیع الدین قطب مدار رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت سید اجمل بہراپچی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ بدھن بہراپچی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ درویش اودھی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت خواجہ سید آدم بنوری رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت پیر محمد خاں لودی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شاہ محمد خاں لودی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت شیخ محمد جیاسنہی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت مولانا میر محمد زکریا قادری رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت حافظ شاہ عبدالعلیم لوہاروی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت حاجی دیدار علی خاں رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت حافظ شاہ فرید الدین آروی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت شاہ نثار احمد
الہی بحرمت شاہ جعفر علی فریدی رضی اللہ عنہ
قادر رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رضی اللہ عنہ
احقر راقم السطور خادم الفقراء، محمد انور علی سہیل فریدی

سلسلہ عالیہ قلندریہ

- الہی بحرمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
الہی بحرمت حضرت عبدالعزیز رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت خواجہ خضر رومی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ نجم الدین قلندری رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ قطب الدین بینادل رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت محمد شاہ رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ عبدالسلام رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت خواجہ سید آدم بنوری رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت پیر محمد خاں لودی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شاہ محمد خاں لودی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شیخ محمد جیاسندھی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت مولانا میر محمد زکریا قادری رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی رضی اللہ عنہ
الہی بحرمت حضرت شاہ عبدالعلیم لوہاروی رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت حاجی دیدار علی خان رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت حافظ شاہ فرید الدین رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت شاہ جعفر علی فریدی رضی اللہ عنہ	الہی بحرمت حضرت شاہ نثار احمد قادر رضی اللہ عنہ
--	--

الہی بحرمت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رضی اللہ عنہ

احقر راقم السطور خادم الفقراء محمد انور علی سہیل فریدی

سلسلہ عالیہ شاذلیہ

بندہ عاصی محمد انور علی سہیل فریدی

الہی بحرمت حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی مدظلہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ (۱)

الہی بحرمت حضرت شیخ محمد ابراہیم بن شمس الدین محمد مکی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ احمد عرب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ محمد المکی شمس الدین شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ محمد بن محمد بن مسعود بن عبد الرحمن الفاسی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ محمد حمزہ ظافر المدنی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ العربی بن احمد الدرقاوی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ علی الجمل العمرانی الفاسی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سیدی العربی بن احمد بن عبد اللہ الفاسی صاحب الخفیہ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سیدی احمد بن عبد اللہ الفاسی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شیخ قاسم الاخصاصی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سیدی عبد الرحمن الفاسی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سیدی قطب کبیر شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سیدی عبد الرحمن الجذوب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سیدی علی الصنہاجی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) حضرت خواجہ حسن نظامی کو شاذلی سلسلہ کی اجازت کئی طریقوں سے ہے۔ یہاں صرف وہ شجرہ لکھا جا رہا ہے جس کی سند اجازت حضرت شیخ محمد ابراہیم بن شمس الدین محمد مکی شاذلی سے ہے۔ خواجہ صاحب کے شجرات کی تفصیل تصوف رسم اور حقیقت تصنیف خواجہ حسن ثانی نظامی میں ہے۔

- الہی بحرمت حضرت سیدی ابراہیم انعام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی احمد زروق الفاسی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی احمد بن عقبہ الحضری شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی یحییٰ قادری شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی علی وفا شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی محمد وفا شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی داؤد باغلی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی احمد عطار اللہ السکندری صاحب الحکم شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید ابوالعباس المرسی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت سالار سلسلہ شاذلیہ حضرت شیخ ابوالحسن علی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید عبدالسلام بن مشیش رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی عبدالرحمن المدنی العطار المقلب بالریات رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ تقی الدین الفقیر رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی نور الدین رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی زین الدین القزوی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی ابراہیم البصری رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی ابوالقاسم بن مردان رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی ابو محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سیدی ابو محمد سعد رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سیدی ابو محمد فتح السعد ورحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سیدی سعید الغزوانی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سیدی جابر رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت سید الشہاب اہل الجنۃ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

الہی بحرمت حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

الہی بحرمت حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلہ عالیہ احمدیہ رفاعیہ

بندہ عاصی محمد انور علی سہیل فریدی

- الہی بحرمت حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی مدظلہ
الہی بحرمت حضرت خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت شیخ المشائخ سید محمد حمزہ الرفاعی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن الرفاعی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید احمد الرفاعی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید منصور الرفاعی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید ابراہیم الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید ابوالقاسم الرفاعی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید قاسم الرفاعی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید احمد الرفاعی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید محمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت احمد الرفاعی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید شرف الدین الرفاعی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید عبدالقادر الرفاعی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سراج الدین الرفاعی المدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید عبدالرحیم الرفاعی المدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید عبدالمطیع الرفاعی المدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید ابی الصفا منصور الرفاعی المدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید ابراہیم الرفاعی المدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت شیخ سید الدولۃ الرفاعی المدنی رحمۃ اللہ علیہ
الہی بحرمت حضرت سید جمال الدین محمد الرفاعی المدنی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید ابی الصفا منصور الرفاعی المدنی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت قطب ربانی تاج العارفین سلطان العاشقین السید احمد الکبیر الرفاعی
الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید ابوالحسن علی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید ابی محمد الحسن رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت بھی محمد المہدی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت ابی عبداللہ الحسین رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید شہاب الدین احمد الکبیر رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید برہان الدین ابراہیم الاصفہر رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سیدنا امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سیدنا امام علی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت امام الشہد سیدنا ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت سیدنا اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت سید الکوین حبیب رب العالمین خاتم النبیین ابی القاسم محمد مصطفیٰ

الہی بحرمت حضرت سید الکوین حبیب رب العالمین خاتم النبیین ابی القاسم محمد مصطفیٰ

شجراتِ منظوم

شجرہ منظوم سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ مجددیہ آبادانیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

اے خداوند دو عالم پئے سردار ام
دور کر دل سے مرے دہر کے سب رنج و الم
واسطہ حیدر کرار و حسن بھری کا
دے طبیعت کو مری شیوہ تسلیم و رضا
شرک و بدعت سے بچا خواجہ واحد کے طفیل
فضل کر مجھ پہ الہی زپئے خواجہ فضیل
دور کر دل الہی میرے حب زرو سیم
دولت فقر ملے مجھ کو پئے ابراہیم
اے خدا بہر حذیفہ مجھے دے اپنی طلب
تیری ہی یاد رہے بہر ہمیرہ یارب
شاد رکھ دہر یارب پئے ممشاد مجھے
دور رکھ بہر بو اسحاق غم دوراں سے
محویت ذکر میں دے اپنے پئے بو احمد
دل سے باطل کے خیالات کو کر دے تورو

بو محمد و پئے خواجہ ناصر چشتی
 بحر عصیاں سے مری پار لگا دے کشتی
 صدقے میں خواجہ مودود کے اے رب کریم
 ہر گھڑی حال پہ میرے ہو تیرا لطف عمیم
 یا الہی زپئے خواجہ شریف و عثمان
 دور افلاک سے تو بخش مجھے حفظ داماں
 ازپئے خواجہ اجمیر و شہ قطب دیں
 روز افزوں ہو مرا سلسلہ علم و یقین
 واسطہ بابا فرید اور علی صابر کا
 دولت صبر و رضا بخش مجھے اے مولا
 حضرت شمس کا صدقہ نہ رہے حزن و ملال
 رہوں آسودہ سرور پئے شیخ جلال
 عبد حق شیخ کا صدقہ پئے احمد عارف
 کر مجھے راز حقیقت سے خدایا واقف
 حضرت شیخ محمد کا تصدق مولا
 شرم ساری نہ ہو عصیاں سے سر روز جزا
 عبد قدوس و شہ حضرت زکن دیں کا
 اے خدا واسطہ اپنا تو مجھے عبد بنا
 حضرت عبد احد و زپئے شیخ احمد
 کچھ بھی دشوار نہ ہو نزع کی مجھ کو شد و مد
 صدقہ سید آدم و پئے بابا پیر
 مجھ کو یارب نہ کبھی کرنا تو رسوا و حقیر

مرے اللہ پئے شاہ محمد لودی
 دے ولا اپنی پئے شاہ محمد قرشی
 جام توحید پئے شیخ محمد ہو عطا
 مئے عرفاں سے رہوں مست پئے زکریا
 شاد و آباد رہوں میں پئے آبادانی
 ہو میسر پئے احسان مجھے تن آسانی
 علم و عرفاں ہو عطا بہر شہہ عبد علیم
 پئے دیدار منور ہو مرا قلب صمیم
 بہر سلطان مشائخ شہہ دیں شیخ فرید
 زندگی بھر رہوں سرمست شراب توحید
 رہبر راہ طلب شاہ نثار احمد کا
 اے خدا واسطہ مل جائے مجھے تیری رضا
 ہادی و مرشد من شیخ طریقت جعفر
 انکے صدقے میں الہی دے دعاؤں میں اثر
 صاحب علم و یقین جامی دیں ابراہیم
 ان کے صدقے سے الہی ہو عطا ذوق سلیم
 شہ سہیل باصفا اہل طریق اولیا
 کر عطا ہم کو خدایا اُلفت خیرالوری

شجرہ منظوم سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یا الہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
 صبر و شکر و اتقا کا ہو مجھے جامہ عطا
 سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
 جعفر صادق کا صدقہ صادق الایمان رکھ
 تو ہو راضی چاہتا ہوں ہر گھڑی تیری رضا
 امر بالمعروف میں تو ہم کو رکھ ثابت قدم
 نفع سے تیرے ہمارا غنچہ مقصد کھلے
 یا الہی کھول دے راہ طریقت قلب پر
 بہر بوالقاسم مری قسمت میں ہو قرب رسول
 فرحت عقبی سے کر دے ہم کو مالا مال تو
 یا الہی حسن سیرت سے مجھے کر بہرہ یاب
 دین و دنیا میں مجھے یارب سعادت مند کر
 ہم کو یارب روز محشر قادریوں میں اٹھا
 پاک روزی کر عطا ہم کو تو اے رازق خلق
 دے شرف دین محمد کو ہمیشہ اے خدا
 بہر شاہ عبد وہاب و بہار الدین ولی
 فضل سے اپنے خدایا بندہ ناچیز کو
 میر شمس الدین صحرائی کا یارب واسطہ
 دے گدائی ہم کو اپنے در کی اے رب کریم
 سید ذی جاہ شمس الدین عارف کے طفیل
 مشکلیں حل کر علی مشکل کشا کے واسطے
 حضرت سید شہید کربلا کے واسطے
 علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے
 عشق حق دے موسیٰ کاظم مقتدیٰ کے واسطے
 حضرت ضامن علی رضا کے واسطے
 شیخ کرخی اور سقطی رہنما کے واسطے
 شیخ بغدادی جنید باصفا کے واسطے
 حضرت بو بکر شبلی باخدا کے واسطے
 ایک کار رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے
 شیخ یوسف بالفرح صاحب ضیا کے واسطے
 بو الحسن ہنکاری پیر ہدیٰ کے واسطے
 بوسعید و اسعد سعد الورا کے واسطے
 شیخ عبدالقادر قدرت نما کے واسطے
 بندہ رزاق تاج الاصفیاء کے واسطے
 پیر شرف الدین سید رہنما کے واسطے
 میرا دل کر منتخب اپنی ولا کے واسطے
 عقل کامل دے عقیل پارسا کے واسطے
 اَلْفِیْتِ کامل عطا کر اس گدا کے واسطے
 شہ گدا رحمان اول پیشوا کے واسطے
 ہو عطا عرفاں کی دولت بے نوا کے واسطے

حضرت سید گدا رحمان ثانی کے طفیل
 فضل سے تیرے ہیں حامی میرے سید فضیل
 ہوں شفیع بندہ وہ سید کمال کی تقویٰ
 سایہ رحمت میں تیرے ہم رہیں صبح و مسا
 سنت خیر البشر پر رکھ ہمیں ثابت سدا
 کر دے سینہ کو میرے گنجینہ انوارِ حق
 پیر کا دامن ہو میرے ہاتھ میں روزِ جزا
 عشقِ احمد سے ہمارے دل کو تو معمور کر
 دور کر مجھ سے غمِ دنیائے دوں رب کریم
 وہ محمد جیا سندھی شیخ ہوں میرے ولی
 وہ کرم فرما کہ اب ذاکر ہو میرا بال بال
 شادا اور آباد رکھ تو میرے اہل بیت کو
 ہر بلائے ناگہانی سے ہمیں محفوظ رکھ
 نفسِ شیطان سے حفاظت کر میری رب حفیظ
 میرے حق میں ہوں دُعا گو شاہ دیدارِ علی
 میرا دل آمن ہو یارب اضطرابِ حشر میں
 یا الہی ظاہر و باطن کی تو اصلاح کر
 حضرت شاہ نثار احمد کا یارب واسطہ
 وقتِ آخر خاتمہ بالخیر فرما اے کریم
 اپنے خاص الخاص بندوں میں ہمارا حشر کر
 برکتیں نازل ہوں اہل سلسلہ پر دائما
 واسطہ یارب تمام ان اولیائے پاک کا
 سب محبوں اور عزیزوں کو تو ان کے شاد رکھ

ظل رحمت میں ٹھکانا ہو گدا کے واسطے
 دیتا ہوں یارب تجھے تیری عطا کے واسطے
 جو وسیلہ ہیں جہاں میں ابتدا کے واسطے
 شاہ اسکندر ولی مرتضیٰ کے واسطے
 شہ مجدد الف ثانی پیشوا کے واسطے
 خواجہ آدم شریف حق نما کے واسطے
 نسبت پیر محمد باصفا کے واسطے
 شہ محمد خان لودی باولا کے واسطے
 شاہ عباسی ولی باصفا کے واسطے
 وہ وسیلہ ہوں میرا تیری ولا کے واسطے
 میر مولانا محمد زکریا کے واسطے
 شاہ آبادانی صوفی باصفا کے واسطے
 حافظ احسان علی باخدا کے واسطے
 حضرت عبدالعلیم مہتدا کے واسطے
 رویت مولیٰ علی مرتضیٰ کے واسطے
 شہ فرید الدین فرد اولیاء کے واسطے
 حضرت شہ ^{مصلح} الدین باسغا کے واسطے
 کچھ نثار احمدی ہو بے نوا کے واسطے
 حضرت جعفر علی پیر ہدا کے واسطے
 مفتی ابراہیم فخر الاتقیاء کے واسطے
 مرشد برحق سہیل باصفا کے واسطے
 بخش جنت ہر مرید باصفا کے واسطے
 جملہ پیرانِ طریقت باولا کے واسطے

شجرہ منظوم سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

یا الہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
 مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
 سید سجاد کے مددے میں ساجد رکھ مجھے
 صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
 بہر معروف و سری معروف دے بے خود سری
 بہر شبلی شیر حق دینا کے کتوں سے بچا
 بو الفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
 قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
 احسن اللہم رزقا سے دے رزق حسن
 نصرابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
 طور عرفان و علو و حمد و حسنی و بہا
 بہر ابراہیم مجھ پر نار غم گلزار کر
 خانہ دل کو ضیاء دے روئے ایماں کو جمال
 دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے
 دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
 حب اہل بیت دے آل محمد کے لئے
 دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پر نور کر
 دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر

یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے
 کر بلائیں رو شہید کر بلا کے واسطے
 علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے
 بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے
 جند حق میں گن جنید باصفا کے واسطے
 ایک کار رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے
 بو الحسن اور بو سعید سعد زاک کے واسطے
 قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے
 بندہ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے
 دے حیات دیں محی جانفزا کے واسطے
 دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے
 بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے
 شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے
 خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے
 عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے
 کر شہید عشق حمزہ و پیشوا کے واسطے
 اچھے پیارے شمس دیں بدر العلی کے واسطے
 حضرت آل رسول مقتدی کے واسطے

نورِ جاں و نورِ ایماں نورِ قبر و حشر دے
 کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
 سایہ جملہ مشائخ یا خداہم پر رہے
 برکتوں سے بھر دے میرا کاسہ دل اے کریم
 اپنی رحمت سے ہمارے داغِ عصیاں محو کر
 صدقہ ان اعیان کا دے چھ عین عز و علم و عمل

یو ا لحسین احمد نوری لقا کے واسطے
 میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے
 رحم فرما آلِ رحمٰن مصطفیٰ کے واسطے
 مفتی ابراہیم عبد مصطفیٰ کے واسطے
 دل کو روشن کر سہیلِ پُرضیا کے واسطے
 عنقریب عرفانِ عافیت اس بے نوا کے واسطے

شجرہ منظوم سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ آبادانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دونوں عالم میں ترے لطف و عطا کا ساتھ ہو
میرا ہر تار نفس ہو تابع فرما ترا
جذبہ سلیمان و قاسم سے ہو طے راہ صفا
راہ تسلیم و رضا میں رہوں ثابت قدم
حضرت معروف کرخی ہوں معین ہر حال میں
ہوں رفیق جادۂ حب نبی شیخ مجید
ہو تصرف دل پہ قاسم بوعلی کا ہر گھڑی
بوعلی اور خواجہ یوسف کا تصدق اے خدا
خواجہ محمود و علی کا ہو تصور ہر گھڑی
پی کے جام معرفت لغزیدہ پائی ہو اگر
حضرت خواجہ بہار الدین امام نقشبند
حضرت چرخ عید اللہ زاہد کا طفیل
ازپے خواجہ محمد ذکر میں مشغول رکھ
شیخ احمد سید آدم مدد پر ہوں مری
ازپے شاہ محمد میں رہوں مست الست
جب ہو پیشی روبروئے داویر روز جزا
صوفی آبادانی و احسان علی کا واسطہ

حشر میں یارب شہ ہر دوسرا کا ساتھ ہو
نسبت بو بکر تصویر وفا کا ساتھ ہو
جعفر و کاظم امام باصفا کا ساتھ ہو
یعنی ہر اک گام پر یارب رضا کا ساتھ ہو
وقت مشکل سقطنی حق آشنا کا ساتھ ہو
لطف ہو جو شبلی اہل ولا کا ساتھ ہو
شیخ بوالقاسم امام ورہنما کا ساتھ ہو
عبدالخالق خواجہ عارف پارسا کا ساتھ ہو
ہر نفس خواجہ سماسی حق نما کا ساتھ ہو
سید میر کلال پارسا کا ساتھ ہو
رہبر راہ طریقت حق نما کا ساتھ ہو
خواجہ درویش شاہ اولیاء کا ساتھ ہو
محویت میں باقی حق آشنا کا ساتھ ہو
ہر گھڑی پیر محمد باخدا کا ساتھ ہو
شاہ عباسی امام اولیاء کا ساتھ ہو
شیخ سندھی پیر برحق زکریا کا ساتھ ہو
ہر گھڑی شاہ علیم باخدا کا ساتھ ہو

ازپے دیدار علی دیدار احمد ہونصیب
حال دل کی تو مرے اصلاح فرماے خدا
جملہ پیران طریقت کی رہے چشم کرم
روز افزوں ہو و لائے شیخ دل میں یا خدا
قائم و دائم رہے یہ نقشبندی سلسلہ
عشق احمد میں بسر ہو زندگی میری خدا
ہر نفس فیض فرید با خدا کا ساتھ ہو
ازپے مصلح سدا تیری عطا کا ساتھ ہو
دونوں عالم میں ثار باصفا کا ساتھ ہو
عالم برزخ میں جعفر پارسا کا ساتھ ہو
مفتی ابراہیم مرشد با خدا کا ساتھ ہو
ہر گھڑی شاہ سہیل باصفا کا ساتھ ہو

شجرہ منظوم سلسلہ عالیہ سہروردیہ مجددیہ آبادانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا بہر محمد مصطفیٰ	ذولت ایمان کر مجھ کو عطا
صدقہ مولیٰ علی مرتضیٰ	یا الہی دے مجھے اپنی ولا
ازپے حضرت حسین باخدا	راستہ حق و صداقت کا دکھا
بہر عابد بہر باقر بہر جعفر پارسا	معرفت کی راہ مل جائے خدا
بہر کاظم اور رضا کا واسطہ	ازپے معروف و سقطنی باخدا
واسطہ حضرت جنید باصفا	واسطہ ممشاد و احمد کا خدا
ازپے خواجہ محمد باحیا	ازپے خواجہ وجیہہ پارسا
واسطہ خواجہ ضیاء الدین کا	واسطہ خواجہ شہاب اولیا
صدقہ خواجہ بہار الدین خدا	رکھ عنایت کی نظر مجھ پر سدا
خواجہ صدر الدین و رکن الدین کا	واسطہ یا رب مجھے اپنا بنا
ازپے مخدوم واجمل باوفا	سید بڈھن کا صدقہ اے خدا
بہر درویش امام اولیا	عبد قدوس رکن دین کا واسطہ
حضرت عبدالاحد کا واسطہ	واسطہ شیخ مجدد کا خدا
بہر سید آدم و بابائے پیر	بہر حضرت شاہ محمد اولیا
شاہ محمد قریشی و شیخ جیا	اور مولانا محمد زکریا کا واسطہ
بہر آبادانی و احسان علی	ازپے عبدالعلیم باصفا
واقف اسرار دیدار علی کا واسطہ	واسطہ یارب فرید الدین کا

شیخ برحق مصلح دین کا واسطہ
از پئے شاہ نثار احمد ولی
عارف باللہ جعفر کے طفیل
عاشق صادق جناب مصطفیٰ
رہبر راہ ہدیٰ حضرت سہیل
ان بزرگوں کا تصدق اے خدا
یا الہی دے مجھے اپنی ولا
اے خدادے مجھ کو تو اپنی ولا
دولت عرفاں ملے مجھ کو خدا
مرشد ابراہیم مفتی باصفا
شمع دین حق چراغ اصطفیٰ
فضل تیرا ہم پہ ہو صبح و مسا

دُعا وسیلہ اور مناجات

یہ امر مسلم ہے کہ دین و دنیا میں کامیابی حصول و برکت اور راحت و سکون کے لئے حضوری قلب سے دُعا کرنا ضروری ہے۔ بندوں کو دُعا مانگنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وہ پکارنے والے کی پکار سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۗ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ** (پارہ ۲ البقرہ آیہ ۱۸۶)

اور اے نبی! میرے بندے اگر آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو آپ انہیں بتادیتے ہیں کہ میں ان سے قریب ہوں قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کو جب مجھ سے دعا مانگتے ہیں تو چاہئے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر یقین لائیں تاکہ (وہ) نیک راستے پر آئیں۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ دُعا کی بڑی اہمیت ہے۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد عالی ہے **الدُّعَاءُ مُخَّ الْعِبَادَةِ** دعا عبادت کا مغز (گودہ) ہے (ترمذی و مشکوٰۃ شریف)۔ ایک حدیث میں آیا ہے **الدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ** (مستدرک حاکم حصین) دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ عزت والی کوئی چیز نہیں اور دعا تقدیر کو بھی بدل دیتی ہے۔ دعا ہر مصیبت کو روکنے والی ہے (ترمذی و مشکوٰۃ شریف) دعا کی برکت سے بڑی بڑی آفات اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔ جب انسان صدق دل سے دعا مانگتا ہے دل کی آرزو پوری ہوتی ہے، ارادوں میں کامیابی ہوتی ہے اور مقاصد برآتے ہیں۔ حضرت ملا علی بن سلطان محمد قاری محدث ”الحزب الاعظم“ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے کوئی عمدہ عادت اور اچھا طریقہ ایسا نہیں چھوڑا جس کی دعا نہ فرمائی ہو اور کوئی برا کام اور خراب خصلت ایسی باقی نہیں رکھی جس سے پناہ نہ مانگی ہو، اجمالی طور پر بھی اور تفصیلی طور پر بھی اور پھر اس کی تکمیل و تعلیم میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں فرمایا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے مراتب اور بلند سے بلند تر فرمائے (مقدمہ الحزب الاعظم)
 دعائے ماثورہ یعنی جو دعائیں قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں ہیں اور جنکی تعلیم آنحضرت
 سے بالواسطہ صحابہ کرام اور مشائخ عظام سے جو دعائیں منسوب ہیں وہ بھی برکت والی
 اور مقبول بارگاہ ہیں۔ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ ہم نے جو کچھ پایا دعاؤں کی بدولت
 پایا۔ حاصل تحریر یہ ہے کہ ہر انسان کو عاجزی انکساری خشوع خضوع اور حضوری قلب سے
 بارگاہ ایزدی میں دعا کرنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ کا مبارک ارشاد ہے کہ جو شخص یہ چاہے
 کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں اور مصیبتوں کے وقت قبول فرمائے اس کو چاہئے کہ فراخی
 اور خوش حالی میں بھی کثرت سے دعا مانگا کرے۔ حضرت ملا علی قاری نے حزب الاعظم (۱)
 میں تمام ماثورہ دعائیں جمع کی ہیں۔ یہاں ہم صرف سات دعائیں لکھ رہے ہیں۔

(۱) سب سے جامع دعا:

دعاؤں میں سب سے جامع دعا جو آنحضرت ﷺ سے نسبت رکھتی ہے وہ یہ
 ہے۔ آپ اکثر یہ دعا فرماتے تھے:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی نیکی عطا فرما
 اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ مشائخ کرام نے دعا میں ان الفاظ کا اضافہ فرمایا ہے۔
 وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْأَبْرَارِ يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ يَا رَحِيمُ يَا كَرِيمُ يَا حَسْبُ يَا قَيُّوْمُ
 بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کردہ جامع دعا:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے
 بہت سی دعائیں بتائی ہیں مگر ساری یاد نہیں رہتی کوئی ایسی مختصر دعا بتا دیجئے جس میں سب

(۱) احقر غفرلہ نے حزب الاعظم والد حضرت مرشدی ومولائی مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رحمۃ اللہ علیہ سے
 پڑھی ہے اور ان سے اجازت حاصل کی ہے۔ اس کے پڑھنے کی احقر کی طرف سے عام اجازت ہے،
 جس کا دل چاہے خوشی سے پڑھے۔ اگر پسند کی خواہش رکھتا ہو احقر سے رابطہ کرے۔

دعائیں شامل ہو جائیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرمائی۔ یہ دعا حدیث کی مشہور کتاب ترمذی شریف میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلْتَ مِنْهُ نَبِیُّكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا سَأَلْتَ مِنْهُ نَبِیُّكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ ﷺ. وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (ترمذی شریف)

(۳) ہدایت اور رحمت کے لئے یہ دعا کسیر ہے:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

(۴) ہر نیک کام کے بعد یہ دعا پڑھنا چاہئے:

یہ دعا حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسماعیل ذبح اللہ نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کے وقت مانگی تھی۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

(۵) دُعَاۃ فریدی:

یہ دعا بہت ہی برکت والی ہے۔ اس دعا کی تعلیم شیخ شیوخ العالم حضرت بابا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی قدس سرہ کو دی تھی اور فرمایا تھا کہ بابا نظام الدین تم کو یہ دعا یاد ہے، آپ نے فرمایا ”مخدوم اب تک اس دعا کے یاد کرنے سے محروم ہوں“ ارشاد ہوا ”تم اس کو یاد کر لو اور پابندی سے روزانہ پڑھتے رہو تا کہ میں تم کو اپنی جانشینی اور خلافت عطا کروں۔“ حضرت محبوب الہی نے فرمایا کہ میں نے یہ دعا یاد کر لی اور دہلی واپس آ کر بھی پڑھتا رہا۔ (سیر الاولیاء ص ۱۲۳) وہ مبارک دعا یہ ہے:

اللَّهُمَّ يَا دَائِمَ الْفَضْلِ عَلَى الْبَرِيَّةِ يَا بَاسِطَ الْيَدَيْنِ يَا لِعَطِيَّةِ يَا صَاحِبَ
 الْمَوَاهِبِ السَّنِيَّةِ يَا دَافِعَ الْبَلَاءِ وَالْبَلِيَّةِ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الْبَرَّةِ النَّقِيَّةِ
 وَاعْفِرْ لَنَا بِالْعِشَاءِ وَالْعَشِيَّةِ رَبَّنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ وَالْحَقْنَا بِالصَّالِحِينَ وَصَلِّ
 عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى مَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا
 كَثِيرًا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

(۶) دعا حضرت محبوب الہی:

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی اکثر یہ دعائیں مانگتے تھے:
 ”الہی وقتِ عُوْشِ رَاحَتِ دِلِ اور پُشْمِ آبِ دِیدِہ“ عطا فرما۔
 (۷) رحمت اور مغفرت کے لئے اس دعا کا ورد رکھیں:
 رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ.

وسیلہ:

کسی کے واسطے تو سل اور ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا وسیلہ کہلاتا ہے۔ وسیلہ سے
 دعا کرنا جائز ہے۔ صحابہ کرام حضور ﷺ کے وسیلہ سے بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے
 تھے۔ وسیلہ کا ثبوت قرآن مجید میں ملتا ہے۔ قرآن مجید میں آیت وسیلہ ہے اللہ تبارک و تعالیٰ
 کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ
 لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ. (پارہ ۶، المائدہ آیہ ۳۵)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو (مومنو) اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ (ذریعہ)
 تلاش کرو اور اس کی راہ میں جدوجہد (محنت اور کوشش) کرو تا کہ تم فلاح پاؤ یعنی تمہیں
 کامیابی نصیب ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ہر اس ذریعہ کے طالب اور جو یاں رہو جس سے تم اللہ

کا قرب حاصل کر سکو اور اس کی رضا کو پہنچ سکو۔ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نماز اور صبر کو وسیلہ بنانے اور اس سے مدد لینے کے لئے فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ** (پارہ ۱۲ البقرہ آیہ ۱۵۳) اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لو۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو دعا اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں کے وسیلہ سے مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے اور اسمائے الہی کے یاد کرنے کی برکت سے انسان جنت میں داخل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت اچھے اچھے نام ہیں۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَىٰ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِّنْ أَحْسَنِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَن دَعَا بِهَا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک صحابی جن کا اسم گرامی حضرت عثمان بن حنیف ہے۔ آپ کے پاس تشریف لائے اور اپنی آنکھوں کی روشنی کے لئے دعا کی درخواست کی آپ نے انہیں اپنے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائے مانگنے کی تعلیم دی۔ انہوں نے آپ کے وسیلہ سے دعائے مانگی ان کی بینائی واپس آگئی اور وہ بینا ہو گئے۔

مشہور واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے وصال فرمانے کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں بارش نہ ہونے سے قحط پڑا۔ لوگ پریشان ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا اے امیر المؤمنین! مخلوق خدا بارش نہ ہونے سے پریشان ہے دعا فرمائیے۔ آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنا کر دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا دعا قبول ہوئی اور خوب بارش ہوئی۔

بارگاہِ الہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت ذریعہ نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَعَفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا** (پارہ ۵، ۶۴، سورہ النساء، آیت ۶۴) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں، پھر اللہ

سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ اللہ تعالیٰ کی جانب وسیلہ تلاش کرنا، اس کے مقرب بندوں کو وسیلہ بنانا جائز بھی ہے اور مستحسن بھی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيُرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ. (پارہ ۱۵، ع ۶۴ سورہ بنی اسرائیل آیت ۵۷)

وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک تابوت تھا جس کو بنی اسرائیل وسیلہ بناتے اور اس کے وسیلہ سے بارگاہِ الہی میں دُعا کرتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے۔ اس صندوق کی برکت سے بنی اسرائیل کے دلوں کو سکون ملتا تھا۔ جب بنی اسرائیل کو مشکل پیش آتی وہ اس کے وسیلہ سے دُعا کرتے اور کامیاب ہوتے۔ یہ صندوق (تابوت) شمشاد کی خوشبودار خوبصورت مضبوط لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ یہ تابوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ اس میں انبیاء علیہم السلام کی تصاویر تھیں اور ان کے مساکن و مکانات کے نقشے تھے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی دولت سرائے اقدس کا نقشہ سرخ یا قوت میں تھا کہ آپ بحالت نماز قیام میں ہیں اور آپ کے اصحاب آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ صندوق وراثتاً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہنچا تھا۔ آپ اس میں توریث اور اپنا مخصوص سامان رکھتے تھے۔ اس میں آپ کا عصا، کپڑے اور نعلین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کا عصا تھا۔ اس تابوت کا ذکر قرآن پاک میں ہے:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّكُمْ

إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ. (پارہ ۲، البقرہ آیت ۲۴۸)

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس تابوت آئے جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں۔ معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکے کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو۔

قطب سہرنا حضرت جعفر علی فریدی وسیلہ سے متعلق مکتوب میں لکھتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان آیتوں

(۱) لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ. فَاسْتَجِبْنَا لَهُ وَنَجِّنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ.

(۲) رَبِّ أَنْبِيَّ مَسْنِي الضُّرِّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ.

(۳) أَوْضِ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ.

(۴) حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ.

(۵) رَبِّ إِنِّي مَغْلُوبٌ فَأَنْتَ الصِّرُ

کو اسم اعظم بتایا ہے اور فرمایا ہے کہ ان آیتوں کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے اور مراد حاصل ہوتی ہے۔ قول الجلیل میں بھی یہی طریقہ لکھا ہے۔ میں نے بعض عالم اہل اللہ کو بوقت حاجت یہ عمل کرتے دیکھا کہ وضو کیا، وضو میں سواک کیا، پھر دو رکعت نماز نفل ادا کی سلام پھیرنے کے بعد استغفار تسبیح اور درود شریف پڑھا، پھر یہ دعا پڑھی:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِي (فِي حَاجَتِي هَذِهِ)

اے اللہ! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کے نبی حضرت محمد ﷺ کا وسیلہ لے کر آیا ہوں جو نبی رحمت ہیں۔ اے اللہ کے رسول آپ کے وسیلہ سے اللہ سے

درخواست کر رہا ہوں کہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے۔ اے اللہ میرے حق میں اپنے رسول کی سفارش قبول کر لیجئے۔ اس دعا کو حصن حصین ترمذی شریف اور نسائی شریف، ابن ماجہ اور حاکم سے نقل کیا ہے۔ یہ دعا حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ صحابی کی روایت سے منقول ہے جو نابینا تھے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو حضرت سید عالم ﷺ نے تلقین فرمائی ہے۔ یہ ابن ماجہ، ترمذی شریف میں باب صلوة الحاجة میں مذکور ہے۔

(مکتوبات عالیہ مکتوب نمبر ۳۸ ص ۱۹۷)

جواز وسیلہ:

دیوبندی مکتب فکر کے مشہور عالم مولانا اشرف علی تھانوی چشتی صابری وسیلہ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

”کسی مزار یا قبروں پر جا کر یا اپنے گھر ہی میں سے ان کے حق میں بعد فاتحہ و دعائے مسنونہ یا خانہ کعبہ یا مسجد یا دیگر مقامات مقدسہ یا تلاوت قرآن کے بعد اپنے حق میں ایسی دعا کرنا کہ اے خدا! اس مزار والے یا اہل قبور کی برکت سے یا ان کے ان کے اعمال صالحہ کی برکت سے یا خانہ کعبہ یا مسجد یا فلاں مقام مقدس یا قرآن کی برکت سے یا فلاں زندہ بزرگ کے اعمال صالحہ کی برکت سے میرا فلاں کام پورا کر دے تو یہ جائز ہے کیونکہ سوال میں خطاب خدا سے ہوا اور ان سب کو صرف برکت کے واسطے ذکر کیا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صعلیک مہاجرین و پریشان حال مسلمانوں کا واسطہ دے کر خدا سے کفار پر فتح کی دعائیں بھی اور آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے بارش سے پہاڑ کے ایک غار میں پناہ لے گئے۔ پھر کے گرنے سے غار کا منہ بند ہو گیا۔ پس ہر ایک نے اپنے اپنے نیک عمل کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی۔ پس اگرچہ دعا کے وقت کسی قسم کے واسطہ کا شرع میں حکم نہیں ہے اور نہ خدا کو اس کی ضرورت ہے کیونکہ وہ ہر وقت سنتا و جانتا ہے لیکن اگر ایسا کیا گیا تو جائز ہے۔“ (آغاز انسان۔ قدیم قوموں اور پیغمبروں کا بیان اردو ترجمہ

قرآن مجید از مولانا اشرف علی تھانوی چشتی قادری مطبوعہ تاج کمپنی لاہور)

وسیلہ کے لئے کوئی خاص شرط اور بندش نہیں ہے۔ نیک بندوں کا وسیلہ نیک کام کا وسیلہ اچھے اچھے ناموں (اسمائے حسنیٰ) کا وسیلہ، عبادت کا وسیلہ، پاک دامنی کا وسیلہ غرض کہ کسی بھی اچھی شئی کا وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔ دہلی کا مشہور واقعہ ہے کہ بادشاہ شمس الدین التمش کے دور میں قحط پڑا اور بارش نہیں ہوئی۔ اس مصیبت کے وقت میں حضرت شیخ نظام الدین ابوالمؤید نے اپنی والدہ مخدومہ کے پاک دامنی کو وسیلہ بنایا۔ یہ واقعہ فوائد الفواد اور اخبار الاخیار میں لکھا ہے۔

اخبار الاخیار میں آپ کی پاک دامنی اور اس کو وسیلہ بنانے کا واقعہ اس طرح درج ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

”حضرت بی بی سارہ شیخ نظام الدین ابوالمؤید کی والدہ تھیں اور متقدمین میں بڑی بزرگ بی بی تھیں۔ ایک مرتبہ خشک سالی ہوئی سب لوگوں نے دعا کی مگر بارش نہیں ہوئی۔ شیخ نظام الدین ابوالمؤید نے اپنی والدہ کے دامن کا دھاگہ اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا اے اللہ! یہ اس بزرگ خاتون کے دامن کا دھاگہ ہے جس پر کبھی کسی نامحرم کی نظر نہیں پڑی اس کے طفیل میں پانی برسا دے۔ آپ نے یہ جملہ کہا ہی تھا کہ پانی برسا شروع ہوا۔“

فوائد الفواد ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء میں یہ روایت اس طرح ہے۔ اسی سال ماہ مبارک، رجب کی گیارہویں تاریخ منگل کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان دنوں بارش کی کمی تھی۔ اس وقت کی مناسبت سے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ دہلی میں قحط کی شروعات تھی۔ سب نے اتفاق سے طے کیا کہ شیخ نظام الدین ابوالمؤید رحمۃ اللہ علیہ بارش کی دعا کریں۔ شہر کی ساری خلقت باہر نکلی۔ شیخ نظام الدین ابوالمؤید ممبر پر تشریف لے گئے اور وعظ کے دوران ہاتھ آستین میں ڈالا اور ایک کپڑا باہر نکالا اور آسمان کی طرف منہ کر کے ہونٹ ہلانے لگے۔ بارش کی بوندیں گرنے لگیں پھر اپنی تقریر میں لگ گئے بارش ہتم گئی تو دوبارہ شیخ نظام الدین ابوالمؤید نے وہ کپڑا آستین سے باہر نکالا اور آسمان کی

طرف رخ کیا بارش خوب زور سے برسی غرض کہ جب گھر میں آئے تو ان سے پوچھا گیا کہ وہ کیڑا کیا تھا بولے میری ماں کا دامن تھا۔ (۱)

(فوائد الفواد مجلس ۳۱ جلد پنجم ص ۲۳۸ اردو ترجمہ خواجہ حسن ثانی نظامی)

وسیلہ کا ذکر اذان کے بعد پڑھی جانے والی دعا میں بھی ہے۔ اب ہم اردو میں منظوم دعائے وسیلہ لکھ رہے ہیں۔ یہ منظوم دعائے وسیلہ حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی صاحب ارشاد خانقاہ شاہ ابوالخیر چتلی قبر دہلی کی منظوم کردہ ہے۔ حضرت موصوف نے ان دعاؤں کا مجموعہ احقر غفرلہ کو اجازت کے ساتھ عنایت فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے (آمین)

منظوم دعائے وسیلہ

کہاں بارگاہ رفیع و جلیل	الہی کہاں مشت خاک ذلیل
الیہ الوسیلہ سنایا اسے	تری رحمتوں نے اٹھایا اسے
کرے عرض تجھ سے وہ آواز دی	وسیلہ نے پھر اس کو پرواز دی
ملک کی رسائی نہیں ہے جہاں	وسیلہ نے پہنچایا اس کو وہاں
توسل سے اپنے تو کر لے قبول	ترے در پہ آیا وہ عبد ذکول
توسل بہ اوصاف زیبا تمام	توسل بہ اسم حسنی تمام
دعاؤں کو سن لے بہ لطف و عمیم	توسل بہ اسم جلیل و عظیم



(۱) حضرت شیخ نظام الدین ابوالموئید کی والدہ حضرت بی بی سارہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی ہمیشہ تھیں، بڑی پاک دامن اور بزرگ خاتون تھیں۔ اپنے وقت کی ولیہ کامل اور رابعہ عصر تھیں۔ آپ کا مزار مبارک درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب مہرولی شریف میں مولانا فخر الدین چشتی (مولانا فخر پاک) کے مزار کے دائیں جانب حجرے میں ہے، مزار پر کتبہ لگا ہے۔

دُعا

گناہوں کے دھبوں سے نامہ ہوصاف
خطا اور عمد کا مٹے ہر وبال
زباں پر رہے نام جاری ترا
ترے نور سے چشم مسرور ہو
رہے ساتھ اس دم ترا نور پاک
جو ابوں میں ہرگز نہ توقیف ہو
ہو میزان استادہ بہر حساب
ترے لطف سے ہو مرا بیڑا پار
ہوں جس دم بہشت بریں کو رواں

مرے جرم عصیاں ہوں سارے معاف
جلی اور خفی کا نہ اٹھے سوال
ہو جس دم مری جان تن سے جدا
ترے ذکر سے قلب معمور ہو
مرا جسم جب ہو در آغوشِ خاک
لحد میں مجھے پھر نہ تکلیف ہو
قیامت میں سر پر ہو جب آفتاب
نہ ہو نامہ یارب بہ دست یسار
رہے ربّ سلیم ہی ورد زباں



البتحا

ہراک کو نبی کی محبت رہے
مقام رضا ہو الہی نصیب
ہراک ذرہ تن کا لگے کام سے
کسی حال میں بھی نہ آئے فتور
اسی پر ہو یارب مرا خاتمہ

الہی بزرگوں سے الفت رہے
فنا، الفنا ہو الہی نصیب
لطائف ہوں جلدی ترے نام سے
نہ ہرگز خلل ہو نہ کوئی قصور
رہے زندگی بھر یہی مشغلہ

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



مناجات

خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی تعریف و توصیف کرنا اور عاجزی و انکساری سے دعا کرنا مناجات کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو عاجزی اور انکساری پسند ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً۔ (پارہ ۸۔ الاعراف آیہ ۵۵)

اے لوگو! اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر چپکے چپکے پکارو۔ ظاہر ہے جو بات اللہ کو پسند ہے اس میں اس کی رضا خوشنودی اور قبولیت شامل ہے۔ مناجات کرنا اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ خاموشی سے دعا کرنا بارگاہ رب العزت میں مقبول ہے۔ ہم اس کتاب میں پانچ مناجات لکھ رہے ہیں۔

- (۱) مناجات حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (عربی میں)
- (۲) مناجات حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (فارسی میں)
- (۳) مناجات حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (اردو میں)
- (۴) مناجات حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (فارسی میں)
- (۵) مناجات عاشق رسول مولانا معین الدین قادری (اردو میں)

مناجات امیر المومنین سیدنا حضرت ابو بکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خُذْ بِلُطْفِكَ يَا إِلَهِي مَنْ لَهُ زَادٌ قَلِيلٌ
رحم اس مفلس پہ کر تو جس کا توشہ ہے قلیل

مُفْلِسٌ بِالصَّدَقِ يَأْتِي عِنْدَكَ يَا جَلِيلٌ

صدق دل سے وہ ہے حاضر تیرے در پر یا جلیل

ذَنْبُهُ ذَنْبٌ عَظِيمٌ فَغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيمَ

ہیں گناہ اس کے بہت اور سخت سب کو بخشدے

إِنَّهُ شَخْصٌ غَرِيبٌ مُذْنِبٌ عَبْدٌ ذَلِيلٌ

ہے وہ بندہ بے نوا و پر خطا خوار و ذلیل

مِنْهُ عَصِيَانٌ وَ نِسْيَانٌ وَ سَهْوٌ بَعْدَ سَهْوٍ

کام بندے کا ہے عصیان و خطا اور بھول چوک

مِنْكَ إِحْسَانٌ وَ فَضْلٌ بَعْدَ إِعْطَاءِ الْجَزِيلِ

کام تیرا عفو و احسان اور اعطائے جزیل

طَالَ يَا رَبِّي ذُنُوبِي مِثْلَ رَمْلِ لَا تُعَذِّبْ

ہیں خطائیں میری مثل ریگ صحرا بے شمار

فَاعْفُ عَنِّي كُلَّ ذَنْبٍ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلِ

بخش دے میرے جرائم کرنے محشر میں ذلیل

قُلْ لِنَارِ ابْرِدِي يَا رَبِّ فِي حَقِّي كَمَا

میرے حق میں سرد کر دے آگ کو تو اے کریم

قُلْتَ قُلْنَا كُونِي أَنْتَ فِي حَقِّ الْخَلِيلِ

سرد کر دی آگ تو نے جس طرح بہر خلیل

كَيْفَ حَالِي يَا إِلَهِي لَيْسَ لِي خَيْرُ الْعَمَلِ

اپنی حالت کیا کہوں اچھے عمل کچھ بھی نہیں

سُوءٌ أَعْمَالِي كَثِيرٌ زَادُ طَاعَاتِي قَلِيلٌ

ہیں برے اعمال بے حد زاوِ طاعت ہے قلیل

أَنْتَ شَافٍ أَنْتَ كَافٍ فِي مُهِمَّاتِ الْأُمُورِ

تو ہے شافی تو ہے کافی میرے آڑے وقت میں

أَنْتَ حَسْبِي أَنْتَ رَبِّي أَنْتَ لِي نِعْمَ الْوَكِيلُ

تو میرا رب ہے میرا ضامن ہے اور میرا کفیل

عَافِنِي مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَاقْضِ عَنِّي حَاجَتِي

دور کر امراض میرے کر میری حاجت روا

اِنَّ لِي قَلْبًا سَقِيمًا اَنْتَ مَنْ يُّشْفِي الْعَلِيلُ

دل میرا بیمار ہے تو شفا بخش علیل

هَبْ لَنَا مُلْكًا كَبِيرًا نَجِّنَا مِمَّا نَخَافُ

مجھ کو اچھی سلطنت دے خوف سے مجھ کو بچا

رَبَّنَا اِذَا نَبَتْ قَاضٍ وَالْمُنَادِي جِبْرِيْلُ

جب کرے تو فیصلہ اور ہوں منادی جبرئیل

رَبِّ هَبْ لِي كَنْزَ فَضْلٍ اَنْتَ وَهَابٌ كَرِيْمٌ

کر عطا گنج کرامت مجھ کو تو وہاب ہے

اَعْطِنِي مَا فِي ضَمِيْرِي ذُلِّي خَيْرَ الدَّلِيْلِ

کر تمنائے دل پوری دکھا اچھی سبیل

اَيْنَ مُوسَى اَيْنَ عِيْسَى اَيْنَ يَحْيَى اَيْنَ نُوحٍ

کہاں موسیٰ، کہاں عیسیٰ، کہاں یحییٰ، کہاں نوح

اَنْتَ يَا صِدِيْقُ عَاصٍ تُبِّ اِلَى الْمَوْلَى الْجَمِيْلِ

تم ہو صدیق! عاصی توبہ کرو بدرگاہ جلیل



مناجات حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

ما خطا کاریم تو آمرزگار

جرم بے اندازہ بے حد کردہ ایم

ہم قرین نفس و شیطان ماندہ ایم

پادشاہا جرم مارا درگزار

تو نکوکاری و مابد کردہ ایم

دائمًا در فسق و عصیاں گشتہ ایم

روز و شب اندر معاصی بودہ ایم	غافل از امر و نواہی بودہ ایم
بے گنہ نگذشت بر ما ساعت	با حضور دل نکردم طاعت
بر درآمد بندہ بگریختہ	ابروی خود را ز عصیاں ریختہ
مغفرت دارد امید از لطف تو	زانکہ خود فرمودہ لا تقنطوا
بحر الطاف تو بے پایاں بود	نا امید از رحمت شیطان بود
چشم دارم از گنہ پاکم کنی	پیش از اں کاندرا لحد خاکم کنی
اندر اں دم کز بدن جانم بری	از جہاں بانور ایمانم بری



مناجات حضرت شیخ سعدی شیرازی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

کریمیا بہ بخشا کہ بر حال ما	کہ ہستم اسیر کمند ہوا
نہ داریم غیر از تو فریاد رس	توئی عاصیاں را خطا بخش و بس
نگہدار مارا ز راہ خطا	خطا در گزارم صوابم نما



مناجات از مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی

توسل سے ان نیک بندوں کے سب	رہی جن کو ہر آن تیری طلب
کیا عشق نے جن کا سینہ فگار	ہوا وجد سے جن کا دل بے قرار
رہا ذکر میں جن کا ہر ہر زواں	ہمہ وقت ہر حال رطب اللساں
ہر اک ذرہ کہتا تھا رَبِّ الملیک	تری ذات ہے وحدہ لا شریک
لگاتے تھے دل پر بہ صنع عجیب	ترے اسم عالی کا نقش غریب
تلطف سے پھر رہ پہ لاتے تھے وہ	توجہ سے منزل دکھاتے تھے وہ

ہراک اپنے موطن کو کرتا سفر
کیا خوب روشن ترا پاک نام
ہے ان سے ہی وابستہ یہ شرمسار
ہے ان سے تعلق مدارِ اہل
کریم اٹھاتا ہے دست دعا
سبھی پر ترا باب رحمت ہے باز
ترا لطف سب پر ہے شام و سحر
ہراک تیرا بندہ تو بندہ نواز
ترے در کا سائل صغیر و کبیر
مراد اپنی پاتا ہے شاہ و گدا
دعا میری سن لے مرے مہرباں

لطائف میں ہوتا تھا پھر تو اثر
جہاں میں سکھایا یہی نیک کام
ترے برگزیدہ تھے وہ کردگار
نہیں گرچہ کوئی بھی حسن عمل
انہیں کے تو سل سے یہ بے نوا
دعا مانگتا ہے بہ عجز و نیاز
سوا تیرے در کے نہیں کوئی در
تو ہے سب کا مولیٰ تو ہے کارساز
غنی ہے تری ذات سب ہیں فقیر
شب و روز کرتا ہے سب پر عطا
کرم سے ترے پل رہا ہے جہاں



مناجات حضرت مولانا حکیم شاہ محمد معین الدین قادری آرومی

ہے ترا نام کبریا غفار
جملہ اہل صفا کے صدقے میں
مجھ کو محشر میں روسیہ نہ کر
دل میں تیرا ہی غم رہے یارب
زندگی تیرے ہاؤ ہو میں کئے
جل کے سارا وجود دل ہو جائے
تیری رگ رگ میں راہ ہو جائے
نقش اغیار دل سے مٹ جائے

اے خداوند کافر و دیندار
احمد مجتبیٰ کے صدقے میں
میرے عیبوں پہ تو نگاہ نہ کر
جب تک آنکھوں میں دم رہے یارب
رات دن تیری آرزو میں کئے
دل میں وہ آگ مشتعل ہو جائے
دل تیری جلوہ گاہ ہو جائے
تیری وحدت کا رنگ یوں چھائے

نہ رہے فرق مرنے جینے میں
 ٹھیک مستوں کی چال ڈھال رہے
 ہم برابر کہیں کہ اور چلے
 تیرا میکش اسے پیئے جائے
 یوں ہی میکش کا تیرے رنگ رہے
 نہ تمنائے جنت و کوثر
 بس ابد تک یہی تماشا ہو
 کر لے مقبول یہ دُعائے معین
 ہم غلاموں کی روزِ غید رہے

ہووے پیدا وہ کیف سینے میں
 بزمِ محشر میں بھی یہ حال رہے
 بادہ ہائے بقا کا دور چلے
 جام پر جام تو دیئے جائے
 یہی بخشش کا تیرے ڈھنگ رہے
 نہ ہو پروائے شعلہ ہائے سقر
 میری آنکھیں ہوں تیرا جلوہ ہو
 سن لے مولا یہ التجائے معین
 گرم سے خانہ فرید رہے



مشائخ چشت کا پیغام محبت

ہندوستان کی خوش گوار آب و ہوا اور گنگا جمنی تہذیب دنیا میں مشہور ہے، اس حسین تہذیب کے صاف و شفاف ماحول، میٹھے پانی اور خوشبودار ہوانے دنیا کے صاحب کمال اہل علم پریمی اور ایشور کی بھکتی کا پیغام دینے والوں کو اپنی طرف راغب کیا۔ دانشور، اہل اللہ اور پریم بھری گنگا جمنی تہذیب کے دلدادہ اس ملک میں آئے۔ انہوں نے اپنی تہذیب و تمدن کی مٹھاس یہاں کی روایتی تہذیب میں گھولی۔ اس چاشنی کی آمیزش سے محبت کا سندیشہ دینے والا ایسا نکھرا ہوا بسنتی رنگ ابھر کر سامنے آیا جو سب کو بھایا۔ اس رنگ میں ملاحظت بھی تھی اور صباحت بھی۔ اس حسین رنگ نے عوام کے ہر طبقہ میں مقبولیت حاصل کی۔ اللہ کے ولیوں نے اس رنگ کو ایسی روحانیت عطا کی کہ فاقع اللونہا تسر الناظرین کی جھلک دکھائی دینے لگی۔ وہ خدا کے حکم سے ہندوستان آئے اسے اپنا دُعا بنایا، یہاں کے لوگوں سے محبت کی، انسانیت کا درس دیا، اس پیغام پر خود بھی عمل کیا اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی دعوت دی، ان کے کریمانہ کردار اور حسن اخلاق سے لوٹ آئے، کرویدہ ہوئے کہ انہوں نے اللہ والوں کو اپنا رہبر، ہمدرد اور مرشد تسلیم کیا۔ یہ اللہ والے بھی یہاں کے عوام کی محبت اور عقیدیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ وطن جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور کہا کہ ہم آپ کے ساتھ اسی سرزمین پر رہیں گے اور یہی زمین ہماری آخری آرام گاہ بنے گی۔ اللہ کے ولیوں نے خدائے واحد کے پیغام اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جگہ افساد نہ کروا اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا کو عام کیا۔ انہوں نے ولا تبسو الذین یدعون من دون اللہ فیسبو اللہ عدواً بغير علم (س، انعام، پ، ۷، آیت: ۱۰۸) اور مت برا کہو ان لوگوں کو کہ پکارتے ہیں سوائے خدا کے بس برا کہنے لگیں گے خدا کو زیادتی سے بے سمجھے، پر بھی عمل کیا۔ ان اللہ کے ولیوں میں بڑا عظیم ایشیا خصوصاً ہندو پاک و بنگلہ دیش میں مشائخ چشت کو اولیت حاصل ہے۔ مشائخ میں

بھی حضرت خواجہ غریب نواز کو فوقیت حاصل ہے۔ آپ کے بنفس نفیس درویشوں کی مختصر جماعت کے ساتھ ہندوستان تشریف لانے سے ایک نئی روشنی، امنگ اور چمک دمک پیدا ہوئی، جو بھی اس نورانی جماعت کو دیکھتا عاشق ہو جاتا۔ اس نورانی جماعت کی ہمدردی، سچائی اور خدا پرستی دیکھ کر خود بھی ان کے ساتھ ہو جاتا اور اپنے ساتھیوں سے بھی کہتا کہ یہی اللہ کے سچے بندوں کی جماعت ہے، ان کے ساتھ ہو جاؤ۔ قرآن کریم کا آفاقی پیغام کونوا مع الصادیقین پر ان مشائخ کی صحبت میں رہ کر عمل کر دکھایا اور کامیابی حاصل کی، سکون حاصل کیا اور دوستی و فاداری کا ایک دوسرے سے رشتہ مضبوط کیا۔ دل کو موہ لینے والے اس چشتی رنگ نے لاکھوں کو اپنی طرف مائل کیا اور اپنے رنگ میں رنگ لیا۔ مقابلہ کے لئے آئے جوگیوں کے سردار جے پال جوگی تو ایسے رنگے کہ ساری زندگی خدمت خلق کے لئے وقف کر دی اور عبد اللہ بیابانی کے روپ میں اللہ والوں کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز کے بعد ان کے جانشینوں اور نائبین نے اس پیغام کو عام کیا۔ ان نائبین اور جانشینوں میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور صوفی حمید الدین ناگوری نے کارہائے نمایاں انجام دیے۔ جب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کا سنہرا دور آیا تو اس دور میں آپ کی ذات بابرکات سے جہان میں ایسی روشنی پھیلی جس پر خدا کا جتنا شکر کیجئے کم ہے۔ زبان شکر ادا کرنے سے قاصر اور قلم ان کی خدمات کا اعتراف کرنے میں ناکام ہے۔ دراصل حضرت بابا صاحب آپ کی اولاد امجاد خلفا اور پھر ان خلفا کے خلفا مثل شیخ شہاب الدین گنج علم، شیخ بدر الدین سلیمان، شیخ علاء الدین موج دریا، شیخ بدر الدین اسحاق، مخدوم شیخ جمال الدین ہانسوی، مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری، سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا، مخدوم شیخ نصیر الدین روشن چراغ دہلی، حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، مخدوم شیخ انخی سراج، مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی، مخدوم شیخ عبد الحق ردولوی، شیخ عبد القدوس گنگوہی، مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی، شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی اور ان کے مریدین نے انسانیت کی گراں قدر خدمات انجام دیں جو تاریخ میں سنہرے حرفوں

سے لکھی جاتی ہیں اور رہیں گی۔ ان کی خانقاہیں انسانیت کا دوار، غریبوں کا مسکن، ہمدردی کا گھر، بھائی چارگی کا مینار اور انسان کو انسان سے جوڑنے والی مضبوط رسی تھیں۔ ان کی صحبت میں جو رہتا وہ ان کا ہو جاتا۔ دیوگیر کا شہزادہ راجکمار ہری دیو کا واقعہ سب کو معلوم ہے۔ جس وقت دہلی کے حکمران سلطان علاء الدین خلجی نے حضرت نظام الدین اولیا کی خدمت میں قیمتی موتیوں سے بھرے دو تھال بھیجے، آپ نے اسی وقت دونوں تھال راج کمار ہری دیو کو دے دیئے۔ آپ کی صحبت کی برکت سے اس کی دنیا بدل گئی اور وہ ہری دیو سے احمد ایاز ہو گیا اور ملک کا وزیر اعظم بنا۔ آپ سب کے ساتھ بھلائی کرتے اور سب کے لئے دعا کرتے، جب کسی سے کوئی تکلیف پہنچتی ناراض نہ ہوتے، دعائیں دیتے اور فرماتے جس نے ہمیں تکلیف دی ہے خدا اس کو خوش رکھے، جس کا کوئی دوست نہ ہو خدا اس کا دوست ہو، جس نے ہمارے راستے میں دشمنی سے کانٹے رکھے ہیں اس کی زندگی کا ہر شگفتہ پھول بلا کانٹے کا ہو۔

ہر کہ مارا رنجہ دار در احتش بسیار باد ہر کہ مارا یار نبود ایزد اورا یار باد
ہر کہ خارے بر نہد در راہ ما زد شمشی ہر گلے کز باغ عمرش بشگفتد بے خار باد

وہ زمانہ کا بھی شکوہ نہ کرتے اور نہ اسے برا کہتے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ

لاتسبوا الدھر لاننی انالھمر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وقت کو برا نہ کہو میں خود وقت ہوں۔ دہلی کے مشہور چشتی نظامی بزرگ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی بھی اپنے مریدوں کو ہدایت کرتے تھے کہ لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف کو برداشت کرنا چاہئے۔ صبر کرنا چاہئے، جتنی مشکلیں پیش آئیں ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہئے اور زبان پر حرف شکایت نہ لانا چاہئے۔ دکن میں ایک بار کچھ لوگوں نے آپ کو برا بھلا کہا۔ مولانا شاہ نظام الدین نے اس کی اطلاع آپ کو دی، آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا

کوئی شخص ہمیں برائی سے یاد کرتا ہے تو ہمیں اس سے کوئی شکایت نہیں، اس لئے کہ ہم اس سے زیادہ برائی کے مستحق ہیں۔ اس نے لطف کیا اور ہمیں کم گالیاں دیں، ہم نے اسے معاف کر دیا تم بھی اسے معاف کر دو۔ (مکتوبات کلیسی ص: ۳۶)

شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے خلفا کے ساتھ آپ کی اولاد امجاد (خانوادہ فریدیہ) نے اس دعوت کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ مشہور درویش اور سکھ مذہب کے بانی گرو نانک جی عرصہ تک حضرت بابا صاحب کی خانقاہ فریدیہ اجودہن (پاک پٹن شریف) میں رہے اور اس وقت کے سجادہ نشین حضرت شیخ ابراہیم فریدی ثانی کی خدمت اور صحبت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کئے۔ وہاں سے رخصت ہوتے وقت عقیدت و احترام سے حضرت بابا صاحب کا پنجابی کلام جس میں کم و بیش ایک سو بائیس دوہے تھے سر پر رکھ کر لائے اور اپنی مذہبی کتاب گرنٹھ صاحب جو بعد میں گرو گرنٹھ صاحب کے نام سے مشہور ہوئی میں شامل کئے۔ یہ دوہے آج بھی پڑھے جاتے ہیں، ایک دوہا ملاحظہ ہو۔

اٹھ فریدا اجوساج صبح نماز گزار جو سر سائیں نہ نوے سو سر کپ اتار
فریدا ٹھو وضو کرو اور صبح کی نماز پڑھو۔ جو سر اللہ کے آگے نہ جھکے اس سر کا کتنا بہتر ہے۔
مشائخ چشت کا اصول رہا ہے کہ وہ ہر ایک سے ملتے ہیں اور ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ ان مشائخ نے خانقاہ کے دروازے سب کے لئے کھلے رکھے، وہ خود بھی ”صلح باہندو و مسلم سازند“ پر عمل کرتے اور مریدین کو بھی اس کی تلقین کرتے۔ صلح سے مراد یہ نہیں کہ خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت میں کسی کو شریک کریں بلکہ صلح سے مراد غمگساری اور ہمدردی ہے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی تاریخ مشائخ چشت میں لکھتے ہیں:

”ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کا ایک اہم اصول یہ رہا ہے کہ مسلمان اور ہندو دونوں کے ساتھ شگفتہ تعلقات رکھے جائیں۔“ نافع السالکین میں لکھا ہے:

”حضرت قبلہ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے سلسلہ کا یہ اصول رہا ہے کہ مسلمان اور ہندو دونوں سے صلح رکھنی چاہئے اور یہ بیت پڑھا کرتے تھے ع

حافظا کرو صل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

(تاریخ مشائخ چشت بحوالہ نافع السالکین ملفوظات شاہ سلیمان تونسوی از مولانا امام الدین ص: ۱۷۶)

ان کے نزدیک یہ تقاضہ سماج اور سیاست کا نہ تھا بلکہ اخلاق و انسانیت کا مطالبہ تھا، وہ عملاً الخلق عیال اللہ (تمام انسان اللہ کے بندے ہیں) کے قائل تھے اور چاہتے تھے کہ عقائد و نظریات کے اختلافات انسانی برادری کے رشتہ پر نظر انداز نہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان و کونوا عباد اللہ اخواناً (بخاری شریف) اے خدا کے بندوں آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ ان کا ایمان تھا وہ مہر و محبت، خلوص و مروت، ہمدرد و رواداری سے انسانی قلوب کو ایک رشتہ الفت میں پرونے کی کوشش کرتے تھے۔ ایک شخص نے بابا فرید گنج شکر کی خدمت میں قینچی پیش کی، آپ نے فرمایا مجھے سوئی دو میں کاٹتا نہیں جوڑتا ہوں۔ (مشائخ چشت ص: ۲۹۸ بحوالہ فوائد الفوائد ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیا)

ان مشائخ کی خانقاہ کے دروازے رات بھر آنے والے کے لئے کھلے رہتے۔

اہل وطن اور ہندو مذہب کے ماننے والوں کے ساتھ مشائخ چشت کی محبت بھری رواداری اور حسن سلوک کا اندازہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا اور امیر الشعر حضرت امیر خسرو کے اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے، جس وقت حضرت محبوب الہی حضرت امیر خسرو کے ساتھ جماعت خانہ کی چھت پر چہل قدمی فرما رہا تھے دیکھا کہ پڑوس میں کچھ ہندو بتوں کی پوجا کر رہے ہیں۔ آپ نے شعری انداز میں فرمایا ع

”ہر قوم راست راہ دینے و قبلہ گاہے“

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا اس وقت کج کلاہ ٹوپی (ٹیزھی ٹوپی) اوڑھے تھے،

عاشق پیر امیر خسرو نے فوراً ہی دوسرا ہم وزن مصرعہ کہا

”من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہ“

حضرت محبوب الہی امیر خسرو کی شوخی طبع سے مسرور ہوئے اور دعائیں دیں۔ مشائخ

چشت اپنے پڑوس اور ماحول کا بھی خیال رکھتے تھے، وہ کوئی ایسا کام نہ کرتے تھے جس سے

پڑوس میں آباد لوگوں کی دل آزاری ہو۔ مشہور چشتی بزرگ اور حضرت خواجہ غریب نواز کے

مرید و خلیفہ صوفی حمید الدن ناگوری جب حضرت خواجہ غریب نواز کے حکم سے ناگور تشریف

لے گئے اور وہاں سکونت اختیار کی، انہوں نے دیکھا کہ یہاں چاروں طرف جینیوں کی

آبادی ہے، جین سماج کے لوگ گوشت پیاز لہسن سے پرہیز کرتے ہیں، انہوں نے منادی کرادی کہ ان کے پاس آنے والا کوئی شخص گوشت لے کر نہ آئے، یہ منادی اس لئے نہ تھی کہ مسلمانوں کو جائز غذا کے استعمال سے روک رہے ہیں، بلکہ اس لئے تھی کہ ان کے پڑوسی خوش رہیں اور ان کے دل کو ٹھیس نہ پہنچے۔ ان کی نظر میں یہ بات بھی تھی کہ حضرت خواجہ غریب نواز نے اجمیر میں جو لنگر جاری کیا اس میں بھی گوشت، پیاز، لہسن کا استعمال نہیں ہوتا، آج بھی یہ لنگر اسی طرح جاری ہے۔ لنگر کی دیغ میں گوشت نہیں پکتا اور نہ اس میں ایسی چیز پکتی ہے جس میں پیاز لہسن کا استعمال ہو۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ آہستہ آہستہ قرب و جوار کے غیر مسلم آپ کے گردیدہ ہوئے اور آپ کی صحبت کے اثر سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ خانوادہ حضرت بابا فریدی رجب پور کے بزرگ حضرت شیخ محمد موسیٰ فریدی متوفی ۸۹۸ھ کے بارے میں نظام الفرائد میں لکھا ہے کہ آپ کی خدمت میں ہندو بھی آتے تھے، آپ ان پر مہربانی فرماتے تھے، پچھرا یوں کے دو بھائی رام سنگھ اور کشن سنگھ آپ کے معتقد تھے۔ ایک بار رخصت کے وقت کیفیت کے عالم میں فرمایا:

رام کشن سب اللہ والے	رام کشن گھر کے اجیالے
سانپ ڈسے نہ بچھو کاٹے	چور اچکا مائی چاٹے
سکھی زباں سب ٹھور ٹھکانے	آئے بیت تو موسیٰ جانے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم دوسرے مذہب کے ماننے والوں کو برا نہ کہو اگر تم انہیں برا کہو گے وہ تمہارے مذہب کو برا کہیں گے۔ (س: انعام پ ۷ آیت ۱۰۸)

ان مشائخ کا یہ بھی طریقہ تھا کہ اگر دوسروں کی کوئی بات اچھی لگتی اس کی تعریف بھی کرتے۔ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کی خانقاہ میں جوگی اکثر حاضر ہوتے تھے اور آپ کی صحبت میں رہ کر فیض اٹھاتے تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا جس وقت اجودہن (پاک پٹن شریف) میں تھے آپ کے سامنے بھی حضرت بابا صاحب کی خانقاہ میں جوگی آئے، آپ نے ان سے گفتگو کی آپ ان کی گفتگو سے خوش ہوئے۔ فوائد الفواد میں اس کا ذکر ہے۔ امیر حسن علامہ سبزی لکھتے ہیں:

اس کے بعد فرمایا کہ میں ایک دفعہ شیخ کبیر (حضرت بابا فرید گنج شکر) کی خدمت میں اجود بہن حاضر تھا، ایک جوگی آیا، میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا طریقہ کیا ہے اور کام کی بنیاد تمہارے ہاں کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہمارے علم میں اس طرح بتایا گیا ہے کہ کہ آدمی کے نفس میں دو عالم ہوتے ہیں۔ ایک عالم علوی دوسرا عالم سفلی۔ پیشانی سے ناف تک عالم علوی ہے اور ناف سے پیر تک عالم سفلی ہے۔ کام اس طرح بنتا ہے کہ عالم علوی میں پوری طرح صدق و صفا اور اچھے اخلاق اور حسن معاملہ ہوں اور عالم سفلی میں نگاہ داشت پاکی اور پارسائی۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ بات اچھی لگی۔ (فوائد الفوائد ص: ۱۴۴، مجلس ۳۳ جلد دوم)

مشائخ چشت ہدایت فرماتے تھے کہ اگر کوئی ہندو تمہاری صحبت سے گرویدگی یا عقیدت کی بنا پر تمہارے پاس آنے جانے لگے اور تم سے ذکر وغیرہ کے متعلق پوچھے تو فوراً بتا دو اس فکر میں نہ رہو کہ وہ باقاعدہ مسلمان ہو جائے۔ جب اسے روحانی تعلیم دی جائیگی ذکر کی برکت سے وہ خود اسلام کی طرف مائل ہو جائے گا۔ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

”صلح باہندو و مسلمان سازند و دیر کہ ازیں دو فرقہ کہ اعتقاد بشما داشته باشند، ذکر و فکر مراقبہ تعلیم او بگویند کہ ذکر بخاصیت خود اور ابر بقیہ اسلام خواہد کشید۔ (تاریخ مشائخ چشت ص: ۳۰۱ بحوالہ مکتوبات کلیسی ص: ۷۴)

یہ وہ کردار اور عمل تھا کہ جس نے غیروں کو اپنا بنایا۔ یہ مشائخ اخلاق نبوی کا آئینہ تھے۔ مشہور واقعہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوڑا پھینکا کرتی تھی، آپ اس سے کچھ نہ کہتے، ایک دن جب آپ کا اس راستہ سے گزر رہا تھا اس نے کوڑا نہ پھینکا آپ کو فکر ہوئی، آپ اس کے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ عورت بیمار ہے آپ نے مزاج پرسی کی اور ہمدردی ظاہر کی۔ آپ کے کریمانہ اخلاق سے اس نے اپنے کئے پر ندامت محسوس کی اور ایمان لے آئی اور کہا واقعی آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

مشائخِ چشت نے تبلیغ کا نیا انداز اختیار کیا، وہ زبانی تلقین سے زیادہ عملی تلقین کی طرف زور دیتے اور اپنے عمل اور محبت سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتے، صحابہ کرام کا بھی یہی دستور تھا۔ مشہور مؤرخ کارلائل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ وہ نور کے بہتے ہوئے چشمے کے مانند تھے جو ان کے نزدیک آجاتا منور ہو جاتا۔ وہ نور کے سحاب ہیں جو اس کے سایہ میں آیا نورانی ہو گیا۔ مشائخِ چشت کی بھی یہی کوشش تھی کہ ان کے عمل کی کشش خود بخود ان کو کھینچ لے اور انہیں زبان سے نہ کہنا پڑے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ جو آپ کی نورانی صورت دیکھتا وہ آپ کا ہو جاتا، لاکھوں اشخاص آپ کی نورانی صورت دیکھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان مشائخ کی زبان میں عمل کی برکت سے اللہ نے وہ تاثیر پیدا کی کہ جو کہہ دیا وہ ہو گیا۔ جس چیز کی دعوت علما زبان سے دیتے ہیں مشائخ اسکی دعوت عمل سے دیتے ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں:

”ہر چہ علما بزبان دعوت کنند مشائخ بعمل کنند“ (سیر الاولیا)

ایک دن حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کی خدمت میں ایک مسلمان ایک ہندو کو لے کر حاضر ہوا اور کہا یہ میرا بھائی ہے، آپ نے پوچھا تیرا یہ بھائی مسلمان سے کچھ رغبت رکھتا ہے۔ (اسی برادر تو ہیچ میلے بمسلمانی دارد؟) اس شخص نے کہا کہ میں اسی غرض سے اسے یہاں لایا ہوں کہ حضرت کی نظر کرم سے وہ مسلمان ہو جائے۔ اس کے بعد ایک حکایت اس مضمون کی بیان فرمائی کہ اچھا کردار زبان اور تلوار سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے، کسی کو نہ تلوار کے زور سے مسلمان بنایا جاسکتا ہے نہ زبانی تلقین سے۔ دوسروں کو مسلمان بنانے سے پہلے خود مسلمان بنا ضروری ہے۔ پھر جو تمھاری صحبت میں آئے گا خود مسلمان ہو جائے گا اعلیٰ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ع

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کو تبلیغی کام کے لئے یمن بھیجا تو ہدایت فرمائی۔ ”دین کو آسان کر کے پیش کرنا سخت بنا کر نہیں، لوگوں کو خوش خبری سنانا نفرت نہ دلانا اور باہم ہمیشہ موافق رہنا اختلاف نہ کرنا۔“

(یسروا لا تعسروا بشرولا تنفروا تطوعاً ولا تخطلوا)

مشائخِ چشت نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدیت پر عمل کیا اور اس کو اپنے اصول میں شامل کیا۔ انہوں نے اسے تبلیغ اور تلقین کے لئے زیادہ بہتر اور موثر خیال کیا، اس کے بہت اچھے نتائج برآمد ہوئے۔ انہوں نے براہِ راست عام انسانوں سے رابطہ قائم رکھا، دربارِ سرکار سے دور رہے، منصب و جاگیر قبول نہیں کی۔ ان کی خانقاہ کے دروازے ہر مذہب و ملت کے افراد کے لئے کھلے رہے۔ انہوں نے معاملات کی درستگی پر زور دیا اور فرمایا کہ بندے کا بندے سے اور اللہ سے رشتہ استورا ہونا چاہئے۔ وہ مرید کی تربیت پر خاص کر توجہ دیتے اور درس زیادہ تر کتابوں سے نہ دے کر عمل سے دیتے اور زبانی نصیحت کی جگہ عملی نصیحت کو زیادہ موثر جانتے۔ وہ علم کے مقابلے میں عمل اور عقل کے مقابلے میں جذبہ کو زیادہ مفید خیال کرتے ہیں۔ وہ دل میں عشق کا پودا لگاتے اور عشقی نسبت سے قلب کو جلا بخشتے۔ دل کو غرور و تکبر بغض و حسد سے پاک کرتے، خلوص عمل کی تعلیم دیتے، وہ اطاعت لازمی اور متعدی دونوں پر عمل کرتے۔ ترک دنیا کی بھی تعلیم دیتے، ترک دنیا سے مراد گھربار چھوڑ کر جنگل میں جا کر رہنا نہیں بلکہ دنیا کی محبت کو دل میں جگہ نہ دینا ہے۔ وہ حرص و طمع سے دور رہتے اور توکل پر زندگی بسر کرتے۔ جس جگہ جاتے اپنے حسن عمل، اچھے اخلاق و کردار کا نقش چھوڑتے۔ یہی وہ عمل اور کردار تھا جس سے اجمیر سے دہلی کے سفر میں حضرت خواجہ غریب نواز کے دستِ حق پرست پر ایک روایت کے مطابق 90 ہزار اشخاص دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ سفر چھ ماہ میں طے ہوا۔ آج ہم سب دیکھتے ہیں کہ مشائخِ چشت کے آستانوں اور درگاہوں پر سبھی حاضر ہوتے ہیں اور روحانی سکون پاتے ہیں۔

امید کی کرن

ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں الحاد و دہریت اور مادہ پرستی کا دور دورہ ہے۔ انسان پریشان ہے، بے چینی بڑھتی جا رہی ہے، لوگ سکون کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں۔ مغربی تہذیب کا ایک طوفان اٹھ رہا ہے، یہ طوفان دنیا کو اپنے گھیرے میں لے رہا ہے۔ اس طوفان سے ہونے والے نقصان سے ملک کو، سماج کو اور اپنے آپ کو بچانے کے لئے اسلامی زندگی اپنانا، روحانیت کے راستے پر چلنا، تصوف کی راہ اختیار کرنا ہی تدبیر نظر آتی ہے۔ دنیا اور سماج بدلتا جا رہا ہے جس چیز کو فطرت نے غلط بتایا ہے لوگ اسے صحیح اور جس کو صحیح بتایا ہے اس کو غلط سمجھ رہے ہیں۔ ملک اور قوم نے خدا کے حکم کے خلاف اپنے فائدے کے اعتبار سے قانون بنائے ہیں اور نظریات قائم کئے ہیں۔ جس کام میں انھیں اپنے ملک اور اپنی قوم کا مفاد نظر آتا ہے اسے وہ جائز سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ دوسرے ملک اور قوم کے حق میں کتنا ہی مضر اور نقصان دہ ہو۔ وہ شر کو خیر اور باطل کو حق سمجھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ قوموں کو تباہ کرنے، خون کی ندیاں بہانے، سرسبز و شاداب شہروں کو برباد کرنے اور ان میں سکون سے زندگی بسر کرنے والے شہریوں کو اجاڑنے میں ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ ہم مغربی تہذیب کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہوگا کہ وہ روحانیت کو بھول چکے ہیں۔ ان کا زور اس بات پر ہے کہ جسمانی خواہشات کو پورا کرنے میں سارا دم خم لگا دیا جائے۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ انسان روح اور جسم کا مجموعہ ہے۔ جس طرح جسم کی پرورش اور اسے توانا رکھنے کے لئے روٹی، چاول، سبزی، گوشت، انڈا، مچھلی، کھلی ہوا اور ذہنی سکون ضروری ہے اسی طرح روح کو روحانی غذا یعنی ذکر اللہ، عبادت اور قرب حق کی ضرورت ہے۔ اگر انسان غذا کا استعمال چھوڑ دے کمزور ہو جائے گا۔ نقاہت آئے گی چلنے پھرنے اور کام کرنے کی طاقت نہ رہے گی۔ اسی طرح اگر انسان عبادت ریاضت اور ذکر اللہ کرنا چھوڑ دے تو روحانی اعتبار سے کمزور ہو جائے گا۔ اس میں بے چینی، نفرت، جنگ و جدال، نفاق، کامادہ پیدا ہوگا حق اور باطل، خیر و شر میں تمیز کرنے کی قوت کم ہو جائے گی۔

ظاہر ہے کہ جب اس میں تمیز کرنے کی صلاحیت نہیں رہے گی وہ غلط راستہ اپنائے گا۔ یہی حال علم سائنس کا ہے۔ آج کل سائنس کا زمانہ ہے۔ انسان نے سائنس کو تعمیری کام کی جگہ تخریبی کام کے لئے زیادہ استعمال کیا ہے۔ علم کے بارے میں حکما نے فرمایا ہے اگر اسے صحیح کام اور انسانیت کی بھلائی کے لئے استعمال کرو گے تو وہ امرت ثابت ہوگا اور اگر اسے غلط کام اور نقصان پہنچانے کی غرض سے استعمال کرو گے تو وہ زہر قاتل ثابت ہوگا۔ مولانا روم نے کیا خوب کہا ہے۔

علم را برتن زنی مارے بود علم را برجاں زنی یارے بود

اگر تو علم کو نفسانی خواہشات پوری کرنے پر لگائے گا تو زہر قاتل ثابت ہوگا، اگر تو

اسے روحانی ضروریات پورا کرنے پر صرف کرے گا تو وہ تیرا یار و مددگار ہوگا۔

آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ سائنس کے ذریعہ ایجاد کئے گئے جدید قسم کے

مہلک ہتھیار ملک اور انسانیت کو کتنا نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس سے معیشت تباہ ہو رہی

ہے، ہزاروں بے گناہ بے گئے گناہوں کی سزا پا رہے ہیں۔ آج ان ہتھیاروں کے ایجاد

کرنے والے خود بھی پریشان نظر آتے ہیں۔ وہ اپنے بنے ہوئے جال اور گندے چکر میں

پھنس گئے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی اور جسم کی روحانی

غذا سے پرورش نہ کی۔ اسلام مادی ترقی کے خلاف نہیں وہ مادی ترقی پر بھی اتنا زور دیتا ہے

جتنا روحانیت پر۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کا مبارک ارشاد ہے لَا

رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ اسلام میں دنیا ترک کرنا جائز نہیں۔ کمال اس میں ہے کہ دنیا

میں رہ کر دین پر قائم رہے۔ اسلام دینی اور دنیوی دونوں طرح کی زندگی گزارنے کی تعلیم

دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں انسان کو دین اور دنیا دونوں کو سنوارنے کے لئے

ارشاد فرمایا ہے۔ جو شخص دنیا نہیں سنوار سکتا وہ دین کو کیسے سنوار سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

قرآن حکیم میں اس جامع دُعَا مانگنے کی تعلیم دی ہے۔ یہ دعاسب سے جامع دعا ہے۔

آنحضرت ﷺ اکثر اس دعا کو مانگتے تھے رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ

حَسَنَةً۔ اے ہمارے پالن ہار! ہمیں دین اور دنیا دونوں میں بہتری عطا فرما۔ اسلام میں

دنیا کا ہر کام عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ بال بچوں کی پرورش، محنت و مشقت، کسب حلال کھیتی باڑی، ایک دوسرے سے ملاقات، دوستی، محبت، شادی بیاہ، امداد غرض کہ جو کام بھی خدا کے بتائے ہوئے طریقے پر اس کی رضا اور خوشنودی کے لئے کیا جائے گا عبادت میں شمار ہوگا۔ اس سے ذہنی سکون بھی حاصل ہوگا اور قرب خداوندی بھی ملے گا۔ جو لوگ خدا کے بتائے ہوئے قانون کے خلاف کام کرتے ہیں وہ لاکھ ساڑھن سامان کے ہوتے ہوئے بھی پریشان رہتے ہیں۔ مغربی ممالک کو لے لیجئے وہاں زندگی کی ہر سہولت مہیا ہے، عیش و عشرت کا سامان بھی ہے۔ اس کے باوجود ان کی زندگی میں سکون نہیں ہے۔ وہاں کے اسپتالوں میں خاصی تعداد میں بستر ذہنی اور دماغی امراض میں مبتلا مریضوں کے لئے وقف رہتے ہیں۔ بیشتر لوگ نشہ آور اور نیند آور گولی کا استعمال کرتے ہیں۔ ذہنی انتشار کی وجہ سے وہاں مار دھاڑ، قتل و غارت گری، چوری اور زنا کی واردات خاصی تعداد میں ہوتی ہیں۔ امریکہ جیسے سپر پاور ملک میں زندگی محفوظ نہیں۔ وہاں کے ہوٹلوں میں دوہرا قفل نظام Double Lock System رائج ہے۔ سوئزر لینڈ (SWISS) جیسے خوبصورت اور ٹھنڈے ملک میں جہاں عیش و عشرت کے سارے سامان مہیا ہیں اور وہ بین الاقوامی قانون کے تحت عالمی جنگ سے بھی محفوظ رہا میں اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق وہاں سب سے زیادہ خودکشی کی واردات ہوتی ہیں۔

آخر اس کی کچھ وجہ تو ہوگی؟ احقر کے نزدیک اس کی وجہ روحانیت سے دوری نظر آتی ہے۔ اگر آج دنیا خاص کر مغربی ممالک کو اسلام اور روحانیت سے روشناس کرایا جائے اور اس کی تعلیم دی جائے تو وہ دن دور نہیں کہ ساری دنیا میں امن اور سکون ہوگا۔ انسان میں قوت امتیاز پیدا ہوگی، وہ حق اور باطل، خیر اور شر کے درمیان فرق کر سکے گا۔ وہ حق کو اختیار کرے گا، باطل سے کنارہ کش ہوگا، خیر کے کام کرے گا، شر سے دور رہے گا، بندے اور خدا دونوں کا حق ادا کرے گا۔ ساری تعریف اللہ کے لئے ہیں وہ سارے جہاں کا پالنہار ہے اور رسول سارے جہاں کے لئے رحمت ہیں۔ **الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ**۔ جہاں کے پالنہار نے دین اسلام کو پسند فرمایا

وَرَضِيْتُ لَكُمْ إِلَّا سَلَامَ دِينِنَا جس دین کو سب کا پالنہا پسند فرمائے اس میں سلامتی ہے۔ اسلام کے معنی سلامتی کے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں دو بالشت بڑھتا ہوں۔ جب وہ ایک ہاتھ آگے بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ آگے بڑھتا ہوں اور جب کوئی شخص چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف بڑھتا ہوں۔ حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عبادت کرنے سے بندے کو میرا اس قدر قرب حاصل ہو جاتا ہے کہ میں اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔

ٹھنڈے دل سے سوچئے اور غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر کتنا مہربان ہے۔ جس نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ اور نائب بنایا، اشرف المخلوقات بنایا۔ ہم اس کے حکم اور احکام کی کتنی تعمیل کرتے ہیں اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر کتنا چلتے ہیں اور عمل نہ کرنے کی وجہ سے کس قدر نقصان اور خسارہ اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

وَالْقَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (العصر پ ۳۰)

زمانے کی قسم انسان درحقیقت خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔ اگر آج ہم تصوف کو اپنالیں، اللہ کا ذکر کریں اور اسلامی راستے پر چلیں تو صحیح معنوں میں خداوند قدوس کے ارشاد عالی انی جاعل فی الارض خلیفۃ کے مصداق کامل انسان بن جائینگے۔ جب ہم کامل انسان بن جائینگے ہمارا معاشرہ سدھر جائے گا اور سماج پاکیزہ ہو جائے گا۔ ہر طرف بہار ہی بہار، خوشی ہی خوشی اور روحانیت کی خوشبو ہوگی۔ یہی اُمید کی کرن ہے۔ اس اُمید کی کرن کی روشنی سے چاروں طرف اُجالا پھیلے گا اور سارا سنہار جگمگا اٹھے گا۔

درود شریف

درود شریف بڑی برکت والی چیز ہے اس کی اہمیت اور فضیلت اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ یہ وہ عمل ہے جو اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے اور اس کے فرشتے اس کے حکم کو بجالانے اور اس کی رضا کے لئے اس عمل کو خوشی خوشی کرتے ہیں اس عمل کے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ بندوں کو بھی دیتا ہے۔

یہ بات ہر شخص بخوبی جانتا اور سمجھتا ہے کہ یہ ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے باقی جتنی بھی عبادات ہیں مثال کے طور پر نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اس کے علاوہ دوسری عبادات کا حکم اللہ تعالیٰ بندوں کو دیتا ہے۔ اگر وہ اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرتے ہیں اور اگر عمل نہیں کرتے ہیں گنہگار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان
والو! تم بھی اس پر رحمت بھیجو اور سلام کہہ کر سلام بھیجو۔

جس فعل کو اللہ تعالیٰ خود کرے اس کی اہمیت فضیلت اور برکت کا اندازہ لگانا انسان کے لئے ناممکن ہے۔ صحابہ کرام اور مشائخ عظام نے درود شریف کے بہت فضائل بیان کئے ہیں ان جملہ فضائل میں سے چند فضائل یہ ہیں۔

- (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ و مسلم شریف)
- (۲) خادم رسول اللہ ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ دس خطائیں معاف فرماتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کرتا ہے۔ (نسائی شریف)

(۳) ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجا ہوگا۔

(۴) آپ نے یہ بھی فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر

درود نہ بھیجے۔

حضرت شیخ سلمان بن جزولی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل الخیرات شریف میں سارے درود شریف جمع کئے ہیں۔ یہ درود شریف کا سب سے عمدہ مجموعہ ہے۔ تمام مشائخ کے معمول میں دلائل الخیرات شریف رہی ہے۔ احقر غفرلہ نے والد حضرت مرشدی و مولائی مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی نور اللہ مرقدہ سے دلائل الخیرات شریف پڑھی ہے اور اجازت حاصل کی ہے۔ احقر کی طرف سے اس کے پڑھنے کی عام اجازت ہے جو شخص چاہے خوشی خوشی پڑھے وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ اِذَا كُنْتُ اِحْتَرَسُ مِنْ اِحْتِرَاسِ رَايِدِ بْنِ اَبِي اَسْوَدٍ۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو تو اچھے الفاظ میں بھیجو تم نہیں جانتے ہو کہ یہ درود آنحضرت ﷺ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں کسی کو ذرہ برابر بھی شک و شبہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ میں جو برکت اور تاثیر ہے وہ کسی دوسرے کے الفاظ میں نہیں۔ آپ کے تمام الفاظ خدا کے حکم سے وحی الہی سے زبان مبارک سے نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحٰی۔ (پارہ ۲۷۔ النجم آیت ۳۔ ۴) اور نہ (آپ) اپنی انسانی خواہش سے بولتے ہیں ان کا ارشاد نبری وحی ہے۔ جو ان پر بھیجی جاتی ہے یعنی ایک حرف بھی آپ کی زبان مبارک سے ایسا نہیں نکلتا جو نفس کی خواہش پر مبنی ہو بلکہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔

محدثین کرام کا اس پر اجماع ہے کہ نماز میں تشهد (التحیات) کے بعد جو درود پڑھا جاتا ہے وہ سب سے افضل ہے۔ اس درود کی تعلیم آنحضرت ﷺ نے بنفس نفیس فرمائی اس درود کو درود ابراہیمی کہتے ہیں۔ درود شریف کے بارے میں حزب الاعظم میں لکھا ہے

أَفْضَلُهَا مَا وَرَدَ عَقِبَ التَّشْهَدِ - (درود میں) سب سے افضل درود وہ ہے جو تشہد کے بعد نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ درودوں میں اس درود کا انتخاب نماز میں پڑھنے کے لئے کیا گیا۔ یہاں پر ہم صرف دو درود شریف درود ابراہیمی اور درود توحینا لکھ رہے ہیں۔ اور درود شریف کے الفاظ پر ہی کتاب کا خاتمہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ درود شریف کی برکت سے کتاب کو قبولیت عامہ عطا فرمائے۔ دین و دنیا کی برکات اپنی خوشنودی اور رضا نصیب فرمائے (آمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

(تصیدہ بردہ شریف)

درود ابراہیمی

اس درود کے مبارک الفاظ یہ ہیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

درود توحینا

مبارک درودوں میں ایک درود توحینا ہے۔ یہ درود بھی بڑی برکت والا ہے۔ یہ الہامی درود ہے اس درود کی تعلیم آنحضرت ﷺ نے خواب میں حضرت شیخ صالح موسیٰ ضریر رحمۃ اللہ علیہ کو دی تھی۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد عالی ہے جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا، شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔ مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ۔

اس درود کے الہام ہونے کا واقعہ کتابوں میں اس طرح لکھا ہے:

حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی قطب سہر سادرو دتجینا کے بارے میں ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں۔ درودتجینا کے الہام کی وجہ علامہ شیخ مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوات والبشر میں مع سند استماع لکھا ہے کہ مجھ کو حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن حسین نے فرمایا (جو مسجد نبوی میں درس دیا کرتے تھے) کہ مجھے حضرت امام بن علی نخعی مالکی نے بتایا کہ حضرت شیخ صالح موسیٰ ضریر نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ میں ایک بار دریائے شور کے جہاز پر سوار تھا کہ اچانک مخالف ہوا تیز چلی جس کو اہل عرب ”اقلابیہ“ کہتے ہیں یہ ہوا بڑے خطرہ اور ہلاکت کی ہوتی ہے، اسکی زد میں آنے سے بہت کم جہاز غرقابی سے نجات پاتے ہیں۔ جب یہ ہوا چلی تمام جہاز پر بیٹھنے والے خوفزدہ ہو کر مضطرب ہو گئے جب جہاز خطرہ میں آیا سب کے سب زیست سے نا امید ہو گئے واویلا کرنے لگے، اسی پریشانی میں حضرت شیخ پرز بردست غنودگی طاری ہوئی جس سے حضرت شیخ کو نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں اور میں حضوری میں ہوں، حضرت سید عالم نے اس درود شریف کی تلقین کی اور فرمایا کہ سب سے کہو کہ اس درود کو ہزار بار پڑھیں۔ حضرت شیخ بیدار ہوئے اور جملہ حاضرین کو درود سکھایا اور کہا کہ پڑھو سب پڑھنے لگے ابھی تین سو بار پورا نہیں ہوا تھا کہ موافق ہوا چلنے لگی جس سے جہاز خطرہ سے نکل آیا اور سمھوں کے قلوب سے خوف و حراس جاتے رہے، دلوں میں اطمینان اور سکون نے جگہ لی مصیبتیں راحتوں سے بدل گئیں۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن یوسف شیخ الحدیث مسجد نبوی سے علامہ فیروز آبادی نے کتاب الصلوہ والبشر میں لکھا ہے کہ جو مسلمان اس درود شریف کو ہزار مرتبہ پڑھے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو اور مصیبت سے نجات پائے اس درود شریف کا نام درودتجینا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (مدفون حوض شمسی مہرولی، نئی دہلی ۱۰۵۲ء) نے جذب القلوب (فارسی) میں تحریر فرمایا ہے کہ درودتجینا دنیا اور آخرت کے

جملہ مقاصد حسنہ میں مفید ہے اور مشکلات کے حل کے لئے پُر اثر، حل مشکلات کے لئے کم از کم تین سو بار (۳۰۰) بار پڑھے۔ حضرت شیخ محدث دہلوی نے دفع مصائب اور قضائے حاجات کی بابت اپنا کئی مرتبہ کا تجربہ لکھا ہے۔ نیز البرکات قلمی شرح دلائل الخیرات میں امام شیخ محی الدین سے نقل ہے کہ جو مسلمان پابندی سے دس بار صبح اور دس بار شام درود تھینا کا ورد رکھے وہ قہر خداوندی سے محفوظ رہے اور رحمت الہی کا مستحق ہو اور اسے رب تعالیٰ کی رضا حاصل ہو، اور جملہ امور میں سہولت ہو۔

درود تھینا یہ ہے جو دلائل الخیرات حزب سوم مطبوعہ میں مذکور ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً تُنَجِّينَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ
الْأَهْوَالِ وَالْأَفَاتِ وَتَقْضِي لَنَا بِهَا جَمِيعَ الْحَاجَاتِ
وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا إِلَى
الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيعِ
الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ.

مشائخ کرام نے بَعْدَ الْمَمَاتِ کے بعد اِنكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بڑھایا ہے لہذا اس کو درود تھینا کا آخری فقرہ تصور کرنا چاہئے۔ مشائخ کرام نے لفظ تھینا کے جیم کو تشدید سے پڑھا اور فرمایا ہے کہ جیم کی تشدید سے ہی حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمایا ہے۔ ترجمہ: اے اللہ! وہ درود سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیج کہ جس سے تمام خوف و دہشت اور آفت سے نجات ملے اور ہماری ساری حاجتیں پوری ہوں اور جملہ گناہوں کی گندگیوں سے صفائی حاصل ہو اور اعلیٰ درجات میں پہنچ ہو، دنیاوی زندگی میں مقاصد حسنہ اور اخروی حیات میں اعلیٰ منزلوں پر رسائی ہو تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (مکتوب ۴۰ از مکتوبات عالیہ) بعض مشائخ نے اس درود شریف کا ثواب دس ہزار درود کے برابر بتایا ہے۔

ماخذ

۱	قرآن مجید	کلام اللہ
۲	بخاری شریف	امام بخاری
۳	مسلم شریف	امام مسلم
۴	ابوداؤد شریف	امام ابوداؤد
۵	مشکوٰۃ شریف	علامہ ولی الدین محمد الخطیب الترمیزی شافعی
۶	ابن ماجہ	امام ابن ماجہ
۷	بیہقی	امام بیہقی
۸	تاریخ مشائخ چشت	پروفیسر خلیق احمد نظامی
۹	کتاب اللمع	شیخ ابونصر سراج طوسی
۱۰	نجات الانس	مولانا عبدالرحمن جامی
۱۱	بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب	علامہ سید محمود شکر آلوسی
۱۲	تصوف رسم اور حقیقت	خواجہ حسن ثانی نظامی
۱۳	مرآة الاسرار	شیخ عبدالرحمن چشتی
۱۴	مکتوبات صدی	شیخ شرف الدین بن احمد تکی منیری
۱۵	مکتوبات عالیہ	شاہ جعفر علی فریدی قطب سہرسا
۱۶	کشف المحجوب	مخدوم شیخ علی ہجویری عرف داتا گنج بخش لاہوری
۱۷	قواعد تصوف	
۱۸	محبوب یزدانی	مولانا سید نعیم اشرف
۱۹	تصوف کیا ہے؟	مولانا محمد منظور نعمانی

۲۰	عوارف المعارف	شیخ شہاب الدین عمر سہروردی
۲۱	سبع سنابل	میر عبدالواحد بلگرامی
۲۲	رسالہ قشیریہ	امام ابوالقاسم قشیری
۲۳	تصوف اسلام	مولانا عبدالماجد دریابادی
۲۴	التفہیمات الالہیہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۲۵	القول الجلی	شیخ محمد عاشق پھلتی
۲۶	القول الجمیل	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۲۷	سیر الاولیاء	امیر خورد کرمانی
۲۸	شفار العلیل	مولانا خرم علی بلہوری
۲۹	حضرت مجدد اوران کے ناقدین	مولانا ابوالحسن زید فاروقی
۳۰	فوائد الفواد	امیر حسن علاجزی بدایونی ثم دہلوی
۳۱	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار
۳۲	مکتوبات کلیمی	مکتوبات شیخ کلیم اللہ ولی مرتبہ مولانا محمد قاسم کلیمی
۳۳	کتاب طریق محمدی	
۳۴	مصباح الہدایت	شیخ محمود بن علی کاشانی
۳۵	منہاج العابدین	حضرت امام محمد غزالی
۳۶	انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۳۷	خیر المجالس	ملفوظات شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی
۳۸	صبح الاعشی	
۳۹	دلی تاریخ کے آئینے میں	پروفیسر خلیق احمد نظامی
۴۰	دہلی کی خانقاہیں	پروفیسر خلیق احمد نظامی

۴۱	اصول السماع	مولانا فخر الدین زراوی
۴۲	مجمع البحرین	
۴۳	قوت القلوب	شیخ عثمان بن ابوطالب مکی
۴۴	یوارق الالمام فی تکفیر من تحرم السماع	امام احمد بن محمد بن محمد طوسی الغزالی
۴۵	رسالہ جواز سماع	حکیم محمد محسن
۴۶	نظامی بنسری	خواجہ حسن نظامی
۴۷	اقتباس الانوار	مولانا محمد اکرم براسوی
۴۸	انفاس العارفين	شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی
۴۹	نہایت الارب	
۵۰	خزینۃ الاصفیاء	مفتی غلام سرور لاہوری
۵۱	اذکار الابرار ترجمہ گلزار ابرار	شاہ محمد غوثی شطاری
۵۲	تذکرہ نظامی	خواجہ حسن ثانی نظامی
۵۳	شجرۃ الانوار	مولانا وحیم بخش فخری
۵۴	لطائف اشرفی	مولانا نظام الدین بیہنی المعروف بہ حاجی غریب بیہنی
۵۵	نفحات الانس	مولانا عبدالرحمن جامی
۵۶	تذکار مطیب	مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی
۵۷	شجرات طریقت	مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی
۵۸	تذکرہ آبادانیہ	مولانا محمد انور علی سہیل فریدی
۵۹	نظام القرائد	حافظ مظہر الدین فریدی
۶۰	نافع السالکین	شاہ سلیمان تونسوی

۶۱	الحزب الاعظم	ملا علی بن سلطان محمد قاری محدث
۶۲	دلائل الخیرات	شیخ سلیمان جزولی شاذلی
۶۳	اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۶۴	مقامات خیر	مولانا ابوالحسن زید فاروقی
۶۵	کیمیائے سعادت	امام محمد غزالی
۶۶	احیاء العلوم	امام محمد غزالی
۶۷	میلا و تحفۃ الرسول	مولانا معین الدین آروی
۶۸	غنیۃ الطالبین	غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
۶۹	فتوح الغیب	غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
۷۰	مکتوبات امام ربانی	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
۷۱	دُررِ نظامی	شیخ علی بن محمود جاندار شاہ
۷۲	آئین اکبری	ابوالفضل
۷۳	تمہید المبتدی	شیخ ابوشکور سالمی
۷۴	جذب القلوب	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۷۵	نفس مرجع	شیخ ابن قیم
۷۶	گوہرستان توارخ	حاجی محمد رضا فریدی
۷۷	عرب و ہند کے تعلقات	مولانا سید سلیمان ندوی
۷۸	مولانا سید سلیمان ندوی کی تصانیف	سید صباح الدین عبدالرحمن
۷۹	المشقق من الصلوات	امام محمد غزالی
۸۰	مقامات مظہری	محمد اقبال مجددی
۸۱	الاصابہ فی تمییز الصحابہ	علامہ ابن حجر عسقلانی

علم تصوف پر ایک آسان اور نایاب تحفہ

چھانِ تصوف

تعارف و تدوین:

ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ (صابری)

سجاوہ نشین درگاہ بغیہ شریف نواب پورہ، مراد آباد (یوپی۔ انڈیا)

مصنف

شیخ طریقت

قاری شاہ محمد انور علی سہیل فریدی



افغان ریسرچ سنٹر، لاہور